شہرِ مدینہ

اور

زیارتِ رسول ﷺ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

منہاج القرآن پبلیکیشنز

شہرِ مدینہ اور زِیارتِ رسول ﷺ

(خصائص و فضائل)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

منہاجُ القرآن پبلیکیشنز
365-ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 5168514، 3-5169111
یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور، فون: 7237695
http://www.minhaj.org, e-mail: tehreek@minhaj.org

جملہ حقوق بحقِ تحریکِ منہاج القرآن محفوظ ہیں

نام کتاب	:	شہرِ مدینہ اور زِیارتِ رسول ﷺ
تصنیف	:	ڈاکٹر محمد طاہر القادری
تحقیق و تدوین	:	محمد علی قادری، محمد فاروق رانا (منہاجینز)
نظر ثانی	:	ضیاء نیر
کمپوزنگ	:	حامد سمیع
زیرِ اِہتمام	:	فریدِ ملت ؒ ریسرچ اِنسٹیٹیوٹ
نگرانِ طباعت	:	شوکت علی قادری
مطبع	:	منہاجُ القرآن پرنٹرز
اِشاعت اَوّل	:	نومبر 2002ء (1,100)
قیمت	:	-/100روپے

❁❁❁

نوٹ: ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تمام تصانیف اور خطبات و لیکچرز کے ریکارڈ شدہ آڈیو/ ویڈیو کیسٹس اور CDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لئے **تحریکِ منہاجُ القرآن** کے لئے وقف ہے۔

(ڈائریکٹر منہاجُ القرآن پبلیکیشنز)

www.MinhajBooks.com
research@minhajbooks.com

بسم الله الرحمن الرحيم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

اَمِنْ تَذَکُّرِ جِیْرَانٍ بِذِیْ سَلَمِ

مَزَجْتَ دَمْعًا جَرٰی مِنْ مُّقْلَةٍ بِدَمِ

﴿ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ عَلٰی آلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ ﴾

فہرست

صفحہ	عنوانات
۹	**پیش لفظ**
۱۱	**اِبتدائیہ**
۱۳	**باب اوّل: شہرِ مدینہ کے خصائص و فضائل**
۱۵	۱۔ مدینہ طیبہ کے ننانوے نام
۲۰	۲۔ مکہ معظّمہ کی طرح مدینہ منوّرہ بھی حرم ہے
۲۴	۳۔ مدینہ منورہ کی تمام شہروں پر فضیلت
۳۰	۴۔ پیکرِ مصطفیٰ ﷺ کی تخلیق خاکِ مدینہ سے کی گئی
۳۲	۵۔ مدینہ منورہ کو فتنۂ دَجال اور طاعون سے محفوظ کیا گیا
۳۵	۶۔ شہر مدینہ کو دار الشفاء بنایا گیا
۳۹	۷۔ سکونتِ مدینہ باعثِ خیر و برکت ہے
۴۱	۸۔ اہل مدینہ کے لئے مصائب پر صبر کا غیر معمولی اجر
۴۲	۹۔ مدینہ کی سرزمین ناپاکی باہر نکال دے گی
۴۵	۱۰۔ اہلِ مدینہ سے برائی کا اِرادہ کرنے والا دوزخ میں نمک کی طرح پگھل جائے گا
۴۵	۱۱۔ اہلِ مدینہ کو خوفزدہ کرنے والا روزِ قیامت خوفزدہ کیا جائے گا
۴۶	۱۲۔ اہلِ مدینہ پر زیادتی کرنے والے پر لعنت
۴۶	۱۳۔ اہلِ مدینہ پر زیادتی کرنے والے کے لئے جہنم کی وعید

عنوانات	صفحہ
۱۴۔ مدینہ طیبہ میں اَعمالِ صالحہ پر ہزاروں گنا اَجر وثواب	۴۷
۱۵۔ خاکِ مدینہ خوشبوؤں کا مسکن	۵۰
۱۶۔ دافعِ بلاء …… مدینہ منورہ کی کھجوریں	۵۳
۱۷۔ محبوب خدا ﷺ کا محبوب پہاڑ …… اُحد	۵۴
۱۸۔ وادئ عقیق …… مبارک وادی	۵۴
۱۹۔ وادئ بطحان …… وادئ جنت	۵۵
۲۰۔ وادئ مدینہ پناہ گاہِ ایمان ہے	۵۵
۲۱۔ سرزمینِ مدینہ کی موت باعثِ شفاعت ہے	۵۶
۞ اے شہرِ بے مثال! تیری عظمتوں کو سلام	۵۸
۞ فضائل مدینہ پر کتبِ تاریخ وسیر	۶۰
باب دُوم: زیارتِ نبوی ﷺ کے خصائص	۶۳
۱۔ خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کے خصائص	۶۶
۞ خواب میں حضور ﷺ کی زیارت حق ہے	۶۷
۞ زیارتِ مقدسہ کے خواب کی تعبیرات	۷۰
۲۔ حالتِ بیداری میں حضور ﷺ کی زیارت	۷۲
۳۔ زیارتِ قبرِ انور کے خصائص	۷۶
۞ بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں حاضری پر نصِ قرآنی	۷۷
۞ جوازِ یا وجوبِ زیارتِ روضۂ اَقدس …… احادیث کی روشنی میں	۸۱
شرحِ حدیث	۸۶
زیارتِ روضۂ اَطہر کی ترغیب	۹۴

صفحہ	عنوانات
۱۰۰	زائرِ قبرِ انور کے لئے وعدۂ شفاعت
۱۰۵	اِستطاعت کے باوجود زیارت نہ کرنے پر وعید
۱۰۵	حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور زیارتِ قبرِ انور
۱۰۷	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور زیارتِ قبرِ انور
۱۰۷	۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول
۱۱۷	۲۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا معمول
۱۱۸	۳۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
۱۲۷	۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
۱۲۹	۵۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۲۹	۶۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما
۱۳۰	۷۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ
۱۳۱	۸۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ
۱۳۱	۹۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا بارگاہِ نبوت میں سلام
۱۳۳	زیارتِ قبرِ انور کے آداب
۱۴۰	کتب و مصادرِ علمیہ
۱۴۰	۱۔ کتبِ زیارت
۱۴۱	۲۔ کتبِ خصائص و مناقب
۱۴۲	۳۔ کتبِ مذاہبِ اربعہ
۱۴۳	۴۔ کتبِ مناسک
۱۴۵	مآخذ و مراجع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

ذِکرِ محبوب جس عنوان سے بھی ہو جس رنگ میں بھی ہو محبوب ہوتا ہے۔ محبوب کی جس شے سے نسبت ہو وہ شے بھی محبوب ہوجاتی ہے۔ شہرِ مدینہ کا نام زبان پر آتا ہے تو زبان پر صَلِّ عَلیٰ کے نغمے جاری ہوجاتے ہیں، آنکھیں پُرنم اور دل بے قرار ہوجاتا ہے کہ یہی وہ قریۂ محبوب ہے جسے حضور رحمتِ کائنات ﷺ کی لازوال نسبت حاصل ہے۔ یہی وہ شہرِ دِل نواز ہے جس کے در و دیوار لمسِ مصطفیٰ ﷺ سے فیض یاب ہوئے، یہی وہ شہرِ بے مثال ہے جس کے گلی کوچوں میں تاجدارِ کائنات ﷺ نے خرامِ ناز فرمایا۔ اِس شہرِ منوّر کی فضائیں آج بھی اَنفاسِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشبو سے معطر ہیں۔

شہرِ مدینہ جو کبھی یثرب تھا محبوبِ خدا ﷺ کے قدموں کی برکت سے طیبہ، طابہ، دار الشفاء اور دار الأمن بنا۔ اِس کے اطراف و اکناف پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہونے لگا، اِس کے مکینوں پر نوازشاتِ الٰہیہ کی بارش ہونے لگی، اس شہرِ اَمن سے اِسلام کی کرنیں پھوٹیں جو چار دانگِ عالم میں پھیل گئیں اور پورا عالم بقعۂ نور بن گیا۔

اِس شہر کا ذرّہ ذرّہ آفتابِ نبوّت کے نور سے روشن ہے، اس کا گوشہ گوشہ خوشبوئے رسول ﷺ سے مہک رہا ہے، یہ خطۂ نور و نکہت رشکِ فلک ہے کہ یہاں خود محبوبِ خدا ﷺ آرام فرما ہیں، یہاں گنبدِ خضراء ہے جو اہلِ ایمان کے دلوں کی دھڑکن اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، جس کی زیارت کے لئے وہ صبح و شام بے تاب و بے قرار رہتے ہیں۔

شہرِ مدینہ کی محبت دَرحقیقت حضور ﷺ ہی کی محبت ہے جس کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا۔

یہ شہرِ مدینہ کی محبت کا اثر ہے ورنہ
کون روتا ہے لپٹ کر در و دیوار کے ساتھ!

اہلِ محبت اہلِ زیارت بھی ہوتے ہیں، اور حضور نبی اکرم ﷺ اُنہیں اپنے دیدار سے بھی نوازتے ہیں۔ یہ زیات عالمِ خواب میں بھی ہوسکتی ہے اور عالمِ بیداری میں بھی۔ یہ آقا ﷺ کا کرم ہے جیسے فرما دیں اور جس پر فرما دیں۔

زیرِ نظر کتاب ’شہرِ مدینہ اور زیارتِ رسول ﷺ‘ سفیرِ عشقِ رسول ﷺ مفکرِ اِسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی محبت آمیز اور رُوح پرور تصنیف ہے، جس کے لفظ لفظ سے عشق و محبتِ رسول ﷺ ٹپکتی نظر آتی ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے پہلے باب میں شہرِ مدینہ کے فضائل و خصائص اور اِمتیازات نہایت حسین اَنداز میں قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کیے ہیں، جبکہ دوسرے باب میں زیارۃ النبی ﷺ کے فضائل و خصائص اَز روئے قرآن و حدیث بیان کرنے کے ساتھ ساتھ کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعینِ عظام اور ائمہ و صالحین کے اَقوال و معمولات بھی دیئے ہیں۔ اس پر مستزاد زیارتُ النبی ﷺ کے باب میں وارد کئے جانے والے اِعتراضات کا دلائل سے رَدّ کیا ہے۔

اِس کتاب کی تحقیق و تدوین کی سعادت اس بندۂ عاجز اور ’محترم محمد فاروق رانا‘ کو حاصل ہوئی۔ ہم نے اس فریضہ کو ادا کرنے کی مقدور بھر کوشش کی ہے۔ ہم محترم محمد تاجُ الدّین کالامی کے بھی شکر گزار ہیں کہ اُنہوں نے اِس کتاب کی تکمیل میں ہماری معاونت فرمائی۔

اُمید ہے کہ یہ کتاب اہلِ اسلام کے دلوں میں مکینِ گنبدِ خضراء ﷺ کی محبت و زیارت کے فروغ کا باعث بنے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شہرِ مدینہ کی خیرات و برکات سے حصۂ وافر عطا فرمائے، اور زیارتِ مصطفیٰ ﷺ کی نعمت عظمیٰ سے نوازے۔

آمین! بجاہ سید المرسلین ﷺ

(محمد علی قادری)

ریسرچ سکالر

فریدِ ملت ریسرچ اِنسٹی ٹیوٹ

۱۶ رمضانُ المبارک ۱۴۲۳ھ

اِبتدائیہ

جس چیز کو بھی حضور ﷺ سے نسبت کا اعزاز حاصل ہوا اُس کا مقدر جگمگا اُٹھا۔ یثرب ایک قدیم بستی کا نام تھا جو تجارتی قافلوں کی گزرگاہ تھی۔ طوفانِ نوح کے بعد اس شہر کا ذکر کتبِ تاریخ میں ملتا ہے۔ علامہ سمہودی کی تحقیق کے مطابق بھی یہی رائے درست ہے(۱)۔ جب حضور ﷺ ہجرت فرما کر اس شہرِ دلنواز میں تشریف لائے تو اسے 'یثرب' سے 'مدینۃ الرسول' ہونے کا شرفِ عظیم حاصل ہوا۔

مدینہ منورہ، شہرِ بے مثال پورے عالم کا مرکزِ نگاہ ہے۔ اس کی خلد آگیں فضاؤں میں سرورِ کائنات نبیٔ رحمت ﷺ کے انفاسِ پاک کی خوشبو رچی ہوئی ہے جس سے یہ خطۂ جنت نظیر ابد تک مرجع خلائق بن گیا ہے۔ زائرینِ مدینہ دنیا کے ہر گوشے سے اِس شہرِ طیبہ کی طرف کھچے کھچے چلے آتے ہیں اور اِس خلدِ زمین کے ذرّے ذرّے میں عشاقِ مصطفیٰ ﷺ کے دل دھڑکتے ہیں۔ در و بام مدینہ سے محبت ان کے دلوں کے آبگینے سے قطرہ قطرہ ٹپکتی ہے۔ اس ادب گاہ زیرِ آسماں میں جہاں جنید و بایزید بھی دم بخود رہے ہیں، محبوبِ خدا ﷺ کے دیوانے آج بھی سرتاپا پیکرِ ادب و احترام بنے رہتے ہیں۔

اللہ رے خاکِ مدینہ کی آبرو
خورشید بھی گیا تو وہاں سر کے بل گیا

مدینہ منورہ شہرِ محبت، قریۂ کرم و عطا اور خطۂ بخشش و وسیلۂ مغفرت ہے۔ یہیں گنبد خضراء ہے جسے کائنات کی افضل ترین ہستی حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی آخری آرام گاہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ نسبتِ رسول ﷺ نے اسے عظمت اور رفعت عطا کی، اسے

---

(۱) سمہودی، وفاء الوفا، ۱: ۱۵۶

بلندیوں سے ہمکنار کیا، حضور ﷺ کی اِس نسبت کا اعزاز پا کر شہرِ مدینہ کائنات کے ذرے ذرے کی نگاہوں کا مرکز بن گیا۔ جاں نثارانِ مصطفیٰ ﷺ شہر حبیب ﷺ کی زیارت کا حد درجہ اشتیاق رکھتے ہیں اور خاکِ طیبہ کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناتے ہیں۔

خاکِ طیبہ اَز ہر دو عالم خوشتر اَست

آں خنک شہرے کہ آں جا دلبر اَست

وہ خوش نصیب جن کا حضور ﷺ کی ذات سے غیر معمولی روحانی تعلق ہے انہیں آپ ﷺ حالت خواب میں شرفِ زیارت بخشتے ہیں۔ بعض عشاقانِ مصطفیٰ کو دنیا و ما فیہا سے بہتر یہ بے مثال نعمت حالتِ بیداری میں بھی ملتی ہے یعنی وہ نبی رحمت ﷺ کا دیدار کھلی آنکھ سے کرتے ہیں۔

روضۂ رسول ﷺ کی زیارت کی مشروعیت احادیث صحیحہ سے ثابت ہے زیارتِ النبی ﷺ کی غرض سے شہرِ مدینہ کی طرف سفر کرنا نہایت مستحسن اور مبارک عمل ہے۔ صحابہ و تابعین اور ائمہ و محدثین روضۂ رسول ﷺ کی زیارت کو مستحب اور بعض واجب جانتے ہیں۔ فقہاء کرام نے اپنی کتب میں زیارۃ النبی ﷺ کے عنوان سے ابواب قائم کئے اور قرآن و حدیث سے اس کا جواز ثابت کیا ہے۔

زیارت مذکورہ بالا صورتوں میں سے کسی صورت میں بھی ہو مشتاقانِ جمالِ مصطفیٰ ﷺ کے دلوں میں ہر وقت اس کی تمنا مچلتی رہتی ہے کہ کب اِذنِ حضوری ہو اور وہ اپنے محبوب ﷺ کی زیارت کر سکیں۔

سلطانِ مدینہ ﷺ کی زیارت کی دعا کر

جنت کی طلب چیز ہے کیا اور بھی کچھ مانگ

باب اَوّل

شہرِ مدینہ کے خصائص و فضائل

شہرِ نبی شہروں کا سرتاج ہے جسے اَفضلیت کی خلعتِ فاخرہ سے سرفراز کیا گیا۔ یہ قریۂ نور و نکہت دُنیا کا محبوب ترین خطہ اور کائنات کا مرکزِ نگاہ ہے، اس لئے کہ اسے حضورﷺ کا دارالہجرت، جائے سکونت اور آخری آرام گاہ ہونے کا شرف ملا، اس کی زمین پر گنبدِ خضراء ہے، خوشبوئیں جس کے طواف میں مصروف رہتی ہیں، صبا جس کی بلائیں لیتی ہے، جہاں ہر لحہ رحمتِ خُداوندی برستی ہے۔

اِس شہرِ خنک کے فضائل اور خصائص کا شمار بھی ممکن نہیں۔ ذیل میں چند خصائص و فضائل کا اِجمالاً ذکر کیا جاتا ہے:

ا۔ مدینہ طیبہ کے ننانوے نام

ہر وہ چیز جو مسندِ عظمت پر رونق افروز ہو گی اس کے صفاتی نام بھی اتنے ہی زیادہ ہوں گے۔ جس طرح اللہ رب العزت کے صفاتی نام ...... جنہیں اَسمائے حسنیٰ کہا جاتا ہے ...... بے شمار ہیں اُسی طرح اُس کے حبیب ﷺ کے صفاتی ناموں کا بھی شمار نہیں اور نسبتِ مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے 'مدینۃ الرسول' کا نام پانے والے اس شہرِ مقدس کے بھی متعدد صفاتی نام ہیں جو اس کی کسی نہ کسی خوبی کے مظہر ہیں۔ ان میں سے ننانوے نام معروف ہیں جنہیں مؤرخین نے مندرجہ ذیل رُواۃ کے حوالے سے بیان کیا ہے:

۱۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ
۲۔ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ

۵۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۶۔ حضرت عبد اللہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

۷۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

اَسمائے مدینہ درج ذیل ہیں :

۱۔ مَدِینَةُ الرَّسُول ﷺ

حضور ﷺ کی نسبت سے اِس شہرِ خنک کا ذِکر ہدایتِ آسمانی کی آخری دستاویز میں چار مرتبہ آیا ہے۔ اِرشادِ ربانی ہے:

۱۔ وَ مِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ط وَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ۔(۱)

''اے (مسلمانو!) تمہارے گرد و نواح کے دیہاتی گنواروں میں بعض منافق ہیں اور بعض باشندگانِ مدینہ بھی۔''

۲۔ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَ مَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ وَ لَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ۔(۲)

''اہل مدینہ اور ان کے گرد و نواح کے (رہنے والے) دیہاتی لوگوں کے لئے مناسب نہ تھا کہ وہ رسول اللہ سے (الگ ہو کر) پیچھے رہ جائیں اور نہ یہ کہ اُن کی جانِ (مبارک) سے زیادہ اپنی جانوں سے رغبت رکھیں۔''

۳۔ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا ۝ (۳)

''البتہ اگر منافقین اور جن کے دلوں میں (نفس پرستی اور ہوس پرستی کی) بیماری ہے اور جو مدینہ میں جھوٹی اَفواہیں اڑایا کرتے ہیں (اپنی ان حرکتوں سے) باز

(۱) القران، التوبہ، ۹:۱۰۱

(۲) القران، التوبہ، ۹:۱۲۰

(۳) القرآن، الاحزاب، ۳۳:۶۰

نہ آئے تو ہم ضرور آپ کو ان کے پیچھے لگا دیں گے پھر وہ آپ کے پاس اس (مدینہ) میں بس تھوڑے ہی دن رہ سکیں گے۝‘‘

۴۔ **يَقُولُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ط وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۝(۱)**

’’(اور یہ منافق) کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ واپس گئے تو ہم میں جو عزت والے ہیں وہ ذلت والوں کو نکال دیں گے حالانکہ (وہ یہ نہیں سمجھتے کہ وہ خود ذلیل ہیں، درحقیقت) عزت اللہ کے لئے ہے اور اس کے رسول کے لئے اور (درجہ بدرجہ) مومنین کے لئے لیکن منافقین (یہ) نہیں جانتے۝‘‘

احادیث مبارکہ میں بھی لفظ مدینہ کا ذکر آیا ہے۔

حضور ﷺ کا اِرشادِ گرامی ہے:

أمرت بقرية تاكل القرى، يقولون يثرب، و هي المدينة۔(۲)

’’مجھے ایک ایسی بستی کی طرف ہجرت کا حکم دیا گیا جو تمام بستیوں پر حاوی ہے، لوگ اُسے یثرب کہتے ہیں حالانکہ وہ مدینہ ہے۔‘‘

۲۔ طابہ

اس شہرِ خوشگوار کا ایک نام طابہ ہے۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

---

(۱) القرآن، المنافقون، ۶۳: ۸

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۲: ۶۶۲، کتاب فضائل المدینہ، رقم: ۱۷۷۲

۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۱۰۰۶، کتاب الحج، رقم: ۱۳۸۲

۳۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۲: ۴۸۲، رقم: ۴۲۶۱

۴۔ مالک، الموطا، ۲: ۸۸۷، رقم: ۱۵۷۱

۵۔ احمد، المسند، ۲: ۲۳۷، رقم: ۷۲۳۱

۶۔ عبدالرزاق، المصنف، ۹: ۲۶۷

إن الله تعالیٰ سمی المدینة طابة۔(۱)

’’بیشک اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام طابہ رکھا ہے۔‘‘

۳۔ طیبه

’مدینۃ الرسول ﷺ‘ کو طیبہ بھی کہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

إن الله ﷻ أمرنی أن أسمی المدینة طیبة۔(۲)

’’اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم فرمایا کہ میں مدینہ کا نام طیبہ رکھوں۔‘‘

۴۔ الدّار

۵۔ الإیمان

’مدینۃ النبی ﷺ‘ کے ان دونوں ناموں کا ذکر قرآن مجید میں یوں آیا ہے:

وَ الَّذِیْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَ الْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔(۳)

’’اور (یہ مال ان کے لئے بھی) جو لوگ مہاجرین (کے آنے) سے پہلے (ہی) دارالہجرت اور دارالایمان (مدینہ طیبہ) میں مقیم ہو گئے۔‘‘

اِن کے علاوہ باقی مشہور نام درج ذیل ہیں:

۶۔ أرض الله **۷۔ أرض الهجرة** **۸۔ أکالة البلدان**

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۱۰۰۷، کتاب الحج، رقم: ۱۳۸۵

۲۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۲: ۴۸۲، رقم: ۴۲۶۰

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۹۴، ۹۷، ۹۸، ۱۰۸

۴۔ ابویعلی، المسند، ۱۳: ۴۴۱، رقم: ۷۴۴۴

۵۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۴۰۵، رقم: ۳۲۴۲۲

(۲) احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۸۹

(۳) القرآن، الحشر، ۵۹: ۹

٩ـ أكالة القرىٰ
١٠ـ البارة
١١ـ البرة
١٢ـ البحرة
١٣ـ البُحَيرة
١٤ـ البَحِيرَة
١٥ـ البلاط
١٦ـ البلد
١٧ـ بلد رسول الله ﷺ
١٨ـ بيت الرسول
١٩ـ تندد
٢٠ـ تندر
٢١ـ جابره
٢٢ـ جبار
٢٣ـ الجبارة
٢٤ـ جزيرة العرب
٢٥ـ الجنة
٢٦ـ الحبيبة
٢٧ـ الحرم
٢٨ـ حرم رسول الله ﷺ
٢٩ـ حَسَنَة
٣٠ـ الحصينةُ
٣١ـ الخيّرة
٣٢ـ الخِيُرة
٣٣ـ دار المختار
٣٤ـ دار الأبرار
٣٥ـ دار الأخيار
٣٦ـ دار الأنصار
٣٧ـ دار الإيمان
٣٨ـ دار السنة
٣٩ـ دار السلامة
٤٠ـ دارالفتح
٤١ـ دار المصطفىٰ ﷺ
٤٢ـ دار المهاجرين
٤٣ـ دار الهجرة
٤٤ـ الدرع الحصينة
٤٥ـ ذات الحجر
٤٦ـ ذات الحرار
٤٧ـ ذات النخل
٤٨ـ السلقة
٤٩ـ سيدة البلدان
٥٠ـ الشافية
٥١ـ طائب
٥٢ـ طابا
٥٣ـ طيبة
٥٤ـ ظباب
٥٥ـ العاصمة
٥٦ـ العذراء
٥٧ـ العرّآء
٥٨ـ العروض
٥٩ـ الغرا
٦٠ـ غلبة
٦١ـ الفاضحة
٦٢ـ القاصمة
٦٣ـ قبة الإسلام
٦٤ـ قرية الإسلام
٦٥ـ قرية الأنصار
٦٦ـ قرية رسول الله ﷺ
٦٧ـ قلب الإيمان
٦٨ـ المؤمنة
٦٩ـ المباركة
٧٠ـ مبوّا الحلال و الحرام
٧١ـ مبين الحلال والحرام
٧٢ـ مجبورة
٧٣ـ المحبورة
٧٤ـ المحبة
٧٥ـ المحَبَّبَة
٧٦ـ المحبوبة
٧٧ـ المحروسة

۷۸۔ المحرمة
۷۹۔ المحفوظة
۸۰۔ المحفوفة
۸۱۔ المختارة
۸۲۔ الحصینةُ
۸۳۔ مدخل صدق
۸۴۔ المرحومة
۸۵۔ المرزوقة
۸۶۔ مسکینة
۸۷۔ المسلمة
۸۸۔ مضجع رسول اللہ ﷺ
۸۹۔ المطیبة
۹۰۔ المقدسة
۹۱۔ المقر
۹۲۔ المکتان
۹۳۔ المکینة
۹۴۔ الموفیة
۹۵۔ مہاجر رسول اللہ
۹۶۔ الناجیة
۹۷۔ نبلاء
۹۸۔ النحر
۹۹۔ الھذرا (۱)

۲۔ مکہ مکرمہ کی طرح مدینہ منوّرہ بھی حرم ہے

مکہ مکرمہ اہلِ ایمان کی تمام عقیدتوں کا مرکز و محور ہے۔ جس طرح حرمِ مکہ تقدس اور احترام کا مقام ہے، اور وہاں بعض اُمور کا سرانجام دینا حرمِ مکہ کی حرمت کے منافی ہے، اسی طرح مدینہ منورہ بھی حرم ہے اور یہاں بھی اس کی عزت و احترام کے پیشِ نظر بعض افعال کی اجازت نہیں، مثلاً شہرِ مدینہ ﷺ کے سرسبز درخت اور گھاس کا کاٹنا ممنوع ہے، شکار کرنے پر بھی پابندی ہے، جنگ کی خاطر اسلحہ اُٹھانا بھی ممنوع ہے۔ مکہ مکرمہ کو یہ اعزاز کعبۃ اللہ کی وجہ سے ملا اور مدینہ منورہ کو یہ اعزاز نسبتِ رسول اکرم ﷺ کی وجہ سے حاصل ہوا۔

---

(۱) اس مقام پر عزیزانِ من 'محمد علی قادری' اور 'محمد تاج الدین کالامی' نے راقم الحروف کو بتایا کہ امام سمہودی نے 'وفاء الوفاء' میں ۹۴ اَسمائے مدینہ کا ذکر کیا ہے۔ میرا وِجدان کہتا تھا کہ مدینہ منورہ کے نام ۹۹ ہونے چاہئیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ۹۹ صفاتی نام ہیں جن کا عکس حضورا کی ذاتِ اقدس پر پڑا تو آپ ا کے بھی ۹۹ صفاتی نام ہوئے اور آپ ا کا عکسِ جمیل شہرِ مدینہ پر پڑا تو اُس کے بھی ۹۹ نام ہوں گے۔ راقم نے اُنہیں مزید نام تلاش کرنے کے لئے کہا، تو اِن نوجوانوں نے ۹۹ نام تلاش کر کے مجھے دکھائے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے! (آمین)

۱۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا:

إن إبراهيم حرّم مكة و دعا لها، و حرمتُ المدينة كما حرّم إبراهيم مكة، و دعوتُ لها فی مدّها و صاعها مثل ما دعا إبراهيم عليه السلام لمكة۔(۱)

''حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ معظّمہ کو حرم بنایا تھا اور مکہ مکرمہ کے لئے دعا فرمائی تھی اور میں مدینہ طیبہ کو حرم بناتا ہوں جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا تھا، اور میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح مدینہ منورہ کے مُد اور صاع میں (برکت کے لئے) دعا کرتا ہوں۔''

۲۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ختمی مرتبت ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

إن إبراهيم حرّم مكة و إنی حرمتُ المدينةَ ما بين لَابَتَيْهَا لا يقطع عضاهها و لا يصاد صيدها۔(۲)

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۲: ۷۴۹، کتاب البیوع، رقم: ۲۰۲۲
۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۹۹۱، کتاب الحج، رقم: ۱۳۶۰
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۴۰
۴۔ طحاوی، مشکل الآثار، ۲: ۹۷، ۹۸
۵۔ بیہقی، السنن الکبری، ۵: ۱۹۷، رقم: ۹۷۳۶، ۹۷۳۵
۶۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۲: ۵۶۹، ۵۷۰

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۹۹۲، کتاب الحج، رقم: ۱۳۶۲
۲۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۲: ۴۸۷، رقم: ۴۲۸۴
۳۔ ابو یعلیٰ، المسند، ۴: ۱۱۳، رقم: ۲۱۵۱
۴۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۳۲۵، رقم: ۱۰۷۶
۵۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۵: ۱۹۸

’’حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم قرار دیا تھا اور میں مدینہ منورہ کو حرم قرار دیتا ہوں، چنانچہ مدینہ منورہ کی لابتین (دونوں پتھریلی اطراف) کے درمیان کسی درخت کو نہ کاٹا جائے اور نہ کسی جانور کا شکار کیا جائے۔‘‘

۳۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تاجدارِ کائنات ﷺ نے فرمایا:

اللهم! إني حرمتُ المدينة بما حرّمت به مكة۔(۱)

’’اے اللہ! میں نے مدینہ منورہ کو اسی طرح حرم قرار دیا ہے جس طرح تو نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا ہے۔‘‘

۴۔ حضرت عبد للہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ رسولِ خُدا ﷺ نے فرمایا:

لكل نبيّ حرم، و حرمي المدينة۔(۲)

’’ہر نبی کے لئے کوئی نہ کوئی حرم ہے، اور میرا حرم مدینہ ہے۔‘‘

۵۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور ﷺ کا اِرشادِ گرامی ہے:

لا يحل لأحدٍ يحمل فيها السلاح لقتالٍ۔(۳)

---

(۱) ۱۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۷:۲۹۶، رقم:۳۶۲۲۸
۲۔ ابو یعلی، المسند، ۴:۴۰۲، رقم:۲۵۲۶

(۲) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱:۳۱۸
۲۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۶: ۳۵۶، رقم:۶۶۰۷
۳۔ ابن جعد، المسند، ۱: ۴۹۲، رقم:۳۴۲۷
۴۔ دیلمی، الفردوس، ۳: ۳۳۵، رقم:۵۰۰۷
۵۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۳:۳۰۱

(۳) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳:۳۴۷، ۳۹۳
۲۔ ابوداوٗد، السنن، ۲:۲۱۶، رقم:۲۰۳۵

←

’’کسی فردِ بشر کے لئے جائز نہیں کہ مدینہ میں لڑنے کے لئے ہتھیار اُٹھائے۔‘‘

اِن احادیثِ مبارکہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضور ﷺ نے شہر مدینہ کو کس طرح امن کا گہوارہ بنا دیا اور ایسا کیوں نہ ہوتا! اسی زمین سے افقِ عالم پر دائمی امن کے سورج کو طلوع ہونا اور احترامِ انسانیت کا درس ملنا تھا، اسی شہر سے انسان دوستی کی روایت کو منشورِ زندگی ٹھہرنا تھا اور اسی شہرِ بے مثال سے حقوقِ انسانی کی توثیق ہونا تھی۔

جو شخص حضور ﷺ کے احکامات کی پابندی نہیں کرتا، مثلاً حدودِ حرم میں درختوں کو کاٹتا ہے اور جانوروں کا شکار کرتا ہے یا لڑائی جھگڑا کرتا ہے تو وہ آپ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوتا ہے، ایسے شخص کے لئے سخت وعید آئی ہے۔

۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا اِرشاد ہے:

المدينة حرم مِن كذا إلٰى كذا، لا يقطع شجرها، ولا يحدث فيها حدث، مَن أحدثَ فيها حدثًا فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين۔(۱)

’’یہاں سے وہاں تک مدینہ حرم ہے، نہ اس کے درختوں کو کاٹا جائے اور نہ یہاں کسی جرم کا ارتکاب کیا جائے، لہٰذا جس شخص نے یہاں کوئی جرم کیا، اس پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔‘‘

۷۔ اسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

.... ۳۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۵: ۲۰۱

۴۔ شوکانی، نیل الاوطار، ۵: ۱۰۱

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۲: ۶۶۱، ابواب فضائل المدینہ، رقم: ۱۷۶۸

۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۹۹۹، کتاب الحج، رقم: ۱۳۷۱

۳۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۹۹۵، کتاب الحج، رقم: ۱۳۷۰

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۵۲۶، رقم: ۱۰۸۱۶

۵۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۵: ۱۹۷، رقم: ۹۷۳۹

من أخذ تموه يقطع من شجر الحرم فلكم سلبه۔(۱)

’’جس (شخص) کو بھی تم یہاں کے درخت کاٹتے ہوئے گرفتار کرو (تو) اس کا سامان پکڑنے والے کی ملکیت ہے۔‘‘

۸۔ روایات میں مذکور ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کے مقرر کردہ حرم میں کسی جانور کا شکار کر رہا تھا، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس شخص کا سارا سامان اپنے قبضہ میں لے لیا۔ یہ شخص کسی کا غلام تھا، اس کا مالک حضور ﷺ کے صحابی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے غلام کے سامان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور رحمتِ عالم ﷺ نے مدینہ منورہ کو حرم قرار دیا ہے اور یہ بھی حضور ﷺ کا ہی فرمان ہے کہ ان حدود میں جسے شکار کرتے دیکھو تو اس کا سامان چھین لو، وہ سامان تمہارا ہے۔ اب جو سامان میں نے اپنے قبضہ میں لیا ہے وہ تو عطیہ ہے میرے حضور ﷺ کا۔ چنانچہ میں وہ سامان کیوں واپس کروں؟ ہاں، چاہو تو میں اس سامان کی قیمت ادا کر دوں۔(۲)

۳۔ مدینہ منورہ کی تمام شہروں پر فضیلت

تمام شہروں میں افضل ترین شہر ہونے کا اعزاز شہرِ مدینہ کو عطا ہوا کہ یہ اللہ رب العزت کا بھی محبوب ترین شہر ہے۔

اللہ ربّ العزت نے حضور نبی مکرم ﷺ کی جائے ولادت وسکونت مکہ مکرمہ کی قسم کھائی کہ اُس کا حبیب ﷺ اُس میں چلتا پھرتا ہے۔ جب مدینہ منورہ نے حضور ﷺ کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کی تو یہ شہرِ دلنواز بھی خود بخود اللہ تعالیٰ کی قسم کے دائرۂ رحمت میں آ گیا۔

---

(۱) ۱۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۵:۱۹۹
۲۔ طیالسی، المسند: ۳۰، رقم: ۲۱۸

(۲) سمہودی، وفاء الوفا، ۱:۱۰۵،۱۰۶

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَا أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ○ وَ أَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ○(۱)

’’میں اِس شہر (مکہ) کی قسم کھاتا ہوں (اے حبیب مکرم!) اس لئے کہ آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیں○‘‘

بعض ائمہ و محدثین نے ’**لَا أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ○ وَ أَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ○**‘ میں حرف قسم ...... **لَا** ...... کو’**لا نافیه**‘ قرار دیا ہے۔اور جب **لا** ’نفیٔ صحیح‘ کے لئے ہو تو ترجمہ یوں ہوگا:

’’میں (اس وقت) اس شہر (مکہ) کی قسم نہیں کھاؤں گا (اے حبیب مکرم!) جب آپ اِس شہر سے رخصت ہو جائیں گے○‘‘

گویا اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: اے حبیبِ مکرم! جب آپ اِس شہر سے چلے جائیں گے تو ہماری قسم کا موضوع بھی بدل جائے گا، پھر مکہ کی قسم نہیں کھاؤں گا بلکہ مکہ کی بجائے قسم کا موضوع مدینہ ہوگا۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس آیت کریمہ کا پہلا مفہوم یہی بیان کیا ہے:

قيل: لَا أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ، إذا لم تكن فيه بعد خروجك منه۔(۲)

’’بعض علماء نے (آیتِ کریمہ کا مفہوم) یہ بیان کیا ہے: میں اس شہر (مکہ) کی قسم نہیں کھاؤں گا جب آپ ہجرت فرمانے کے بعد یہاں نہیں ہوں گے۔‘‘

مکان کی فضیلت مکین کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جب آپ ﷺ نے مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو اس شہر دلنواز کو دنیا کے تمام شہروں پر فضیلت مل گئی جیسا کہ متعدد احادیثِ مبارکہ اور اقوالِ ائمہ و محدثین اِس پر شاہد عادل ہیں:

---

(۱) القرآن، البلد، ۹۰: ۱، ۲

(۲) ۱۔ قاضی عیاض، الشفا، ۱: ۴۳

۲۔ خفاجی، نسیم الریاض، ۱: ۳۱۴

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ مدینہ ﷺ نے بارگاہِ خُداوندی میں دعا کی:

اللّٰهم! إِنک أخرجتَنی مِن أحبِّ البلاد إلیّ، فأسکنی أحبّ البلادِ إلیک۔(۱)

''اے اللہ! تو نے مجھے میرے محبوب شہر سے ہجرت کا حکم دیا، اب اس شہر کو میری جائے سکونت بنا جو تجھے زیادہ محبوب ہو۔''

۲۔ سفر سے واپسی پر دور سے شہر مدینہ کے در و دیوار نظر آتے تو آقائے محتشم ﷺ کے چہرۂ اقدس پر خوشی کے تاثرات اُبھرتے اور آپ ﷺ اپنی سواری کو تیز کر دیتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول الله ﷺ إذا قدم من سفر فأبصرجدرات المدینة أوضع ناقته و إن کانت دابة حرّکها۔(۲)

''حضور ﷺ کی عادتِ کریمانہ تھی کہ سفر سے واپسی پر جب مدینہ منورہ کی دیواروں کو دیکھتے (تو اپنے شہر کی محبت کی وجہ سے) سواری کو تیز کر دیتے۔''

۳۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی یہ خصوصیت ہے کہ ان کا وصال اس جگہ ہوا جو جگہ ان کی

---

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۳:۴، رقم: ۴۲۶۱
۲۔ عجلونی، کشف الخفاء، ۱: ۲۱۳، رقم: ۵۵۵
۳۔ شوکانی، نیل الاوطار، ۵: ۱۰۰

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۲: ۶۳۸، کتاب الحج، رقم: ۱۷۰۸
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۴۹۹، رقم: ۳۴۴۱
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۵۹
۴۔ ابویعلی، المسند، ۶: ۴۷۴، رقم: ۳۸۸۳
۵۔ بیہقی، السنن الکبری، ۵: ۲۶۰

محبوب ترین تھی۔ خود تاجدارِ مدینہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

ما علی الأرض بقعة هی أحب إلیّ أن یکون قبری بها منها، ثلاث مرات، یعنی المدینة۔(۱)

''میری قبر کی جگہ مجھے روئے زمین پر سب سے زیادہ محبوب ہے یعنی مدینہ کا خطہ (مجھے ہر خطہ سے زیادہ عزیز ہے)۔ حضور رحمتِ عالم ﷺ نے یہ بات تین بار دہرائی۔''

۴۔ آقائے دوجہاں ﷺ کے وصال کے بعد تدفین کا مسئلہ درپیش آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف پیدا ہو گیا جسے تدبرِ صدیقی نے حل کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

ما قبض الله نبیاً إلا فی الموضع الذی یحب أن یدفن فیه۔(۲)

''اللہ تعالیٰ نے کسی پیغمبر پر موت طاری نہیں کی، مگر اس جگہ جو اُسے محبوب تر ہو۔''

پس حضور ﷺ کو اُن کے بستر مبارک کی جگہ دفن کر دو۔

۵۔ اس حوالے سے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ما فی الأرض بقعة أحبّ إلی الله من بقعةٍ قُبض فیها نبیه صلی الله علیه وسلم۔(۳)

---

(۱) ۱۔ مالک، الموطا، ۲: ۴۶۲، رقم: ۹۸۸
۲۔ دیلمی، الفردوس، ۴: ۹۵، رقم: ۲۹۸
۳۔ سیوطی، تنویر الحوالک، ۱: ۳۰۷، رقم: ۹۸۹
۴۔ سمہودی، وفاء الوفاء، ۱: ۳۷

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۳: ۳۳۸، رقم: ۱۰۱۸
۲۔ سیوطی، مسند ابی بکر الصدیق: ۱۸۶، رقم: ۶۰۱

(۳) ۱۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۷۰، رقم: ۳۲۱۰۱
۲۔ ابن جوزی، الوفاء باحوال المصطفیٰ: ۸۱۳

''اللہ تعالیٰ کو روئے زمین پر اس خطۂ زمین سے زیادہ محبوب کوئی خطہ نہیں جہاں اُس کے محبوب نبی ﷺ کا وِصال ہوا ہے۔''

شہر مدینہ کو ساری عظمتیں اور فضیلتیں حضور ﷺ کی نسبت سے ملی ہیں۔ حضور ﷺ ہی کی نسبت سے مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے بھی افضل ٹھہرا۔

۶۔ حضرت رافع بن خُدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

المدينة خيرٌ مِن مكة۔(۱)

''مدینہ مکہ سے افضل ہے۔''

زمین کے جس خطہ پر روضۂ اَطہر ہے وہ کائناتِ رنگ و بو کا افضل ترین مقام ہے۔ علماء متقدمین اور متاخرین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ مقامِ عزیز کعبہ وعرش سے بھی افضل ہے:

۱۔ قاضی عیاض تحریر فرماتے ہیں:

و لا خلاف أن موضع قبره أفضل بقاع الأرض۔(۲)

''اس بارے میں علماء کے درمیان کسی قسم کا اختلاف نہیں پایا جاتا کہ حضور ﷺ کی قبرِ انور کی جگہ ساری روئے زمین سے افضل و اعلیٰ ہے۔''

۲۔ امام قسطلانی فرماتے ہیں:

و اجمعوا على أن الموضع الذى ضم أعضاءه الشريفة أفضل بقاع الأرض حتى موضع الكعبة۔(۳)

---

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۴: ۲۸۸، رقم: ۴۴۵۰
۲۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۱: ۱۶۰، رقم: ۴۷۶
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۳: ۲۹۹
۴۔ مناوی، فیض القدیر، ۶: ۲۶۴

(۲) قاضی عیاض، الشفا، ۲: ۷۵

(۳) قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۴: ۶۰۲

’’علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ وہ جگہ جس سے حضور ﷺ کے اعضاء مبارک ملے ہوئے ہیں وہ ساری روئے زمین حتیٰ کہ کعبہ سے بھی افضل ہے۔‘‘

۳۔ شہرِ نبی کی افضلیت کے بارے میں علامہ سمہودی اِجماعِ اَئمہ کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

’’تمام علماء کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ زمین کا وہ حصہ جو حضور نبی اکرم ﷺ کے جسمِ اطہر سے ملا ہے وہ تمام اجزاءِ زمیں حتیٰ کہ کعبہ سے بھی افضل ہے۔‘‘(۱)

۴۔ علامہ سمہودی، تاج الدین سبکی کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں:

أن تلک البقعة أفضل من العرش۔(۲)

’’بلاشبہ زمین کا وہ حصہ عرشِ اعظم سے بھی افضل ہے‘‘۔

۵۔ اس ضمن میں علامہ محمد بن یوسف صالحی لکھتے ہیں:

’’علامہ ابو ولید باجی، قاضی عیاض اور دوسروں نے لکھا ہے کہ زمین کا جو ٹکڑا حضور ﷺ کے جسمِ اطہر کے ساتھ متصل ہے وہ کعبہ سے بھی افضل ہے۔ اسی طرح علامہ ابو یمن بن عساکر ’تحفہ‘ میں لکھتے ہیں، اور ابو محمد عبد اللہ بن ابی عمر بسکری بھی اس پر یقین رکھتے ہیں بلکہ قاضی تاج الدین سبکیؒ نے ابن عقیل حنبلیؒ سے نقل کیا ہے کہ یہ جگہ عرش سے بھی افضل ہے۔‘‘(۳)

وہ مزید رقمطراز ہیں:

’’حضور رحمتِ عالم ﷺ ہی ہر فضیلت کا باعث ہیں۔ اگر حضور ﷺ کی نسبت سے

---

(۱) سمہودی، وفاء الوفا، ۱:۲۸

(۲) سمہودی، وفاء الوفا، ۱:۲۸

(۳) صالحی، سبل الهدیٰ والرشاد، ۳:۳۱۵

یہ امت خیر الامم ہے تو پھر حضور ﷺ کا روضۂ اقدس تمام روئے زمین سے افضل کیوں نہیں ہوگا؟ جب کہ آقا علیہ السلام ہی منبعِ فیض و خیرات ہیں، حضور ﷺ کے مزارِ اقدس پر حاضری، حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونا، حضور ﷺ کی شفاعت اور حضور ﷺ کے وسیلۂ جلیلہ کا سوال کرنا تمام عبادات سے افضل ہے، قبرِ انور کے پاس دعاؤں کو قبولیت کا شرف ملتا ہے۔ پھر حضور ﷺ کی قبرِ انور افضل کیوں نہ ہوگی جب کہ وہ ان عطاؤں کا سبب ہے اور وہ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ (جنت کے باغوں میں سے ایک باغ) ہے بلکہ جنت کے تمام باغوں سے افضل ہے اور حدیثِ پاک کے مطابق جنت الفردوس میں ایک کمان کے برابر جگہ بھی حاصل ہو جائے تو وہ دُنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔"(۱)

۴۔ پیکرِ مصطفیٰ ﷺ کی تخلیق خاکِ مدینہ سے کی گئی

حضور ﷺ تخلیق خداوندی کا وہ شاہکار ہیں، جن کی مثل اور کوئی پیدا ہی نہیں کیا گیا، وہی تنہا مصداق ہیں۔ آپ ﷺ کا پیکرِ بشری جس قطعۂ اَرضی کی خاک سے تشکیل دیا گیا وہ اَرضِ مدینہ کی خاکِ پاک تھی کیونکہ ہر انسان کو اس مٹی سے تخلیق کیا جاتا ہے جہاں اس کی قبر ہوگی۔

علامہ سمہودی فرماتے ہیں:

إذ كل نفس إنما خلقت من ترتبته التي يُدْفَنَ فيها بعد الموت، و كان نفس الرسول ﷺ إنما خلقت من تربة المدينة، فحينئذ تلك التربة لها فضيلة بارزة على سائر الأرض۔(۲)

"چونکہ ہر نفس کو اس مٹی سے تخلیق کیا جاتا ہے جس میں بعد از وفات اُسے دفن کیا جانا ہے۔ اور حضور نبی اکرم ﷺ کے پیکر مقدس کو بھی مدینہ منورہ کی مٹی سے

(۱) صالحی، سبل الهدیٰ و الرشاد، ۳: ۳۱۷

(۲) سمہودی، وفاء الوفا، ۱: ۳۲

تخلیق کیا گیا، پس اس وجہ سے خاکِ مدینہ تمام روئے زمین سے زیادہ فضیلت والی ہے۔‘‘

اس بات کی دلیل درج ذیل حدیث مبارکہ ہے جسے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بجنازة، ثم قبر، فقال: قبر من هذا؟ فقالوا: فلان الحبشی، یا رسول الله! فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: لا إله إلا الله، سبق من أرضه و سمائه إلی التربة التی منها خلق۔(۱)

’’ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ کے بعد ایک قبر کے پاس سے گزرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا: یہ کس کی قبر ہے؟ اُنہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! فلاں حبشی کی ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لا إله إلا الله پڑھ کر فرمایا: اسے اس کی زمین اور آسمان سے اس مٹی میں لایا گیا، جس سے اس کی تخلیق کی گئی تھی۔‘‘

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیکرِ مقدس کی خاکِ مدینہ سے تخلیق کے بارے میں حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

لما أراد الله عزوجل أن یخلق محمدا صلی اللہ علیہ وسلم أمر جبرئیل علیہ السلام أن یأتیه فأتاه بالقبضة البیضاء التی هی موضع قبره صلی اللہ علیہ وسلم، فعجنت بماء التسنیم، ثم غمست فی أنهار الجنة، و طیف بها فی السمٰوات و

---

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۵۲۱، رقم: ۱۳۵۶
۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۷: ۱۷۳، رقم: ۹۸۹۱
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۳: ۴۲
۴۔ حکیم ترمذی، نوادر الاصول فی احادیث الرسول، ۱: ۲۶۷
۵۔ حسینی، البیان والتعریف، ۲: ۴۹، رقم: ۱۰۶۴

الأرض، فعرفت الملائكة محمداﷺ و فضله قبل أن تعرف آدم علیہ السلام۔(۱)

’’جب اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو مٹی لانے کا حکم فرمایا۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کی قبر انور کی جگہ سے سفید مٹی کی ایک مٹھی بارگاہِ خداوندی میں پیش کی، پس اُس مٹی کو (نہرِ) تسنیم کے پانی سے گوندھا گیا، پھر اُسے جنت کی نہروں میں ڈبویا گیا، پھر اُسے آسمانوں اور زمین میں پھیرایا گیا اور فرشتوں نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور اُن کی فضیلت کو حضرت آدم علیہ السلام کے پہچاننے سے بھی قبل جان لیا۔‘‘

۵۔ مدینہ منورہ کو فتنۂ دَجّال اور طاعون سے محفوظ کیا گیا

جس طرح ربِ ذُوالجلال نے حضور نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ مقدسہ کے ہر لمحے کو اپنی رحمت کے حصار میں رکھا اور دُشمن کی ہر ابلیسی سازش کو ناکام بنایا، اِسی طرح ربِ ذوالجلال اپنے محبوب ﷺ کے محبوب شہر کو بھی ہر بلا سے محفوظ رکھے گا۔ طاعون ایک جان لیوا مرض ہے جو بستیوں کی بستیاں اُجاڑ دیتا ہے۔ اللہ نے اس شہرِ دلنواز کے مکینوں کو اس وباء سے بھی محفوظ رکھنے کا اہتمام فرمایا ہے۔

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ دَجّال کذّاب ظاہر ہوگا، وہ اُلوہیت کا دعویٰ کر کے لوگوں کو گمراہ کرے گا، کفار و منافقین اس کا ساتھ دیں گے لیکن مومنین اسے پہچان لیں گے اور گمراہی سے بچ جائیں گے۔ وہ ظلم و بربریت سے ہر شہر کو تباہ و برباد کر ڈالے گا، قتل و غارت گری کا بازار گرم کرے گا حتیٰ کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں داخل ہونا چاہے گا، لیکن اللہ تعالیٰ ان مقدس شہروں کے راستوں پر ملائکہ اُتار دے گا جو اس ظالم کا راستہ روکیں گے اور اُسے اِن دونوں مقدس شہروں میں داخل ہونے

---

(۱) ۱۔ ابن جوزی، الوفا: ۲۷، رقم: ۸

۲۔ سمہودی، وفاء الوفا، ۱: ۳۲

سے روکیں گے۔

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

على أنقاب المدينة ملائكة، لا يدخلها الطاعون و لا الدَجّال۔(۱)

''مدینہ منورہ کے راستوں پر ملائکہ مقرر ہیں، اس (شہر) میں نہ دَجّال داخل ہو سکتا ہے اور نہ مرضِ طاعون۔''

۲۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا يدخل المدينةَ رعبُ المسيحِ الدجّالِ، لها يومئذ سبعة أبوابٍ، على كلِ بابٍ ملكان۔(۲)

''مدینہ میں دَجّال کا رعب داخل نہیں ہو گا، اس دن مدینہ منورہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے۔''

۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ليس مِن بلدٍ إلّا سيطؤه الدَجّال، إلا مكة و المدينة، ليس من

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۲: ۶۶۴، ابواب فضائل المدینہ، رقم: ۱۷۸۱
۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۱۰۰۵، کتاب الحج، رقم: ۱۳۷۹
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۲۳۷، رقم: ۷۲۳۳
۴۔ مالک، الموطا، ۲: ۸۹۲، رقم: ۱۵۸۲
۵۔ جندی، فضائل المدینہ، ۱: ۲۴، رقم: ۱۵
۶۔ دانی، السنن الواردہ فی الفتن، ۶: ۱۱۶۵، رقم: ۶۴۰

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۲: ۶۶۴، ابواب فضائل المدینہ، رقم: ۱۷۸۰
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۴۳، ۴۷
۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۹: ۴۸، رقم: ۳۷۳۱
۴۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۴۰۶، رقم: ۳۲۴۲۵
۵۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۵۸۵، رقم: ۸۶۲۷

نقابها نقب إلا عليه الملائكة صافين يحرسونها، ثم ترجف المدينة بأهلها ثلٰث رجفاتٍ، فيخرج الله كل كافر و منافقٍ۔(۱)

''مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے سوا ہر شہر دَجّال روندے گا (جبکہ) ان (دو شہروں) کے ہر راستے پر فرشتے صف بستہ پہرہ دے رہے ہوں گے، پھر مدینہ منورہ کے رہنے والوں کو تین جھٹکے لگیں گے (یعنی زلزلے آئیں گے)، جس سے اللہ تعالیٰ ہر کافر اور منافق کو اس سے باہر نکال دے گا۔''

مذکورہ احادیثِ مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے خصائص میں یہ بھی شامل ہے کہ دَجّال ان شہروں میں داخل نہیں ہوگا اور اللہ مدینہ منورہ کے ہر دروازے پر دو فرشتے مقرر کرکے مسلمانوں کی مدد کرے گا۔

۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

المدينة يأتيها الدَجّال، فَيَجِدُ الملائكة يحرسونها، فلا يقربها الدَجّال، و لا الطاعون إن شاء الله۔(۲)

''دَجال مدینہ منورہ تک آئے گا (اور اس شہرِ منور میں داخل ہونے کی کوشش

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۲: ۶۶۵، ابواب فضائل المدینہ، رقم: ۱۷۸۲
۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۲۶۵، کتاب الفتن، رقم: ۲۹۴۳
۳۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۲: ۴۸۵، رقم: ۴۲۷۴
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۹۱، رقم: ۱۳۰۰۹
۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۵: ۲۱۴، رقم: ۶۸۰۳
۶۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۴۰۶، رقم: ۳۲۴۲۸

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۶: ۲۶۰۹، کتاب الفتن، رقم: ۶۷۱۵
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۵۱۴، ابواب الفتن، رقم: ۲۲۴۲
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۰۲، ۲۷۷
۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۵: ۲۱۵، رقم: ۶۸۰۴
۵۔ ابویعلیٰ، المسند، ۵: ۳۹۰، رقم: ۳۰۵۱

کرے گا) لیکن فرشتے اس شہر کی حفاظت پر مامور ہوں گے۔ لہٰذا دجّال اس شہر میں داخل نہ ہو سکے گا، اور (اِسی طرح) مرضِ طاعون (بھی) اس شہر میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ اِن شاء اللہ!''

۶۔ شہرِ مدینہ کو دارُ الشفاء بنایا گیا

مدینہ دائمی شہرِ اَمن، راحتِ قلب و جاں، منزلِ سکون و عافیت اور عطا و بخشش کا مرکز ہے۔ یہ شہرِ دِل نواز آسودہ لمحوں کا مسکن ہے، اس لئے کہ اللہ اور اس کے محبوب رسول ﷺ کا محبوب ترین شہر ہے، جب یہ شہر محض یثرب بستی تھا، ابھی اُس کی فضاؤں میں نبیٔ آخر الزماں ﷺ کے سانسوں کی خوشبو رچی بسی نہیں تھی تو یہ شہر وبائی امراض کا گھر تھا، جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے عظیم رسول ﷺ کے نقشِ قدم کو چومتے ہوئے مکہ معظّمہ سے ہجرت کر کے شہرِ نبی ﷺ یعنی مدینہ منورہ میں آنے لگے تو ہر آنے والا وبائی امراض اور بخار میں مبتلا ہو جاتا۔ سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت عامر بن فہیرہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم بخار کی شدت سے اس قدر نڈھال ہو گئے کہ یوں لگا جیسے وہ چند دنوں کے مہمان ہیں۔ ایک دن تاجدارِ کائنات ﷺ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور بارگاہِ خُداوندی میں التماس کیا:

۱۔ اللهم! حبّب إلينا المدينة كَحبِّنَا مكة أو أشد، اللهم! بارک لنا فی صاعنا و فی مُدنا، و صَحِّحْها لنا، و انقُل حُماها إلى الجُحْفَة۔(۱)

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۲: ۶۶۷، ابواب فضائل المدینہ، رقم: ۱۷۹۰
۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۱۰۰۳، کتاب الحج، رقم: ۱۳۷۶
۳۔ مالک، الموطا، ۲: ۸۹۰
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۵۶
۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۹: ۴۱، رقم: ۳۷۲۴
۶۔ حمیدی، المسند، ۱: ۱۰۹، ۱۱۰، رقم: ۲۲۳
۷۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۲: ۷۸، رقم: ۱۳۰۳
۸۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۱: ۵۸۸، ۵۸۹

’’اے اللہ! مدینہ کو بھی مکہ جیسا پیارا بنادے، بلکہ مکہ سے بھی محبوب تر کر دے۔ اے اللہ! ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت دے اور مدینہ منورہ کو ہمارے لئے صحت افزا (مقام) میں تبدیل کر دے اور اُس کے وبائی امراض جحفہ منتقل فرما دے۔‘‘

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ تاجدارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا:

رأيتُ كأنّ إمراة سوداء ثائرة الرأس، خرجتْ من المدينةِ حتى قامتْ بمَهْيَعَة ...... و هى الجُحفَة ...... فتأولت أن وباء المدينة نقل إليها۔(۱)

’’میں نے خواب میں دیکھا کہ پریشان بالوں والی ایک کالی عورت شہرِ مدینہ سے نکلی یہاں تک کہ وہ ’مہیعہ‘ یعنی ’جحفہ‘ میں جا کر ٹھہری۔ میں نے اس کی تعبیر یوں کی کہ مدینہ منورہ کی وبا (یعنی بخار) جحفہ منتقل ہو گئی۔‘‘

۳۔ حضرت ابن زبالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن سرکارِ دوعالم ﷺ نے صبح کے وقت ایک شخص کو دیکھا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ مکہ معظّمہ سے ابھی ابھی آرہا ہے، اس شخص سے آقائے دوجہاں ﷺ نے دریافت فرمایا: تجھے راستے میں کوئی ملا؟ وہ شخص گویا ہوا: حضور ﷺ کسی شخص کو نہیں دیکھا البتہ بکھرے بالوں والی ایک سیاہ فام عورت کو ضرور دیکھا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ٦:۲۵۸۰، کتاب التعبیر، رقم:٦٦۳۱
۲۔ ترمذی، السنن، ۴:۵۴۱، ابواب الرؤیا، رقم: ۲۲۹۰
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲:۱۰۷، ۱۱۷، ۱۳۷
۴۔ دارمی، السنن، ۲:۱۷۴
۵۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ٦:۱۷٦، رقم:۳۰۴۸۳
٦۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۴:۳۵۷، رقم: ۴۴۲۵

تلک الحمٰی، و لن تعود بعد الیوم أبداً۔(۱)

’’وہ (وبائی) بخار تھا، جو آج کے بعد کبھی واپس نہیں آئے گا۔‘‘

اس کے بعد مدینہ منورہ کے مکین وبائی بخار سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نجات پاگئے۔ مدینہ منورہ کے تمام فضائل و خصائص حضور ﷺ کے وجودِ اقدس کی بدولت ہیں، وبائی بخار سے نجات بھی حضور ﷺ کے قدموں کی خیرات ہے۔

مدینہ کا ایک نام ’یثرب‘ تھا جس میں بیماری کا معنی پایا جاتا ہے۔ جب اس شہر کو تاجدارِ کائنات ﷺ کا مسکن بننے کا شرف حاصل ہوا تو آپ ﷺ نے اِسے ’یثرب‘ کہنے سے منع فرما دیا کہ اب یہ شہر ’طابہ‘ اور ’طیبہ‘ ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے بیماریوں سے پاک کر کے دار الشفاء بنا دیا ہے۔

۱۔ اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ جب کسی انسان کو بیمار پاتے یا اس کا زخم دیکھتے تو اپنی انگلی مبارک زمین پر رکھتے۔ (روایات میں مذکور ہے کہ حضرت سفیان رضی اللہ عنہ جب اس روایت کو بیان کرتے تو اپنی شہادت کی دو انگلیاں زمین پر رکھ کر اٹھا لیتے اور فرماتے کہ یوں آقا علیہ السلام اپنی انگلیاں رکھتے۔) آپ فرماتی ہیں کہ اس عمل کے بعد حضور ﷺ بارگاہِ خداوندی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیتے، اور عرض کرتے:

بسم اللہ! تربة أرضنا، بریقة بعضنا یُشفی سقیمنا، بإذن ربنا۔(۲)

---

(۱) ۱۔ سمہودی، وفاء الوفا، ۱: ۶۰

۲۔ زرقانی، شرح الموطا، ۴: ۲۸۷

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۱۶۸، کتاب الطب، رقم: ۵۴۱۳

۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۷۲۴، کتاب السلام، رقم: ۲۱۹۴

۳۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۱۶۳، رقم: ۳۵۲۱

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۹۳، رقم: ۲۴۶۶۱

۵۔ ابو یعلیٰ، المسند، ۸: ۴۰، رقم: ۴۵۵۰

۶۔ بغوی، شرح السنہ، ۵: ۲۲۴، ۲۲۵، رقم: ۱۴۱۴

’’اللہ کے نام سے شروع! ہمارے رب کے حکم سے ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے بعض کے لعابِ دہن کے ساتھ ہمارے بیمار کو شفا دیتی ہے۔‘‘

۲۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

من سمى المدينة يثرب فليستغفر الله عزوجل، هى طابة، هى طابة۔(۱)

’’جس نے مدینہ کو یثرب نام سے پکارا تو وہ اللہ سے مغفرت طلب کرے کیونکہ وہ (مدینہ وبائی اَمراض سے) پاک ہے، پاک ہے۔

۳۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من سمى المدينة يثرب فليستغفر إلى الله ثلاثا۔ هى طيبة، مرتين۔(۲)

’’جس شخص نے مدینہ منورہ کو (پرانے نام) یثرب (بیماریوں کا گھر) سے پکارا تو وہ اللہ سے تین بار مغفرت طلب کرے (کیونکہ مدینہ وبائی امراض سے) پاک ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا۔‘‘

۴۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

من قال: يثرب، مرة، فليقل: المدينة، عشرا۔(۳)

---

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۲۸۵
۲۔ دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، ۳: ۵۵۴، رقم: ۵۷۳۵
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۳: ۳۰۰
۴۔ سیوطی، تنویر الحوالک، ۱: ۲۰۲، رقم: ۱۵۷۱
۵۔ زرقانی، شرح الموطا، ۴: ۲۷۶

(۲) جندی، فضائل المدینہ، ۱: ۲۶، رقم: ۲۰

(۳) بخاری، التاریخ الکبیر، ۶: ۲۱۷

’’جس نے ایک مرتبہ یثرب کہا وہ دس مرتبہ مدینہ مدینہ کہے۔‘‘

۷۔ سکونتِ مدینہ باعثِ خیر و برکت ہے

مدینہ کائناتِ ارض و سماوات کا نگینہ ہے، جہاں ہر لمحہ آسمان سے رحمت کی رم جھم ہوتی رہتی ہے، روحِ کونین جھوم اُٹھتی ہے۔ ساکنانِ مدینہ سائبانِ کرم میں رہتے ہیں۔ کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے شب و روز کا ہر لمحہ حضور ﷺ کی چادرِ رحمت کے سائے میں گزرتا ہے، حضور ﷺ کی دعاؤں کا حصار اُنہیں اپنے دامنِ عطاء وبخشش میں چھپا لیتا ہے۔ آج بھی اہلِ محبت کے سینوں میں یہ تمنا سوز و گداز کی مشعلیں جلاتی ہے، شاخِ تمنا پر آرزوؤں کے پھول کھلاتی ہے کہ اے ربِ عظیم! اے ہماری سانسوں کے مالک! ہمارا سفرِ آخرت تیرے محبوب ﷺ کے شہرِ دلنواز میں طے ہو، خاکِ مدینہ میں حشر تک آسودۂ خاک ہونے کی سعادت ملے۔ کتنی عظیم سعادت ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے شہر کے مکین ہونے کا اعزاز ہم گنہ گاروں کو بخشا ہے، اس شہرِ دلنواز کو اپنی مستقل جائے سکونت بنانے کی ترغیب دی ہے۔ ارشاد فرمایا:

تُفتح اليمن، فيأتی قوم يبسون، فيتحملون بأهليهم و من أطاعهم، و المدينة خير لهم لو كانوا يعلمون۔ و تُفتح الشام، فيأتی قوم يبسون، فيتحملون بأهليهم و من أطاعهم، و المدينة خير لهم لو كانوا يعلمون۔ و تفتح العراق، فيأتی قوم يبسون، فيتحملون بأهليهم و مَنْ أطاعهم، و المدينة خير لهم لو كانوا يعلمون۔(۱)

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۲: ۶۶۳، ابواب فضائل المدینہ، رقم: ۱۷۷۶
۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۱۰۰۸، کتاب الحج، رقم: ۱۳۸۸
۳۔ مالک، المؤطا، ۲: ۸۸۷، رقم: ۱۵۷۳
۴۔ عبدالرزاق، المصنف، ۹: ۲۶۵، رقم: ۱۷۱۵۹
۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۵: ۶۳، رقم: ۶۶۷۳

''یمن فتح ہو گا تو چند لوگ سواری ہانکتے ہوئے آئیں گے اور اپنے اہل و عیال اور خدام کو لے کر جائیں گے حالانکہ اگر وہ جانتے تو مدینہ ان کے لئے بہتر ہے، اور شام فتح ہو گا تو کچھ لوگ سواری کے جانور ہانکتے ہوئے آئیں گے اور اپنے اہل و عیال اور خدام کو لے کر جائیں گے، حالانکہ اگر وہ جانتے تو مدینہ ان کے لئے بہتر ہے۔ اور عراق فتح ہو گا تو چند لوگ سواری کے جانور ہانکتے ہوئے آئیں گے اور اپنے اہل و عیال اور خدام کو لے کر جائیں گے حالانکہ اگر وہ لوگ جانتے تو مدینہ ان کے لئے بہتر ہے۔''

حضور ﷺ نے شہر مدینہ کے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی، جس کے صدقہ سے اللہ تعالیٰ نے اس شہر کے مکینوں کو ہر قسم کی فراوانی عطا فرمائی:

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خاتم الرسل ﷺ نے فرمایا:

اللھم اجعل بالمدینۃ ضعفی ما جعلت بمکۃ من البرکۃ۔(۱)

''اے اللہ! مدینہ منورہ میں مکہ مکرمہ کی نسبت دوگنی برکت عطا فرما۔''

۲۔ جب شہرِ مدینہ کے پھل پک جاتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب سے پہلے یہ پھل آقائے دو جہاں ﷺ کی بارگاہ میں پیش فرماتے۔ حضور ﷺ بخوشی پھلوں کے تحفہ جات قبول فرماتے اور بارگاہِ خُداوندی میں دعا کرتے:

اللھم! بارِک لنا فی ثمرنا، و بارک لنا فی مدینتنا، و بارک لنا فی صاعنا، و بارک لنا فی مُدنا، اللھم! إن إبراھیم عبدک و خلیلک و نبیک، و إنی عبدک و نبیک و إنہ دعاک لمکۃ، و

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۲:۶۶۶، کتاب فضائل المدینہ، رقم:۱۷۸۶
۲۔ مسلم، الصحیح، ۲:۹۹۴، کتاب الحج، رقم:۱۳۶۹
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳:۱۴۲، رقم:۱۲۴۷۵
۴۔ ابو یعلی، المسند، ۶:۲۷۳،۲۷۴، رقم: ۳۵۷۸، ۳۵۸۱

إنی أدعوک للمدینة بمثل ما دعاک به لمکة و مثله معه۔(۱)

’’اے اللہ! ہمارے پھلوں میں برکت دے، ہمارے مدینہ میں برکت عطا فرما، ہمارے صاع اور ہمارے مُد میں برکت دے، اے ہمارے رب! (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) تیرے بندے، تیرے خلیل اور تیرے نبی تھے اور میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ انہوں نے مکہ کے لئے جیسی دعا کی تھی میں بھی ویسی بلکہ اُس سے بڑھ کر دوگنی دعا مدینہ کے لئے کرتا ہوں (یعنی ہمارے شہرِ مدینہ میں مکہ مکرمہ سے دوگنی برکتیں نازل فرما)۔‘‘

راوی کہتے ہیں کہ یہ دعا کرنے کے بعد حضور ﷺ کسی چھوٹے بچے کو بلا کر یہ پھل عطا فرما دیتے۔

۸۔ اہلِ مدینہ کے لئے مصائب پر صبر کا غیر معمولی اَجر

مدینہ منورہ کو یہ اعزازِ لازوال اس لئے ملا کہ والیٔ کونین ﷺ یہاں آرام فرما ہیں، ساکنانِ مدینہ کو بتقاضائے بشریت بعض اوقات مصائب و آلام سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے۔ دکھ، درد، بیماری، بھوک اور پیاس سفرِ زندگی کا حصہ ہیں، اہلِ مدینہ بھی ان سختیوں کو جھیلتے ہیں، اگر صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے، اور حرفِ شکوہ زبان پر آنے نہ پائے تو اس میں ان کے لئے بڑی فضیلت ہے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام یُحنّس فرماتے ہیں کہ فتنہ و شر کے زمانے

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۱۰۰۱، کتاب الحج، رقم: ۱۳۷۳
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۰۶، ابواب المناقب، رقم: ۳۴۵۴
۳۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۱۰۵، کتاب الاطعمہ، رقم: ۳۳۲۹
۴۔ مالک، الموطا، ۲: ۸۸۵، رقم: ۱۵۶۸
۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۹: ۶۲، رقم: ۳۷۴۷
۶۔ بخاری، الادب المفرد: ۱۳۳، رقم: ۳۶۲

میں، میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی محفل میں حاضر تھا۔ اسی دوران آپ کی آزاد کردہ باندی حاضرِ خدمت ہوئی، سلام کے بعد عرض پرداز ہوئی: اے ابوعبد الرحمٰن! میں اس شہر سے رُخصت ہونا چاہتی ہوں کیونکہ حالات ساز گار نہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے سرزنش کرتے ہوئے مدینہ ہی میں قیام پذیر رہنے کی ہدایت فرمائی۔ پھر کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا:

لا يصبر على لأوائها و شدتها أحد، إلا كنتُ له شهيداً أو شفيعا يوم القيامة۔(۱)

’’جو شخص مدینہ منورہ کی سختیوں اور مصیبتوں پر صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑے گا، قیامت کے روز میں اس شخص کے حق میں گواہی دوں گا یا اُس کی شفاعت کروں گا۔‘‘

۹۔ مدینہ کی سرزمین ناپاکی باہر نکال دے گی

محبوبِ خدا ﷺ کا شہرِ دلنواز پاکیزگی اور طہارت کا امین ہے۔ حضور ﷺ کی حیاتِ مقدسہ میں شہرِ طیبہ کا یہ وصف ہر سطح پر نمایاں رہا۔ قربِ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ شہرِ طیبہ کا یہ وصف ایک بار پھر نمایاں ہوگا، اور کثافت و خباثت اس مقدس شہر میں ٹھہر نہیں سکے گی۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ظلم و تشدد، بربریت اور خباثت کی علامت ...... دجّال کذّاب ...... مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا، لیکن ملائکہ اُن مقدس شہروں کے راستوں پر پہرہ دیں گے اور اُس کی یہ ناپاک جسارت ناکام بنادیں گے۔

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۱۰۰۴، کتاب الحج، رقم: ۱۳۷۷
۲۔ مالک، المؤطا، ۲: ۸۸۵، رقم: ۱۵۶۹
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۱۱۳
۴۔ حمیدی، المسند، ۲: ۴۹۲، رقم: ۱۱۶۷
۵۔ بیہقی، شعب الایمان، ۷: ۱۲۴، رقم: ۹۷۲۱

۱۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے ایک اَعرابی کا واقعہ بیان کیا ہے کہ وہ حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ یہ اعرابی مدینہ منورہ میں شدید بخار کا شکار ہوگیا، وہ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا اور حضور ﷺ سے بیعت واپس کرنے کا مطالبہ کیا لیکن حضور ﷺ نے اس کے اصرار کے باوُجود بیعت واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ اعرابی واپس اپنے دیہات لوٹ گیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اس واقعہ کے بعد ارشاد فرمایا:

المدينة كالكير، تنفِي خبثَها ويَنصَعُ طَيّبُها۔(۱)

''مدینہ بھٹی کی مانند ہے، جو میل کچیل نکال باہر پھینکتی ہے اور خالص کو باقی رکھتی ہے۔''

۲۔ ۳ھ ہجری میں غزوہ اُحد کے موقع پر جب لشکرِ اِسلام میدانِ اُحد کی طرف بڑھ رہا تھا تو رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی تین سو افراد پر مشتمل اپنا ٹولہ لے کر لشکرِ اسلام سے علیحدہ ہوگیا۔ اس وقت چند مسلمانوں نے کہا کہ ہم ان منافقین کے سر قلم کر دیں گے۔ اِس پر یہ آیتِ مقدسہ نازل ہوئی:

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَ اللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا۔(۲)

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۲: ۶۶۶، ابواب فضائل المدینہ، رقم: ۱۷۸۴
۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۱۰۰۶، کتاب الحج، رقم: ۱۳۸۳
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۷۲۰، رقم: ۳۹۲۰
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۳۰۶، ۳۰۷
۵۔ مالک، الموطا، ۲: ۸۸۶، رقم: ۱۵۷۰
۶۔ ابن حبان، الصحیح، ۹: ۵۰، رقم: ۳۷۳۲
۷۔ طیالسی، المسند، ۱: ۲۳۷، رقم: ۱۷۱۴
۸۔ حمیدی، المسند: ۵۲۱، رقم: ۱۲۴۱
۹۔ ابویعلی، المسند، ۴: ۲۰، رقم: ۲۰۲۳

(۲) القرآن، النساء، ۴: ۸۸

’’پس تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ منافقوں کے بارے میں دو گروہ ہوگئے ہو، حالانکہ اللہ نے اُن کے اپنے کرتوتوں کے باعث اُن (کی عقل و سوچ) کو اوندھا کردیا ہے۔‘‘

منافقین کے جہادی قافلہ سے علیحدگی کے بعد جب مجاہدینِ اسلام کا لشکر خباثت اور گندگی سے پاک ہوگیا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّها تنفی الرجال کما تنفی النار خبث الحدید۔(۱)

’’یہ (مدینہ طیبہ) خراب لوگوں کو (ایسے) باہر پھینکتا ہے جیسے آگ لوہے کے میل کو پھینک دیتی ہے۔‘‘

۳۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا اِرشادِ گرامی ہے:

إِنَّهَا طَيِّبَةٌ یعنی المدینة، و إِنَّهَا تنفی الخبث کما تنفی النار خبث الفضة۔(۲)

’’شہرِ مدینہ طیب ہے اور یہ میل کچیل کو اس طرح دور کرتا ہے جس طرح آگ چاندی کا میل دور کرتی ہے۔‘‘

شہرِ نبی ﷺ رفتہ رفتہ منافقین کی آلائشوں سے پاک ہوتا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا کردیئے کہ ان سازشی عناصر کا اس پاک شہر میں قیام پذیر رہنا ممکن ہی نہ رہا اور شہرِ نبی ﷺ جاں نثارانِ مصطفیٰ ﷺ کا حصارِ آہنی بن گیا۔اب قیامت تک یہ شہرِ دل

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۲: ۶۶۶، ابواب فضائل المدینہ، رقم حدیث: ۱۷۸۵
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۲۴۷
۳۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۳: ۲۲۲

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۱۰۰۶، کتاب الحج، رقم: ۱۳۸۴
۲۔ بخاری، الصحیح، ۴: ۱۶۷۶، کتاب التفسیر، رقم: ۴۳۱۳
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۸۴، ۱۸۷، ۱۸۸

نواز غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کی جائے سکونت بنا رہے گا حتی کہ دجّال بھی اس مقدس شہر میں داخل نہ ہو سکے گا، اس شہر کی فصیلوں پر اللہ کی مدد و نصرت کے پرچم لہراتے رہیں گے۔

۱۰۔ اہلِ مدینہ سے برائی کا اِرادہ کرنے والا دوزخ میں نمک کی طرح پگھل جائے گا

اہلِ مدینہ سے برائی کرنا تو درکنار برائی کا اِرادہ کرنے والے کو بھی جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تاجدارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا:

من أراد أهل هذه البلدة بسوء يعنى المدينة، أذابه الله كما يذوب الملح فى الماء۔(۱)

''جو شخص اس شہر والوں (یعنی اہلِ مدینہ) کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے (دوزخ میں) اِس طرح پگھلائے گا جیسا کہ نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔''

۱۱۔ اہلِ مدینہ کو خوفزدہ کرنے والا روزِ قیامت خوفزدہ کیا جائے گا

اہلِ مدینہ کو ڈرانے دھمکانے والے شخص کے لئے سخت وعید ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدِ کائنات حضور رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا:

من أخاف أهل المدينة أخافه الله۔(۲)

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۱۰۰۷، کتاب الحج، رقم: ۱۳۸۶
۲۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۰۳۹، رقم: ۳۱۱۴
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۲۷۹، ۳۰۹، ۳۵۷
۴۔ عبدالرزاق، المصنف، ۹: ۲۶۴، رقم: ۱۷۱۵۵، ۱۷۱۵۷
۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۹: ۵۴، رقم: ۳۷۳۷
۶۔ حمیدی، المسند، ۲: ۴۹۲، رقم: ۱۱۶۷

(۱) ۱۔ ابن حبان، الصحیح، ۹: ۵۵، رقم: ۳۷۳۸
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۵۵، ۵۶

←

’’جو اہلِ مدینہ کو خوف زدہ کرے گا (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ اسے خوف زدہ کرے گا۔‘‘

۱۲۔ اہلِ مدینہ پر زیادتی کرنے والے پر لعنت

آقا ﷺ نے ساکنانِ مدینہ کے حقوق کو کسی مرحلے پر بھی نظر انداز نہیں ہونے دیا بلکہ فرمایا کہ شہرِ نبی ﷺ کے شہریوں پر ظلم روا رکھنے والے کے فرائض اور نوافل بھی قبول نہیں ہوں گے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کیا:

اللّٰهم! من ظلم أهل المدينة و أخافهم فأخفه، و عليه لعنة الله و الملائكة و الناس أجمعين، لا يقبل الله منه صرفاً و لا عدلاً۔(۱)

’’اے اللہ! جو بھی اہلِ مدینہ پر ظلم کرے یا انہیں ڈرائے تو تو اسے ڈرا۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اس سے اللہ تعالیٰ فرائض قبول فرمائے گا نہ نوافل۔‘‘

۱۳۔ اہلِ مدینہ پر زیادتی کرنے والے کے لئے جہنم کی وعید

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے شہرِ دلنواز مدینہ منورہ کے ساکنین کا ادب و احترام بھی

.... ۳۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۲: ۴۸۳، رقم: ۴۲۶۵
۴۔ عبدالرزاق، المصنف، ۹: ۲۶۴،
۵۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۷: ۱۴۳، رقم: ۶۶۳۱، ۶۶۳۵، ۶۶۳۷

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۷: ۱۴۴، رقم: ۶۶۳۶
۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۴: ۵۳، رقم: ۳۵۸۹
۳۔ دیلمی، الفردوس، ۱: ۵۰۵، رقم: ۲۰۶۷
۴۔ مقدسی، الاحادیث المختارہ، ۸: ۳۳۰، رقم: ۳۹۹
۵۔ منذری، الترغیب و الترہیب، ۲: ۱۵۲، رقم: ۱۸۹۱

آپ ﷺ کی نسبت و تعلق کی وجہ سے لازم ہے۔ جو ایسا نہیں کرے گا، وہ جہنم کا ایندھن بنے گا۔

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ کائنات ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

المدینة مهاجری ومضجعی فی الأرض، حق علی أمتی أن یُکرموا جیرانی ما اجتنبوا الکبائر، فمن لم یفعل ذلک منهم سقاه الله من طینة الخبال۔(۱)

’’مدینہ میری ہجرت گاہ ہے اور روئے زمین میں سے میری آخری آرام گاہ ہے۔ میری امت پر لازم ہے کہ میرے ہمسایوں کی (اُس وقت تک) عزت و احترام کرے، جب تک اہلِ مدینہ کبائر کا اِرتکاب نہ کریں، اور جو ایسا نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے (آخرت میں) پیپ وخون پلائے گا۔‘‘

۱۴۔ مدینہ طیبہ میں اَعمالِ صالحہ پر ہزاروں گنا اَجر وثواب

اللہ تعالیٰ کا اُمتِ مسلمہ پر یہ کتنا بڑا کرم ہے کہ اُس نے اپنے محبوب نبی ﷺ کے شہر میں کی جانے والی عبادات و طاعات کا اَجر وثواب کئی گنا بڑھا دیا ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری وساری رہے گا۔

۱۔ حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

رمضان بالمدینة خیر من ألف رمضان فیما سواها من البلدان، و جمعة بالمدینة خیر من ألف جمعة فیما سواها من البلدان۔(۲)

---

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۰: ۲۰۵، رقم: ۴۷۰
۲۔ رویانی، المسند، ۲: ۳۳۰، رقم: ۱۳۰۱
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۳: ۳۱۰

(۲) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲: ۳۷۲:۱، رقم: ۱۱۴۴
۲۔ دیلمی، الفردوس بما ثور الخطاب، ۲: ۲۷۵، رقم: ۳۲۷۸
۳۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۲: ۱۴۱، رقم: ۱۸۳۷

’’مدینہ منورہ میں رمضان کسی دوسرے شہر میں رمضان سے ہزار گنا بہتر ہے، اور مدینہ منورہ کا جمعہ کسی دوسرے شہر میں جمعہ سے ہزار گنا بہتر ہے۔‘‘

۲۔ مسجد نبوی میں ایک نماز ادا کرنے کا ثواب ایک ہزار نمازیں پڑھنے کے برابر ہے جبکہ بعض روایات کے مطابق پچاس ہزار نماز کے برابر ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

صلاۃٌ فی مسجدی ھٰذا خیرٌ من ألفِ صلاۃٍ فیما سِواہُ، إلا المسجدَ الحرامِ۔(۱)

’’میری اس مسجد میں (ادا کی گئی) ایک نماز مسجدِ حرام کے علاوہ دوسری مساجد کی (ادا کی گئی) ہزار نمازوں سے افضل ہے۔‘‘

۳۔ اس ضمن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ کے مطابق حضور ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۳۹۸، کتاب التطوع، رقم: ۱۱۳۳
۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، رقم: ۱۳۹۴
۳۔ نسائی، السنن، ۵: ۱۵۱، ۱۵۲، کتاب مناسک الحج، رقم: ۲۸۹۷۔۲۸۹۹
۴۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۱: ۳۵۷، ابواب الصلاۃ، رقم: ۳۲۵
۵۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۶: ۲۰۲، ابواب المناقب، رقم: ۳۹۱۶
۶۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۸۵، ۱۸۶، کتاب اِقامۃ الصلوٰۃ والسنہ فیہا، رقم: ۱۴۰۴، ۱۴۰۵
۷۔ مالک، الموطا، ۱: ۱۹۶، رقم: ۴۶۲
۸۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۸۴
۹۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۲۵۶، ۲۷۷، ۴۶۶، ۴۸۴
۱۰۔ عبدالرزاق، المصنف، ۵: ۱۲۲، رقم: ۹۱۳۸
۱۱۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۲: ۱۴۷، رقم: ۷۵۱۳
۱۲۔ ابو یعلیٰ، المسند، ۱۱: ۲۷، رقم: ۶۱۶۵
۱۳۔ طحاوی، مشکل الآثار، ۴: ۶۹، ۷۰
۱۴۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۵: ۲۴۶، رقم: ۱۰۰۵۶

صلاة الرجل فی بیته بصلاة، وصلاته فی مسجد القبائل بخمس و عشرین صلاة، و صلاته فی المسجد الذی یجمع فیه بخمس مائة صلاة، وصلاته فی المسجد الأقصیٰ بخمسین ألف صلاة، وصلاته فی مسجدی بخمسین ألف صلاة، وصلاته فی المسجد الحرام بمائة الف صلاة۔(۱)

’’کسی شخص کا اپنے گھر میں ادا کی گئی نماز کا ثواب اسی ایک نماز کا ہے، محلے کی مسجد میں ۲۵ نمازوں کا ثواب ہے، جس مسجد میں جمعہ ہوتا ہو وہاں ۵۰۰ نمازوں کا ثواب ہے، اور مسجد اقصیٰ میں پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ہے۔ اسی طرح میری مسجد (میں ادا کی گئی) نماز کا ثواب بھی پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور مسجد حرام میں (ادا کی گئی نماز کا) ثواب ایک لاکھ نمازوں (کے برابر) ہے۔‘‘

۴۔ احادیث مبارکہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ مسجدِ نبوی میں ادا کی جانے والی نمازوں کا ثواب حج کے برابر ملتا ہے۔ حضرت حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی آخرالزمان ﷺ نے فرمایا:

من خرج علی طهر لا یرید إلا مسجدی هذا لیصلی فیه کانت له بمنزلة حجة۔(۲)

---

(۱) ۱۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۴۵۳، کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنہ فیھا، رقم: ۱۴۱۳
۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۷: ۷، رقم: ۷۰۰۴
۳۔ دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، ۲: ۳۹۰، رقم: ۳۷۲۳
۴۔ مقدسی، فضائل بیت المقدس، ۱: ۵۲، رقم: ۱۹
۵۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۲: ۱۴۰، رقم: ۱۸۳۳

(۲) ۱۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳: ۵۰۰، رقم: ۴۱۹۱
۲۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۸: ۳۷۸، رقم: ۳۳۸۹
۳۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۲: ۱۴۲، رقم: ۱۸۴۳

''جو شخص وضو کر کے میری اس مسجد میں نماز کی ادائیگی کی غرض سے نکلا اور میری مسجد میں آ کر نماز پڑھی تو اسے حج کے برابر ثواب کا حق دار ٹھہرایا جائے گا۔''

۵۔ مسجدِ نبوی کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ جو کوئی اس میں چالیس روز مسلسل نمازیں ادا کرے اسے جہنم کی آگ سے نجات مل جاتی ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من صلی فی مسجدی أربعین صلاةً لا یفوته صلاة کتبت له براءة من النار و نجاة من العذاب و برئ من النفاق۔(۱)

''جس شخص نے لگاتار چالیس نمازیں میری مسجد میں ادا کیں اُس کے لئے (جہنم کی) آگ، عذابِ (آخرت) اور نفاق سے نجات لکھ دی جاتی ہے۔''

۱۵۔ خاکِ مدینہ خوشبوؤں کا مسکن

خوشبو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اَطہر کا حصہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جن راستوں سے گزر ہوتا وہ راستے مہک اُٹھتے، ہر سُو خوشبو پھیل جاتی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جان لیتے کہ اِس راستہ سے تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا ہے۔ آج بھی شہرِ مدینہ کے در و دیوار اُسی خوشبو سے معطر و مُعَنبر ہیں۔

۱۔ اِس کا تذکرہ ابن بطال اِن الفاظ میں کرتے ہیں:

مَن سکنها یجد من تربتها و حیطانها رائحة حسنة۔(۲)

---

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳:۱۵۵
۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۵:۳۲۵، رقم:۵۴۴۴

(۲) ۱۔ عسقلانی، فتح الباری، ۴:۸۹
۲۔ سمہودی، وفاء الوفا، ۱:۱۷

’’جسے مدینہ منورہ کی حاضری کی سعادت نصیب ہوئی وہ اس شہرِ معطر کی مٹی اور بام و در سے ایک دلآویز (مسحور کن) خوشبو پائے گا۔‘‘

۲۔ اِمام اِشبیلی کا کہنا ہے:

لتربة المدينة نفحة، ليس طيبها كما عهد من الطيب بل هو عجب من الأعاجيب۔(۱)

’’شہرِ طیبہ کی خاکِ انور میں ایک خصوصی مہک ہے جو کسی دوسری خوشبو میں نہیں بلکہ یہ (خوشبو) عجائبات میں سے ہے۔‘‘

۳۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے بھی اِمام اِشبیلی کے حوالہ سے لکھا ہے:

که یکی از علماء صاحب وجدانست می گوید که تربت مدینه را نفحه خاص است که در هیچ مشک و عنبر نیست و گفته که ایں معنی از اعجب عجائب است۔(۲)

’’ایک صاحبِ وجدان بزرگ فرماتے ہیں کہ مدینہ کی خاکِ انور میں ایک خاص مہک ہے جو کسی مشک و عنبر میں نہیں پائی جاتی بلکہ یہ (خوشبو) عجائبات میں سے ہے۔‘‘

۴۔ شہرِ طیبہ کی وجہ تسمیہ کا بیان علامہ سمہودیؒ اِن الفاظ میں کیا ہے:

و أما من الطيب لطيب أمورها كلها و طيب رائحتها و وجود ريح الطيب بها۔(۳)

’’یہ لفظ طیب (خوشبو) سے مشتق ہے۔ شہرِ حضور ﷺ کے ذرے ذرے میں ہی

(۱) سمہودی، وفاء الوفا، ۱: ۱۷

(۲) عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوہ، ۱: ۳۰

(۳) سمہودی، وفاء الوفا، ۱: ۱۷

خوشبو پرفشاں ہے اور اس کی آب و ہوا میں اسی مہک کی وجہ سے اس کا نام طیبہ رکھا گیا۔‘‘

۵۔ یاقوت حموی اِس حوالہ سے لکھتے ہیں:

و من خصائص المدینة أنها طیبة الریح، و للعطر فیها فضل رائحة لا توجد فی غیرها۔(۱)

’’مدینہ طیبہ کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ اُس کی آب و ہوا خوشبودار ہے، اور وہاں کے عطر میں ایسی مہک ہوتی ہے جو اس کے علاوہ کہیں اور نہیں پائی جاتی۔‘‘

۶۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

بدانکه هنوز از درو دیوار مدینه مطیبه ارواح فایحست که محبان بشامه محبت آنرامی دیار بند و شاید که استشام شۂ ازیں نشامه ذوق رسیده باشد۔

’’اب بھی مدینہ کے درو دیوار خوشبوؤں سے رچے بسے ہوئے ہیں اور اہل محبت اپنے شامہ محبت کے ذریعہ ان سے لطف اندوز ہوتے ہیں، اور بعض عاشق حضور ﷺ کی خوشبو سونگھ کر آپ ﷺ تک پہنچ جاتے۔‘‘

۷۔ ساکنانِ شہرِ خنک کے بختِ رسا کا ذکر کرتے ہوئے امام محمد بن یوسف صالحیؒ رقمطراز ہیں:

من أقام بها یجد من تربتها وحیطانها رائحة طیبة لا تکاد توجد فی غیرها۔(۲)

---

(۱) یاقوت حموی، معجم البلدان، ۵:۸۷

(۲) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۳:۲۹۰

''شہرِ مصطفیٰ ﷺ میں اقامت پذیر لوگ اس شہر کی خاکِ انور اور دیواروں سے ایسی مہک محسوس کرتے ہیں جو کسی اور خوشبو میں نہیں ہوسکتی۔''

علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے:

خاکِ طیبہ از دو عالم خوشتر است
آں خنک شہرے کہ آں جا دلبر است

۱۶۔ دافعِ بلاء ...... مدینہ منورہ کی کھجوریں

یوں تو ہر وہ چیز جسے مدینہ طیبہ سے نسبت ہو جائے حصولِ برکت کا ذریعہ ہے، مگر اِس شہرِ خنک کی کھجوریں اپنی خاصیت کے اعتبار سے دافعِ غم اور دافعِ بلاء ہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ راویت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

من تصبح کل یوم سبع تمرات عجوۃ، لم یضرہ فی ذلک الیوم سم و لا سحر۔(۱)

''جو شخص ہر صبح سات عجوہ کھجوریں کھائے گا، اس دن اس پر کسی زہر اور جادو کا اثر نہیں ہوگا۔''

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۰۷۵، کتاب الاطعمہ، رقم: ۵۱۳۰
۲۔ مسلم، الصحیح، ۳: ۱۶۱۸، کتاب الاشربہ، رقم: ۲۰۴۷
۳۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۸، رقم: ۳۸۷۶
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۸۱
۵۔ حمیدی، المسند، ۱: ۳۸، رقم: ۷۰
۶۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۵: ۳۶، رقم: ۲۳۴۷۷
۷۔ بغدادی، مسند سعد بن ابی وقاص: ۶۷، رقم: ۲۸
۸۔ ابویعلی، المسند، ۲: ۷۲، ۱۲۰
۹۔ ابی عوانہ، المسند، ۵: ۱۹۰
۱۰۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۸: ۱۳۵، ۹: ۳۴۵

۱۷۔ محبوبِ خدا ﷺ کا محبوب پہاڑ ...... اُحد

حضور نبی اکرم ﷺ کو اُحد پہاڑ سے خصوصی اُلفت و محبت تھی۔ آپ ﷺ اُس کا ذکر بڑی اپنائیت سے فرماتے۔ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أقبلنا مع النبی ﷺ من غزوة تبوک حتی إذا أشرفنا علی المدینة، قال: هذه طابة، و هذا أحد جبل، یحبنا و نحبه۔(۱)

''ہم حضور ﷺ کی معیت میں غزوۂ تبوک سے واپس آ رہے تھے، جب ہماری نظر مدینہ پر پڑی تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ 'طابہ' ہے اور یہ اُحد پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اِس سے محبت کرتے ہیں۔''

۱۸۔ وادئ عقیق ...... مبارک وادی

وادئ عقیق کو سرزمینِ حجاز کی دیگر وادیوں پر یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اِس کا تذکرہ سرورِ کائنات ﷺ نے اپنی مبارک زبان سے فرمایا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے وادئ عقیق میں حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سُنا:

أتانی اللیلة آت من ربی، فقال: صلّ فی هذا الوادی المبارک۔(۲)

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۴: ۱۶۱۰، کتاب المغازی، رقم: ۴۱۶۰
۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۱۰۱۱، کتاب الحج، رقم: ۱۳۹۲
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۴۲۴
۴۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۷: ۴۲۳، رقم: ۳۷۰۰۶
۵۔ عسقلانی، المطالب العالیہ، ۷: ۱۵۰

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۲: ۵۵۶، کتاب الحج، رقم: ۱۴۶۱
۲۔ ابوداؤد، السنن، ۲: ۱۵۹، کتاب المناسک، رقم: ۱۸۰۰

←

''ایک رات میرے پاس میرے رب کی جانب سے ایک آنے والا (فرشتہ) آیا، اُس نے کہا: آپ اِس مبارک وادی میں نماز ادا فرمائیں۔''

۱۹۔ وادئ بطحان ...... وادئ جنت

وادئ بطحان کا شمار بھی عظیم المرتبت وادیوں میں ہوتا ہے، جس کا ذکر حضور ﷺ نے اپنی زبان حق ترجمان سے فرمایا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

بطحان علی ترعة من ترع الجنة۔(۱)

''وادئ بطحان جنت کی نہروں میں سے ایک نہر پر واقع ہے۔''

۲۰۔ وادئ مدینہ پناہ گاہِ ایمان ہے

حضور ﷺ کی چادرِ رحمت پوری کائنات پر سایہ فگن ہے، اس لئے کہ حضور ﷺ کو کل جہانوں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا گیا۔ قربِ قیامت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ جب کفر و الحاد کی آندھیوں میں اعتقادات کی شمعیں بجھنے لگیں گی، اس وقت حضور ﷺ کے شہرِ منور کا سائبانِ کرم ایمان وایقان کی پناہ گاہ بن جائے گا۔

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ کائنات ﷺ نے فرمایا:

.... ۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱:۲۴

۴۔ حمیدی، المسند، ۱:۱۱، رقم:۱۹

۵۔ ابن ماجہ، السنن،۲:۹۹۱، کتاب المناسک، رقم:۲۹۷۶

۶۔ طحاوی، شرح معانی الآثار،۲:۱۴۶

۷۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۵:۱۴، رقم:۸۶۳۰

(۱) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر،۲:۵۱

۲۔ دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب،۲:۲۷، رقم:۲۱۷۴

إنّ الإيمان ليأرز إلى المدينة، كما تأرز الحية إلٰى جحرها۔(۱)

’’ایمان اس طرح سمٹ کر مدینہ میں چلا جائے گا، جس طرح سانپ اپنے بل میں چلا جاتا ہے۔‘‘

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إنّ الإسلام بدأ غريباً، و سيعود غريباً كما بدأ، و هو يأرز بين المسجدين كما تأرز الحية إلى جُحرها۔(۲)

’’اسلام ابتدا میں اجنبی تھا، اور آخر میں بھی پہلے کی طرح اجنبی ہوگا اور آخر دور میں اسلام دو مسجدوں (کعبۃ اللہ اور مسجدِ نبوی) میں اِس طرح سمٹ جائے گا جیسے سانپ (سمٹ کر) اپنے بل میں چلا جاتا ہے۔‘‘

۲۱۔ سرزمینِ مدینہ کی موت باعثِ شفاعت ہے

مدینہ منورہ میں موت کی بڑی فضیلت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خطۂ نور و نکہت

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۲: ۶۶۳، ۶۶۴، ابواب فضائل المدینہ، رقم: ۱۷۷۷
۲۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۱۳۱، کتاب الایمان، رقم: ۱۴۷
۳۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۰۳۸، کتاب المناسک، رقم: ۳۱۱۱
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۲۸۶، ۴۲۲
۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۹: ۴۶، رقم: ۳۷۲۸

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۱۳۱، کتاب الایمان، رقم: ۱۴۶
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۸۴
۳۔ ابو یعلی، المسند، ۲: ۹۹، رقم: ۷۵۶
۴۔ دانی، السنن الواردہ فی الفتن، ۳: ۶۳۶، رقم: ۲۹۰
۵۔ ابن مندہ، الایمان، ۱: ۵۲۰، رقم: ۴۲۱
۶۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۲: ۵۲۰

میں وفات پانے والوں کو اپنی شفاعت کی نوید سنائی ہے۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آقا ﷺ کا اِرشادِ گرامی ہے:

من استطاع أن يموت بالمدينة فليمت بها، فإنی أشفع لمن يموت بها۔(۱)

''جس کے لئے ممکن ہو کہ وہ مدینہ منورہ میں موت کو گلے سے لگائے، اُسے چاہیے کہ وہ یہاں موت کی سعادت حاصل کرے، اس لئے کہ جس کا انتقال مدینے میں ہوگا، میں اُس کی شفاعت کروں گا۔''

۲۔ اِسی ضمن میں ایک دوسری روایت اِن الفاظ میں مذکور ہے کہ حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

من استطاع أن يموت بالمدينة، فليمت، فإنه من مات بالمدينة كنت له شهيداً أو شفيعاً يوم القيامة۔(۲)

''جس شخص کے لئے ممکن ہو کہ وہ مدینہ منورہ (میں آ کر) انتقال کرے تو اُسے چاہیے یہاں (آ کر) موت اپنے گلے سے لگائے۔ بیشک جس شخص نے مدینہ

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۷۱۹، ابواب المناقب، رقم: ۳۹۱۷
۲۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۰۳۹، کتاب المناسک، رقم: ۳۱۱۲
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۱۰۴
۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۹: ۵۷، رقم: ۳۷۴۱
۵۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۴۰۵، رقم: ۳۲۴۲۱

(۲) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۴: ۳۳۱، ۳۳۲، رقم: ۸۲۳، ۸۲۶
۲۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۲: ۴۸۸، رقم: ۴۲۸۵
۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۹: ۵۸، رقم: ۳۷۴۲
۴۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳: ۴۹۷، ۴۹۸، رقم: ۴۱۸۳، ۴۱۸۴، ۴۱۸۵
۵۔ صیداوی، معجم الشیوخ، ۱: ۳۵۳، رقم: ۳۳۶

منورہ میں وفات پائی میں روزِ قیامت اس کے ایمان کی گواہی دوں گا، یا اس کی شفاعت کروں گا۔‘‘

مدینہ منورہ میں موت نجاتِ اُخروی کا پروانہ ہے، عشاق کو مدینہ میں ایک چھوٹے سے گھر کی تمنا اسی لئے ہوتی ہے کہ ہمیں موت آئے تو حضور ﷺ کے شہر میں آئے، جنازہ اُٹھے تو شہرِ نبی کی گلیوں میں اُٹھے، تاکہ اُنہیں حضور ﷺ کے شہر میں تدفین کی سعادت حاصل ہو اور انہیں حضور ﷺ کی شفاعت نصیب ہوجائے۔ اقبالؔ رحمۃ اللہ علیہ نے اِس ضمن میں کیا خوب آرزو کی ہے:

زندگی پیغامِ یہ حضور کو اور دیں
میں حجاز زمینِ ہوں ڈھونڈتا موت میں

اے شہرِ بے مثال! تیری عظمتوں کو سلام

❁ اے خطۂ محبوبِ خدا! اے شہرِ مصطفیٰ ﷺ! تو اللہ کا محبوب ترین شہر ہے۔

❁ اے شہرِ نبیُ الحرمین ﷺ! تو تمدّن کی آبرو ہے، تو ثقافت کی جان ہے۔ تیرے مکینوں نے ہی دنیا کو جنگل کے قانون سے نجات دلائی، اُفقِ عالم پر دائمی اَمن کی بشارتیں تُو نے ہی تحریر کیں۔

❁ اے شہرِ رحمۃ للعالمین ﷺ! اِنسان دوستی تیری ہی فصیلوں کی خشتِ اَوّل ہے، دُخترِ حوّا کے پاؤں کی زنجیر کاٹ کر اُس کے برہنہ سر پر چادرِ رحمت دینے کے عملِ خیر کا تُو ہی امین ہے، معاشرے کے کچلے ہوئے طبقات کو جینے کا حق دینے میں تُو نے ہی مرکزی کردار ادا کیا ہے، غلامی کے اِدارے کے خاتمے کی بنیاد تیرے ہی منظر نامہ کا حصہ بنی، معاشی عدل کا تصوّر تیری ہی دہلیز سے آفتابِ نوید بن کر طلوع ہوا۔

❁ اے شہرِ رسولِ ہاشمی ﷺ! پوری کائنات میں تجھے یہ منفرد اِعزاز حاصل ہے کہ گنبدِ خضراء تیرے دامنِ منوّر میں موجود ہے، وہ گنبدِ خضراء جس کا تصور عشاقِ مصطفیٰ ﷺ کو

بے تاب رکھتا ہے، وہ لوحِ جاں پر اپنی اِس آرزو کا اظہار کرتے ہیں کہ کوئی اُنگلی پکڑ کر اُنہیں گنبدِ خضراء کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں میں لے جائے، اُن کی نظریں گنبدِ خضراء کی تلاش میں رہتی ہیں، اُن کے ننھے منے بچے بھی دونوں ہاتھ اُٹھا کر عکسِ گنبدِ خضراء کو سلام کرتے ہیں، وہ گنبدِ خضراء جہاں صبح و شام ستر ہزار فرشتے اُترتے ہیں، حضور ﷺ پر ہدیۂ درود و سلام بھیجتے ہیں اور طوافِ گنبدِ خضراء میں مصروف رہتے ہیں۔

- اے شہرِ خاتم الانبیاء ﷺ!
  - تیری عظمتوں کو سلام
  - تیری رِفعتوں اور بلندیوں کو سلام
  - تیرے اِعزازات اور اِنعامات کو سلام
  - تیرے مکینوں اور باسیوں کو سلام
  - تیرے مسکینوں اور ضعیفوں کو سلام
  - تیرے گداؤں اور فقیروں کی صداؤں کو سلام
  - تیرے گلی کوچوں میں کھیلنے والے بچوں کو سلام
  - تیری خاک میں دفن ہونے والے مسلمانوں کو سلام
  - تیری طرف کشاں کشاں آنے والوں کو سلام
  - تیری زیارت کی آرزو کرنے والوں کو سلام
  - تیرے در اور دیواروں کو سلام
  - تیرے پاکیزہ ہواؤں اور معطر فضاؤں کو سلام
  - تیرے میدانوں، مرغزاروں اور پہاڑوں کو سلام
- اے شہرِ بے مثال! ہم غلاموں کی چشمِ پُرنم کا سلام قبول کر!

فضائلِ مدینہ پر کتبِ تاریخ وسیر

مدینہ منورہ کے خصائص و فضائل پر متعدّد کتب موجود ہیں، جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

۱۔ محمد بن حسن بن زبالہ، اخبار المدینہ

۲۔ ابن بکار، تاریخ المدینہ

۳۔ عمر بن شیبہ، آثار المدینہ

۴۔ یحییٰ بن حسن، اخبار المدینہ

۵۔ مفضل جندی، فضائل المدینہ

۶۔ ابنِ عساکر، انباء المدینہ

۷۔ ابن عساکر، اتحاف الزائر

۸۔ ابوالحسین یحییٰ بن علی قرشی، الدلائل المتینہ فی فضائل المدینہ

۹۔ محمد بن احمد خصاصی شاذلی، اربعون حدیثاً فی فضائل المدینہ

۱۰۔ عبداللہ بن محمد مرجانی، بہجۃ النفوس

۱۱۔ محمد بن احمد اقشری، روضۃ الفردوس

۱۲۔ محمد احمد مطری، التعریف

۱۳۔ عبداللہ بن محمد فرحون، الاعلام فیمن دخل المدینۃ

۱۴۔ عبداللہ بن محمد فرحون، نعیمۃ المشاور

۱۵۔ زین ابی بکر مراغی، تحقیق النصرۃ

۱۶۔ محمد بن یعقوب فیروز آبادی، المغانم المطابہ

۱۷۔ نورالدین سمہودی، وفاء الوفا

۱۸۔ نورالدین سمہودی، خلاصۃ الوفا

١٩۔ سید عباسی، عمدۃً الاخیار

٢٠۔ سید علی الحافظ، فصول من تاریخ المدینۃ

٢١۔ شیخ عبدالرحمٰن انصاری، تحفۃ المحبین

٢٢۔ تاج الدین سبکی، تنزیل السکینہ

٢٣۔ احمد بن عبدالمجید عباسی، عمدۃ الاخبار فی مدینۃ المختار

٢٤۔ جعفر برزنجی، نزہۃ الناظرین

٢٥۔ سید ابراہیم رفعت، مرأۃ الحرمین

٢٦۔ ابو ایوب صبری، مرأۃ الحرمین

٢٧۔ شیخ محمد طیبب تنوخی، الرملۃ الحجازیہ

٢٨۔ عبدالقدوس انصاری، آثار المدینہ

٢٩۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، جذب القلوب اِلٰی دیارِ المحبوب

٣٠۔ محمد عبدالمعبود، تاریخ المدینہ

٣١۔ صالح بن حامد بن سعید رفاعی، الاحادیث الوارده فی فضائل المدینۃ

علاوہ ازیں جن کتب میں خصائص و فضائلِ مدینہ پر ابواب اور فصلیں موجود ہیں، اُن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

١۔ بخاری، الصحیح، کتاب فضائل المدینۃ

٢۔ مسلم، الصحیح، کتاب الحج، باب فضل المدینۃ و دعاء النبی ﷺ فیہا البرکۃ

٣۔ ابو داؤد، السنن، باب فی تحریم المدینۃ

٤۔ مالک بن انس، الموطا، کتاب الجامع، باب الدعا للمدینۃ واہلہا

٥۔ ابن حبان، الصحیح، کتاب الحج، باب فضل المدینہ

٦۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ما ذکر فی المدینۃ وفضلہا

٧۔ بغوی، شرح السنہ

۸۔ خطیب تبریزی، مشکوۃ المصابیح، کتاب المناسک، باب حرم المدینۃ حرسہا اللہ تعالیٰ

۹۔ ہیثمی، مجمع الزوائد

۱۰۔ عسقلانی، فتح الباری، کتاب فضائل المدینہ

۱۱۔ بدرالدین عینی، عمدۃ القاری، باب فضائل المدینہ

۱۲۔ قسطلانی، ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری، باب فضل المدینہ

۱۳۔ ابراہیم خلیل اللہ، بذل المجہود فی حل ابی داؤد

۱۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ

۱۵۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ

۱۶۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، الفصل الثانی فی زیارۃ قبرالشریف

۱۷۔ ملاعلی قاری، مرقاۃ المفاتیح

۱۸۔ ہندی، کنز العمال، فضائل المدینہ وما حولہا علی ساکنہا، افضل الصلاۃ والسلام

۱۹۔ شوکانی، نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار

باب دُوُم

زیارتِ نبوی ﷺ کے خصائص و فضائل

محبتِ رسول ﷺ ایمان کا جزوِ لاینفک ہے، حضور ﷺ کے دیدار کی آرزو ہر صاحبِ ایمان کی پہچان ہے، عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کی آنکھیں دیدارِ مصطفیٰ ﷺ کی ہی متلاشی رہتی ہیں۔ حضور ﷺ اپنے غلاموں کو نوازتے ہیں، انہیں آپ ﷺ آج بھی چہرۂ وَ الضُّحٰی کے مبارک نور سے فیض یاب کرتے اور اپنے دیدار کا شرف عظیم بخشتے ہیں۔ آپ ﷺ کی زیارت وہ عظیم سعادت ہے کہ جس پر ہر سعادت کو ناز ہے۔ وہ خوش نصیب جنھوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی ظاہری حیاتِ طیبہ میں آپ ﷺ کی زیارت کا شرف حالتِ ایمان میں حاصل کیا (اور اسی حالت پر واصل بحق ہوئے) وہ 'صحابیٔ رسول' ہونے کے بے مثال اِعزاز سے سرفراز ہوئے۔ اسی طرح مذکورہ دو شرائط کے ساتھ ان ذواتِ مقدسہ کی زیارت کرنے والے 'تابعین' اور 'تابعین' کا دیدار کرنے والے 'تبع تابعین' کہلائے، بلاشبہ ان سب ہستیوں کو یہ منفرد مقام تاجدارِ کائنات ﷺ کی زیارت کے سبب ملا۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کی زیارت تین صورتوں میں متحقق ہوتی ہے:

۱۔ خواب میں زیارت

۲۔ بیداری میں زیارت

۳۔ قبرِ انور کی زیارت

١۔ خواب میں حضور ﷺ کی زِیارت

حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

الرؤیا الصالحة من الله و الحُلم من الشیطان۔(١)

’’نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں اور برے خواب شیطان کی طرف سے۔‘‘

نیک خواب ہدایت اور بشارت کے فیض کی نسبت سے نبوت کا ایک حصہ قرار دیئے گئے ہیں، جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

الرؤیا الصالحة جزء من ستة و أربعین جزءا من النبوة۔(٢)

---

(١) ١۔ بخاری، الصحیح، ٣: ١١٩٨، کتاب بدء الخلق، رقم: ٣١١٨
٢۔ بخاری، الصحیح، ٦: ٢٥٦٣، ٢٥٦٨، کتاب التعبیر، رقم: ٦٥٨٥، ٦٥٩٤
٣۔ مسلم، الصحیح، ٤: ١٧٧٢، کتاب الرؤیا، رقم: ٢٢٦١
٤۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ٦: ٢٢٣۔٢٢٥، رقم: ١٠٧٣٢، ١٠٧٣٤، ١٠٧٤٠
٥۔ مالک، الموطا، ٢: ٩٥٧، رقم: ١٧١٦
٦۔ احمد بن حنبل، المسند، ٥: ٣٠٠
٧۔ دارمی، السنن، ٢: ١٦٧، رقم: ٢١٤١

(٢) ١۔ بخاری، الصحیح، ٦: ٢٥٦٤، کتاب التعبیر، رقم: ٦٥٨٨
٢۔ مسلم، الصحیح، ٤: ١٧٧٤، کتاب الرؤیا، رقم: ٢٢٦٣
٣۔ نسائی نے اِسے ’عمل الیوم و اللیلہ (ص: ٥٠٩، رقم: ٩٠٤)‘ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔
٤۔ احمد بن حنبل، المسند، ٢: ٢٦٩
٥۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ٧: ١٧٢

’’نیک خواب نبوت کے حصوں میں سے چھیالیسواں حصہ ہیں۔‘‘

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

الرؤيا الصالحة جزء من سبعين جزءا من النبوة۔ (۱)

’’نیک خواب نبوت کے حصوں میں سے سترواں حصہ ہیں۔‘‘

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور انہوں نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اور یہی الفاظ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کئے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

رؤيا المؤمن جزء من ستة و أربعين جزءا من النبوة۔(۲)

’’مومن کا خواب نبوت کے حصوں میں سے چھیالیسواں حصہ ہے۔‘‘

خواب میں حضور ﷺ کی زیارت حق ہے

۱۔ تاجدارِ کائنات ﷺ کا فرمانِ اقدس ہے:

من رآني في المنام فقد رآني، فإن الشيطان لا يتخيل بي۔(۳)

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴:۱۷۷۵، کتاب الرؤیا، رقم: ۲۲۶۵
۲۔ ابن ماجہ، السنن، ۴:۳۳۹، کتاب تعبیر الرؤیا، رقم: ۳۸۹۷
۳۔ احمد بن حنبل نے ’المسند (۱:۳۱۵)‘ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کی ہے۔
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲:۴۹، ۱۱۹

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۶:۲۵۶۳، ۲۵۶۴، کتاب التعبیر، رقم: ۶۵۸۶، ۶۵۸۷
۲۔ مسلم، الصحیح، ۴:۱۷۷۴، کتاب الرؤیا، رقم: ۲۲۶۳

(۳) ۱۔ بخاری نے ’الصحیح (۶:۲۵۶۸، کتاب التعبیر، رقم: ۶۵۹۳)‘ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔
۲۔ مسلم نے لا یتمثل بی کے الفاظ کے ساتھ ’الصحیح (۴:۱۷۷۵، کتاب الرؤیا، ←

''جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے واقعتاً مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔''

اس حدیث مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی زیارت برحق ہے کیونکہ شیطان کو یہ طاقت حاصل نہیں کہ وہ آپ ﷺ کی صورت اختیار کر سکے۔

۲۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا فرمانِ اقدس ہے:

من رآنی فی النوم فقد رآنی، إنه لا ینبغی للشیطان أن یتمثل فی صورتی۔(۱)

''جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے واقعتاً مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت نہیں اختیار کر سکتا۔''

امام مسلم نے **إنه لا ینبغی للشیطان أن یتشبه بی** (کیونکہ شیطان میری مشابہت اختیار نہیں کر سکتا) کے الفاظ کے ساتھ حدیث مبارکہ بیان کی ہے۔

۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا فرمانِ اقدس ہے:

.... رقم:۲۲۶٦)' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔
۳۔ ترمذی نے مسلم والی روایت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے 'الجامع الصحیح (۴:۱۲۱، ابواب الرؤیا، رقم: ۲۲۷٦)' میں روایت کرتے ہوئے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔
۴۔ ابن ماجہ نے بھی ان الفاظ کے ساتھ 'السنن (۴:۳۴۱، کتاب تعبیر الرؤیا، رقم:۳۹۰۵)' میں روایت کیا ہے۔
۵۔ احمد بن حنبل، المسند ، ۱:۲۷۹، ۳۷۵، ۴۴۰، ۴۵۰
٦۔ احمد بن حنبل، المسند ،۲:۲۳۲، ۲٦۱، ۳۴۲، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۲۵، ۴٦۳، ۴٦۹، ۴۷۲
۷۔ احمد بن حنبل، المسند ،۳:۲٦۹

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح ،۴:۱۷۷٦، کتاب الرؤیا، رقم: ۲۲٦۸
۲۔ احمد بن حنبل،المسند ،۲:۴۱۰، ۴۲۵، ۴٦۹، ۴۷۲

من رآني فقد رأى الحق، فإن الشيطان لا يتكونني۔(۱)

''جس نے مجھے دیکھا تو اس نے حقیقتاً مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔''

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ 'اشعۃ اللمعات شرح المشکوۃ' کی 'کتاب الرؤیا' میں لکھتے ہیں:

''تحقیق یہ ساری حدیثیں متعدد طرقِ (اِسناد) اور مختلف الفاظ سے (مروی ہیں اور) اس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ جو شخص اِمام الانبیاء ﷺ کی خواب میں زیارت کرے تو وہ حقیقتاً آپ ﷺ ہی کو دیکھے گا، کیونکہ آپ ﷺ کی ذات والا صفات جھوٹ اور بطلان سے بالکل پاک اور صاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہی دستور جاری ہے کہ شیطان اگرچہ خواب اور بیداری میں مختلف بھیس اور شکلیں اختیار کرکے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے مگر شاہِ لولاک ﷺ کی صورتِ مقدّسہ اِختیار کرنے پر ذرّہ بھر قدرت نہیں رکھتا، اور نہ اِس بات پر ہی قادر ہے کہ اپنی شکل وصورت ظاہر کرکے دیکھنے والے کے ذہن میں یہ باطل خیال ڈال دے کہ یہ ہادئ برحق ﷺ کی صورتِ پاک ہے۔ علماء کرام نے اس چیز کو بلا شرکتِ غیرے حضور نبی اکرم ﷺ کی خصوصیات میں شمار کیا ہے اور اِس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے سوا کسی دوسرے کو یہ خصوصیت حاصل نہیں۔''

۴۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

من رآني في المنام فقد رآني، فإني أُرى في كل صورة۔(۲)

''جس نے خواب میں میرا دیدار کیا تو اس نے یقیناً میرا ہی دیدار کیا، کیونکہ

---

(۱) ا۔ بخاری، الصحیح، ۶:۲۵۶۸، کتاب التعبیر، رقم: ۶۵۹۶

(۲) شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ماثبت من السنہ: ۱۱۷، ذکر شہر ربیع الاول

میں ہر صورت میں نظر آتا ہوں۔‘‘

۵۔ خوش نصیب ترین ہیں وہ لوگ جو زیارتِ نبیٔ اکرم ﷺ کی سعادت حاصل کرتے ہیں اور جنہیں یہ نویدِ جانفزا سنائی گئی ہے:

من رآنی فی المنام، فلن یدخل النار۔(۱)

’’جس نے خواب میں میری زیارت کی وہ کبھی (جہنم کی) آگ میں داخل نہیں ہوگا۔‘‘

۶۔ حضرت سعید بن میسرہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

من رآنی فی المنام فإنہ لا یدخل النار۔ (۲)

’’بیشک وہ آگ میں داخل نہیں ہوگا جس نے خواب میں مجھے دیکھا۔‘‘

زیارتِ مقدسہ کے خواب کی تعبیرات

ائمہ کرام نے حضور ﷺ کی خواب میں زیارت کی مختلف تعبیرات بیان کی ہیں۔ امام ابن سیرینؒ رقمطراز ہیں:

’’اگر کوئی تاجدارِ کائنات ﷺ کو خواب میں دیکھنے کی سعادت حاصل کرلے تو مقروض ہونے کی صورت میں قرض سے سرخرو ہوگا، قیدی ہو تو رنجِ اسیری سے نجات پائے گا، دہشت زدہ ہو تو امن پائے گا اور قحط و تنگی دور ہوگی۔ اگر آپ ﷺ کو خواب میں ترش

(۱) ۱۔ ہندی، کنز العمال، ۱۵:۳۸۳، رقم: ۴۱۴۸۶

۲۔ ابن سیرین، تفسیر الاحلام برحاشیہ تعطیر الانام از نابلسی، ۱:۲۵

(۲) ۱۔ ذہبی نے ’میزان الاعتدال فی نقد الرجال (۳:۲۳۳)‘ میں اسے مرفوع حدیث کہا ہے۔

۲۔ عسقلانی نے بھی ’لسان المیزان (۳:۴۵)‘ میں اسے مرفوع کہا ہے۔

۳۔ ہندی، کنز العمال، ۱۵:۳۸۴، رقم: ۴۱۴۸۷

رُو یا بیماری کی حالت میں دیکھا تو یہ سستیٔ دین، ترکِ سنت اور اس ملک میں بدعت کے ظاہر ہونے کی دلیل ہے۔ اگر آپ ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ اچھا لباس پہنے ہوئے ہیں تو یہ خواب اُمت کی دین و دنیا میں بہتری پر دلالت کرے گا۔ اگر کوئی آپ ﷺ کا جنازہ دیکھے تو اس ملک میں رنج اور بہت مصیبت آئے گی، اور اگر کوئی آپ ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کرے تو مالِ کثیر پائے گا......''(۱)

امام کرمانیؒ لکھتے ہیں:

''جو کوئی نبی اکرم ﷺ کو مسرور و شادماں دیکھے تو یہ عزت، جاہ و حشمت اور کامیابی کی دلیل ہے۔'' (۲)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خواب میں پیغمبروں کی زیارت دس حوالوں سے ہے:

۱۔ رحمت	۶۔ ظفرمندی
۲۔ نعمت	۷۔ سعادت
۳۔ عزت	۸۔ جمعیت
۴۔ بزرگی	۹۔ قوت
۵۔ دولت	۱۰۔ دونوں جہاں کی خیر

اور اس موضع، گاؤں یا علاقے کے لوگوں کی بہتری کی طرف بھی اشارہ ہے جس جگہ پر یہ خواب دیکھا گیا ہے۔ (۳)

شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

''جس نے سرکارِ دو عالم ﷺ کو کسی دوسری حالت میں دیکھا تو اِس کی تعبیر دیکھنے

(۱) ابن سیرین، تفسیر الاحلام بر حاشیہ تعطیر الانام از نابلسی، ۱:۲۵
(۲) ابن سیرین، تفسیر الاحلام بر حاشیہ تعطیر الانام از نابلسی، ۲:۲۲
(۳) ابن سیرین، تعبیر الرؤیا: ۸۱

والے کے حال کے موافق ہے، جیسا کہ بعض علمائے تعبیر کا قول ہے کہ جس نے آپ ﷺ کو بڑھاپے کی شکل میں دیکھا تو اس کی تعبیر خواب دیکھنے والے کی اِنتہائی سلامتی ہے، اور جس نے جوان شکل میں دیکھا تو اس کی تعبیر سخت جنگ ہے۔

’’ابو سعید احمد بن محمود بن نصر کے مطابق جس نے خواب میں حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنی حالت و ہیئت پر دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ خواب دیکھنے والے کے حالات اچھے ہوں گے، وہ صاحب الرّائے ہو گا اور اپنے دُشمنوں پر کمال جاہ وحشمت کے ساتھ غالب آئے گا۔ اور جس نے آپ ﷺ کو کسی دوسری حالت میں مثلاً ترش رُو وغیرہ دیکھا تو یہ دیکھنے والے کی بدحالی کی دلیل ہے۔

’’عارف بن ابو حمزہ کا بیان ہے: جس نے تاجدارِ کائنات ﷺ کو خواب میں اچھی حالت میں دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ دیکھنے والا مذہبی اعتبار سے بہت اچھا ہے۔ اور (نعوذ باللہ!) اگر کوئی آپ ﷺ کے کسی عضو میں چوٹ، زخم یا کوئی کمی دیکھے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ دیکھنے والے کے دینی عقائد میں فتور اور خلل ہے، اور یہ بات بالکل حق اور درست ہے، جس کا کئی بار تجربہ ہو چکا ہے۔

اِن تمام طریقوں سے حضور ﷺ کا دیدار کرنے والے کو سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اسے اپنے مذہبی عقائد کا علم ہو جاتا ہے اور وہ یہ جان لیتا ہے کہ اس کے مذہبی عقائد صحیح ہیں یا اُن میں کوئی خلل، فتور اور نقص ہے، کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ پیکرِ نورانی ہیں اور آپ ﷺ کی مثال صاف شفاف آئینہ کی مانند ہے کہ دیکھنے والے کو اپنی ذات کی اچھائی اور برائی بے کم و کاست مکمل طور پر اِس آئینہ میں نظر آتی ہے۔‘‘(۱)

۲۔ حالتِ بیداری میں حضور ﷺ کی زیارت

بعض نفوسِ قدسیہ اِس سعادت کے بھی حامل ہوتے ہیں کہ وہ حالتِ بیداری میں زیارتِ نبی ﷺ کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ خواب میں زیارت کی طرح یہ بھی حق

(۱) عبد الحق محدث دہلوی، ما ثبت من السنہ: ۱۱۹

ہے، اور ایک ثابت شدہ اَمر ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

من رآنی فی المنام فسیرانی فی الیقظة، و لا یتمثل الشیطان بی۔(۱)

''جس نے خواب میں مجھے دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا، اور شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔''

شیخ احمد ابوالعباس مرسی ایک ولیٔ کامل ہوگزرے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

لو حُجِبَ عنّی رسول اللہ ﷺ طرفة عین، ما عددت نفسی من المسلمین۔(۲)

''اگر پلک جھپکنے کی مدت کے لیے بھی اللہ کے محبوب رسول ﷺ کا رُخِ اَقدس میری نظروں سے اوجھل ہوجائے تو میں خود کو مسلمان تصور نہیں کرتا۔''

شیخ احمد ابوالعباس مرسی کا یہ قول اِن الفاظ کے ساتھ بھی منقول ہے:

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۶: ۲۵۶۷، کتاب التعبیر، رقم: ۶۵۹۲
۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۷۷۵، کتاب الرؤیا، رقم: ۲۲۶۶
۳۔ ابن ماجہ نے 'السنن (۴: ۳۴۱، کتاب تعبیر الرؤیا، رقم: ۳۹۰۴)' میں یہ روایت حضرت عبداللہ بن عباس اور ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے لی ہے۔
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۴۰۰
۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۰۶
۶۔ طیالسی، المسند: ۷: ۳۱۷، رقم: ۲۴۲۰
۷۔ بزار، المسند، ۷: ۲۰۱، رقم: ۲۷۷۳

(۲) ۱۔ سیوطی، الحاوی للفتاویٰ، ۲: ۴۴۴
۲۔ آلوسی، روح المعانی، ۲۱: ۳۶

لی أربعون سنة ما حجبت عن رسول اللہ ﷺ، و لو حجبت طرفة عین، ما أعددت نفسی من جملة المسلمین۔(۱)

''چالیس سال سے میں حضور نبی اکرم ﷺ کی نظروں سے اوجھل نہیں ہوا، اگر پلک جھپکنے کی مدت کے لیے بھی میں اللہ کے محبوب رسول ﷺ کی نظروں سے اوجھل ہوجاؤں تو میں خود کو مسلمان تصور نہیں کرتا۔''

اس قول سے ظاہر ہوا کہ اہلِ دل ہمہ وقت یادِ محبوب ﷺ میں مستغرق رہتے ہیں اور

جو دم غافل سو دم کافر

کے مصداق غفلت میں گزرے ہوئے ایک لمحہ کو بھی کفر گردانتے ہیں۔

شیخ سراج الدین بن ملقن 'طبقات الاولیاء' میں لکھتے ہیں کہ سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی نے فرمایا:

رأیت رسول اللہ ﷺ قبل الظھر، فقال لی: یا بنی! لم لا تتکلم؟ قلت: یا أبتاہ! أنا رجل أعجمی، کیف أتکلم علی فصحآء بغداد، فقال لی: افتح فاک۔ ففتحته، فتفل فیه سبعا، و قال: تکلم علی الناس، و ادع إلی سبیل ربک بالحکمة و الموعظة الحسنة۔ فصلیت الظھر۔(۲)

''میں نے نماز ظہر سے قبل حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! تو کیوں نہیں بولتا؟ میں نے عرض کیا: اے میرے ابا جان! میں عجمی ہوں، فصحاء بغداد کے سامنے کیسے زبان کھولوں؟ اس پر آپ ﷺ

---

(۱) شعرانی، الطبقات الکبریٰ، ۲:۱۳

(۲) ۱۔ سیوطی، الحاوی للفتاوی، ۲:۴۴۳

۲۔ ابن حجر مکی، الفتاویٰ الحدیثیہ: ۲۵۶

نے فرمایا: اپنا منہ کھولو۔ پس میں نے منہ کھولا تو آپ ﷺ نے اُس میں سات بار اپنا لعابِ دہن ڈالا اور فرمایا: اب لوگوں سے گفتگو کر اور اُنہیں اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلا۔ اس کے بعد میں نے نمازِ ظہر ادا کی۔''

شیخ احمد ابو العباس مرسی کا قول ہے:

صافحتُ بکفی ھذہ رسول اللہ ﷺ۔(۱)

''میں نے اپنے اس ہاتھ سے حضور ﷺ کے ساتھ مصافحہ کیا ہے۔''

علامہ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

و یمکن عندی رؤیتہ ﷺ یقظة لمن رزقه الله سبحانه، کما نقل عن السیوطی: أنه رآہ ﷺ اثنین و عشرین مرة، و سأله عن أحادیث، ثم صححها بعد تصحیحه ﷺ۔(۲)

''اور میرے نزدیک حالت بیداری میں آپ ﷺ کی زیارت کرنا ممکن ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ اِس نعمت سے نوازے، جیسا کہ امام جلال الدین سیوطیؒ نے بائیس مرتبہ حضور ﷺ کا دیدار بیداری کی حالت میں کیا، اُنہوں نے آپ ﷺ سے چند احادیث کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ان کی تصحیح فرمائی اور اُنہوں نے اُنہیں درست کر لیا۔''

اِمام نبہانی 'جامع کرامات الاولیاء (۲:۱۵۸)' میں لکھتے ہیں: ''امام سیوطی نے حضور نبی اکرم ﷺ کی خواب میں زیارت کی اور آپ ﷺ سے بعض احادیث کے متعلق دریافت کیا۔''

---

(۱) ۱۔ ابن حجر مکی، الفتاوی الحدیثیہ: ۲۵۶
۲۔ سیوطی، الحاوی للفتاویٰ، ۲: ۴۴۴

(۲) علامہ انور شاہ کشمیری، فیض الباری علی صحیح البخاری، ۱: ۲۰۴

اِمام نبہانی مزید لکھتے ہیں کہ شیخ عبد القادر نے اُن سے پوچھا کہ اُنہوں نے کتنی بار آپ ﷺ کی زیارت کی ہے، تو امام سیوطی نے جواب دیا کہ ستر سے زائد بار زیارت کی ہے۔

حالتِ بیداری میں حضور ﷺ کی زیارت کرنا علماء محققین کی کتب میں تحقیق کے ساتھ درج ہے۔ اُمتِ محمدی ﷺ میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی، امام بارزی، امام یافعی، امام شاذلی، امام علی وفاء، امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سمیت سینکڑوں ائمہ و محدثین کرام اور اولیاء کاملین ایسے ہوئے ہیں جنہوں نے حالتِ بیداری میں حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔

۳۔ زیارتِ قبرِ اَنور کے خصائص

یہ حقیقت اظہر من الشّمس ہے کہ حضور تاجدارِ کائنات ﷺ کی قبر انور کی زیارت کتاب و سنت کی رُو سے نہ صرف جائز اور مشروع ہے بلکہ تقاضائے ایمان اور گنہگاروں کی بخشش و نجات کا وسیلہ ہے۔

اِبن الحاج اپنی کتاب ’المدخل (۱:۲۵۶)‘ میں لکھتے ہیں:

’’ابن ہبیرہ کا کہنا ہے کہ اَئمہ مذاہبِ اَربعہ ...... اِمام مالک، اِمام شافعی، اِمام ابوحنیفہ اور اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ...... کا اِس پر اِجماع ہے کہ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی قبرِ اَنور کی زیارت کرنا مستحب ہے۔ عبد الحق نے ’تہذیب الطالب‘ میں ابو عمران فاسی سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ کی قبرِ اَنور کی زیارت کرنا (ہر صاحبِ اِستطاعت مؤمن پر) سنن مؤکدہ کے طور پر واجب ہے۔ اِن اَقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ زیارت کا مقصد قربِ رسول ﷺ کا حصول ہے جو کسی غیر کی زیارت سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ پس قبرِ اَنور کی زیارت کا اِرادہ کیا جائے اور اس کی طرف رَختِ سفر باندھا جائے (کیونکہ) جو کوئی بغیر کسی حاجت کے صرف زیارت کے اِرادہ سے گیا تو اِس کا درجہ اِطاعات میں سب سے بلند اور اعلیٰ ہے۔ پس اُسے مبارک ہو، اُسے دوبارہ مبارک ہو۔‘‘

ا۔ بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں حاضری پر نصِ قرآنی

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں اپنے حبیب ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کا حکم یوں فرمایا ہے:

وَ لَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا○(۱)

''اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہوجاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (ﷺ) بھی ان کے لیے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اِس وسیلہ اور شفاعت کی بناء پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے○''

اس آیتِ کریمہ کو فقط سرورِ کونین ﷺ کی ظاہری حیات پر محمول کرنا ...... جیسا کہ بعض لوگوں کا نظریہ ہے ...... نصِ قرآنی کا غلط اِطلاق ہوگا اور قرآن فہمی سے ناآشنائی ہوگی۔ مفسرین ومحدثین نے بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں حاضری کو مطلق قرار دیا ہے۔

امام ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر کے تحت لکھتے ہیں:

يُرشد تعالى العصاة والمُذنبين إذا وقع منهم الخطأ و العصيان أن يأتوا إلى الرسول ﷺ، فيستغفروا الله عنده، و يسألوه أن يغفر لهم، فإنهم إذا فعلوا ذٰلک تاب الله عليهم و رحمهم و غفرلهم، و لهذا قال: ﴿لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ و قد ذكر جماعة منهم الشيخ أبو منصور الصباغ فی كتابه الشامل 'الحكاية المشهورة' عن العتبی، قال: كنتُ جالساً عند قبر النبی ﷺ، فجاء أعرابی فقال: السلام عليک يا رسول الله! سمعتُ الله يقول: ﴿وَ لَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ

---

(۱) القرآن، النساء، ۴: ۶۴

لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا﴾ و قد جئتُکَ مستغفراً لذنبی مستشفعاً بکَ إلی ربی۔ ثم أنشأ یقول:

یا خیر من دفنت بالقاع أعظمه
فطاب من طیبهن القاع و الأکم

نفسی انفداء لقبر أنت ساکنه
فیه العفاف و فیه الجود و الکرم

ثُم انصرف الأعرابیّ، فغلبتنی عینی، فرأیت النبی ﷺ فی النوم، فقال: یا عتبی! الحق الأعرابیّ، فبشره أن الله قد غفر له۔(۱)

''(اس آیت کریمہ میں) اللہ تعالیٰ عاصیوں اور خطا کاروں کو ارشاد فرماتا ہے کہ جب ان سے خطا و گناہ سرزد ہوجائیں تو انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر خدا تعالیٰ سے اِستغفار کرنا چاہیے، اور خود رسول اللہ ﷺ سے بھی عرض کرنا چاہیے کہ آپ صلی الله علیك و سلم ہمارے لئے دعا فرمائیں۔ جب وہ ایسا کریں گے تو

---

(۱) ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۱:۵۱۹، ۵۲۰

اعرابی کا مذکورہ بالا مشہور واقعہ درج ذیل کتب میں بھی بیان کیا گیا ہے:

۱۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳:۴۹۵، ۴۹۶، رقم: ۴۱۷۸

۲۔ ابن قدامہ، المغنی، ۳:۲۹۸

۳۔ نووی، کتاب الاذکار: ۹۲، ۹۳

۴۔ سبکی، شفاء السقام فی زیارت خیر الانام: ۴۶، ۴۷

۵۔ مقریزی، امتاع الاسماع، ۱۴:۶۱۵

۶۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۴:۵۸۳

۷۔ سیوطی، الحاوی للفتاوی، ۲:۴۴۸

۸۔ ابن حجر مکی، الجوہر المنظم: ۵۱

۹۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۱۲:۱۹۹

یقیناً اللہ تعالیٰ ان کی طرف رجوع کرے گا، انہیں بخش دے گا اور ان پر رحم فرمائے گا۔ اِسی لئے فرمایا گیا: لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا (تو وہ (اِس وسیلہ اور شفاعت کی بناء پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے)۔
یہ روایت بہت سوں نے بیان کی ہے جن میں سے ابو منصور صباغ نے اپنی کتاب 'الحکایات المشہورۃ' میں لکھا ہے کہ عُتبی کا بیان ہے کہ میں حضور ﷺ کی قبرِ انور کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ایک اعرابی (دیہاتی) آیا اور اس نے کہا: ''السّلام علیکَ یا رسول اللہ! میں نے سنا ہے کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے: ''اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہوجاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (ﷺ) بھی اُن کے لئے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اِس وسیلہ اور شفاعت کی بناء پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے٥'' میں آپ صلی الله علیك و سلم کی خدمت میں اپنے گناہوں پر استغفار کرتے ہوئے اور آپ کو اپنے رب کے سامنے اپنا سفارشی بناتے ہوئے حاضر ہوا ہوں۔'' پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

> (اے مدفون لوگوں میں سب سے بہتر ہستی! جن کی وجہ سے میدان اور ٹیلے اچھے ہو گئے، میری جان قربان اس قبر پر جس میں آپ صلی الله علیك وسلم رونق افروز ہیں، جس میں عفاف و بخشش اور جود و کرم ہے۔)

''پھر اعرابی تو لوٹ گیا اور مجھے نیند آ گئی، میں نے خواب میں حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ مجھ سے فرما رہے تھے: عُتبی! اعرابی حق ہے، پس تو جا اور اُسے خوشخبری سنا دے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کے گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔''

اِمام قرطبی نے اپنی معروف تفسیر 'الجامع لأحکام القرآن (۵:۲۶۵، ۲۶۶)' میں عتبی کی روایت سے ملتا جلتا ایک واقعہ یوں بیان کیا ہے:

روی أبو صادق عن عليّ، قال: قدِم علینا أعرابيّ بعد ما دفّنا

رسول الله ﷺ بثلاثة أيام، فرمی بنفسه علی قبر رسول الله ﷺ، و حَثَا علی رأسه من ترابه، فقال: قلتَ یا رسول الله! فسمعنا قولک، و وَعَیتَ عن الله فوعینا عنک، و کان فیما أنزل الله علیک: ﴿وَ لَوۡ أَنَّهُمۡ إِذۡ ظَّلَمُوۡا أَنۡفُسَهُمۡ﴾ الآیة، و قد ظلمتُ نفسی، و جئتُکَ تستغفر لی۔ فنودی من القبر أنه قد غفر لک۔

''ابو صادق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہمارے سامنے ایک دیہاتی حضور ﷺ کی تدفین کے تین دن بعد آیا اور اس نے اپنے آپ کو نبی ﷺ کی قبر مبارک پر گرا لیا، اس کی مٹی اپنے اوپر ڈالی اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیک وسلم نے فرمایا اور ہم نے آپ صلی اللہ علیک وسلم کا قول مبارک سنا ہے، آپ صلی اللہ علیک وسلم نے اللہ سے احکامات لئے اور ہم نے آپ صلی اللہ علیک وسلم سے احکام لئے اور اُنہی میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے: ''وَ لَوۡ أَنَّهُمۡ إِذۡ ظَّلَمُوۡآ أَنۡفُسَهُمۡ ...... (اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے ......)۔'' (تحقیق میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے، آپ صلی اللہ علیک وسلم میرے لیے اِستغفار فرمادیں۔) اعرابی کی اِس اِلتجاء پر اُسے قبر سے ندا دی گئی: ''بیشک تمہاری مغفرت ہوگئی ہے۔''

عُتبی کی روایت امام نووی نے اپنی معروف کتاب 'الإیضاح' کے چھٹے باب (ص: ۴۵۴، ۴۵۵) میں، شیخ ابو الفرج بن قدامہ نے اپنی تصنیف 'الشرح الکبیر (۴۹۵:۳)' میں اور شیخ منصور بن یونس بہوتی نے اپنی کتاب 'کشاف القناع (۳۰:۵)'، جو مذہب حنبلی کی مشہور کتاب ہے، میں نقل کی ہے۔ علاوہ ازیں تمام مذاہب کے اجل ائمہ و علماء کا عُتبی کی روایت کے مطابق دیہاتی کا روضۂ رسول ﷺ پر آ کر مغفرت طلب کرنا ان کی کتابوں میں زیارۃ روضۂ رسول ﷺ یا مناسکِ حج کے ذیل میں بیان ہوا ہے۔

قطعِ نظر اس سے کہ سند کے اعتبار سے یہ روایت صحیح ہو یا ضعیف، یہ بات طے

ہے کہ اس پر اکابر محدثین نے اعتماد کیا ہے۔ ہم تو یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا ان اکابر محدثین ومفسرین کرام ...... جن میں امام ابن کثیر، امام نووی، امام قرطبی، امام ابن قدامہ، امام سبکی، امام سیوطی، امام زرقانی سمیت کئی اورشامل ہیں ...... نے کفر اور گمراہی کو نقل کیا ہے؟ یا اُنہوں نے وہ بات نقل کی ہے جو بت پرستی یا قبر پرستی کی دعوت دیتی ہے؟ (معاذ اللہ) اگر ایسا تسلیم کرلیا جائے تو پھر کس کو معتبر اور کس کتاب کو ثقہ ومستند کہا جائے گا؟

لہٰذا جب آپ ﷺ کا بعد از وصال اُمت کے لئے اِستغفار فرمانا ممکن ہے اور آپ ﷺ کا اُمت کے حق میں انتہائی شفیق و رحیم ہونا نصوصِ قرآن و سنت سے ثابت اور متحقق ہے تو یہ امر قطعًا وحتماً معلوم ہوا کہ آپ ﷺ بعد از وصال بھی روضۂ مبارک پر حاضرِ خدمت ہونے والوں کو محروم نہیں فرماتے۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ مَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ۔(۱)

’’اور جو شخص بھی اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلے، پھر اسے (راستے میں ہی) موت آ پکڑے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ثابت ہو گیا۔‘‘

آیتِ مقدسہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضور ﷺ کے وِصال کے بعد جو شخص دامنِ دل میں گنبد خضرا کے جلووں کو سمیٹنے کی نیت سے سفر اختیار کرتا ہے اس پر بھی ہجرت الی الرسول ﷺ کا اِطلاق ہوتا ہے۔

۲۔ جواز یا وجوبِ زیارتِ روضۂ اَقدس ...... اَحادیث کی روشنی میں

علمائے اسلام کی اکثریت جن کی علمی وجاہت اور فکری ثقاہت ہمیشہ غیر متنازعہ رہی ہے اور جن کا شمار عاملینِ شرعِ متین میں ہوتا ہے وہ نہ صرف جوازِ زیارت کے قائل ہیں بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ مشروعیتِ زیارت پر اُمتِ مسلمہ کا اِجماع ہے، اور اگر اختلاف

(۱) القرآن، النساء، ۴: ۱۰۰

ہے بھی تو وہ اس علمی نکتے پر ہے کہ زیارتِ روضۂ اقدس مندوب اور مستحب ہے یا واجب۔ کئی محدثین و مفسرین اس کے اِستحباب کے حق میں ہیں۔ اَحناف اسے درجۂ وجوب کے قریب گردانتے ہیں، جبکہ مالکی ائمہ اِسے قطعی طور پر واجب سمجھتے ہیں، اور اُن کے علاوہ بھی دیگر اہلِ سنت کے مکاتب و مذاہب بھی اُسے واجب قرار دیتے ہیں۔ وہ اپنے مؤقف کی تائید میں صحیح احادیث نقل کرتے ہیں۔

بعض نادان لوگ سید العالمین حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں حاضری کی نیت سے جانے کو بھی (معاذ اللہ) شرک سے تعبیر کرتے ہیں۔ ایسا عقیدہ بے دینی اور جہالت پر مبنی ہے، صحیح عقیدہ وہی ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ باطل عقیدہ رکھنے والوں کا محلِ اِستدلال متفق علیہ حدیث لَا تُشَدُّ الرِّحال کی غلط تعبیر ہے۔ ذیل میں ہم اس روایت کی تشریح و تعبیر اَجل اَئمہ حدیث کے اَقوال کی روشنی میں پیش کریں گے، جس سے حدیث پاک کا صحیح مفہوم و مدعا واضح ہو جائے گا:

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لا تُشَدُّ الرِّحال إلا إلی ثلاثة مساجد: المسجد الحرام، و مسجد الرسول ﷺ، و مسجد الأقصی۔(۱)

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۳۹۸، کتاب التطوع، رقم: ۱۱۳۲
۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۱۰۱۴، کتاب الحج، رقم: ۱۳۹۷
۳۔ نسائی، السنن، ۲: ۲۹، ۳۰، کتاب المساجد، رقم: ۷۰۰
۴۔ ابو داؤد، السنن، ۲: ۲۱۷، کتاب المناسک، رقم: ۲۰۳۳
۵۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۱: ۳۵۸، ابواب الصلوۃ، رقم: ۳۲۶
۶۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۸۸، کتاب اِقامۃ الصلوٰۃ والسنہ فیہا، رقم: ۱۴۰۹
۷۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۲۳۴، ۲۳۸، ۲۷۸، ۵۰۱
۸۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۷، ۳۹۷
۹۔ دارمی، السنن، ۱: ۲۷۱، رقم: ۱۴۲۸
۱۰۔ ابن حبان، الصحیح، ۴: ۴۹۸، رقم: ۱۶۱۹

←

’’مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی اور مسجدِ اقصیٰ کے سوا کسی (اور مسجد) کی طرف (زیادہ ثواب کے حصول کی نیت سے) رَختِ سفر نہ باندھا جائے۔‘‘

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث اِن الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے:

لا تُعمل المطی إلا إلی ثلاثة مساجد: المسجد الحرام، و مسجدی، و مسجد بیت المقدس۔(۱)

’’(زیادہ ثواب کے حصول کی نیت سے) تین مساجد کے سوا کسی مسجد کی طرف سفر نہ کیا جائے: مسجد حرام، میری مسجد اور مسجد بیت المقدس۔‘‘

بعض کتب میں **مسجد بیت المقدس** کی جگہ **مسجد إیلیاء** کے الفاظ آئے

.... ۱۱۔ ابو یعلیٰ، المسند، ۱۰: ۲۸۳، رقم: ۵۸۸۰

۱۲۔ حمیدی، المسند، ۲: ۴۲۱، رقم: ۹۴۳

۱۳۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۴: ۴۱۸، ۴۱۹

۱۴۔ طحاوی، مشکل الآ ثار، ۱: ۲۴۴

۱۵۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۶: ۵۱، رقم: ۵۱۰۶

۱۶۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۵: ۲۴۴، رقم: ۱۰۰۴۳

۱۷۔ فاکہی، اخبارِ مکہ، ۲: ۹۳، رقم: ۱۱۹۰

۱۸۔ مقدسی، فضائل بیت المقدس، ۱: ۴۰، رقم: ۲

۱۹۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۹: ۲۲۲

(۱) ۱۔ نسائی، السنن، ۳: ۹۷، کتاب الجمعہ، رقم: ۱۴۳۰

۲۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۱: ۵۴۰، رقم: ۱۷۵۴

۳۔ مالک، الموطا، ۱: ۱۰۹، رقم: ۲۴۱

۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۷: ۷، ۸، رقم: ۲۷۷۲

۵۔ حمیدی، المسند، ۲: ۴۲۱، رقم: ۹۴۴

۶۔ شیبانی، الآحاد و المثانی، ۲: ۲۴۸، رقم: ۱۰۰۱

۷۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۳: ۱۲۳

ہیں۔

طبرانی نے ’المعجم الاوسط (۶:۵۱،۵۲، رقم:۵۱۰۶)‘ میں یہ حدیث اِن الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے:

عن أبی هریرة ﷛، قال: قال رسول الله ﷺ: لا تُشَدُّ الرِّحال إلا إلی ثلاثة مساجد: مسجدِ الخَیْفِ، و مسجد الحرام، و مسجدی هذا۔

’’حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مسجدِ خیف، مسجدِ حرام اور اور میری اِس مسجد کے سوا کسی (اور مسجد) کی طرف (زیادہ ثواب کے حصول کی نیت سے) رَختِ سفر نہ باندھا جائے۔‘‘

طبرانی کہتے ہیں کہ کلثوم بن جبر سے یہ حدیث حماد بن سلمہ کے سوا کسی نے روایت نہیں کی اور اِس حدیث کے سوا کسی اور حدیثِ شَدُ الرِّحال میں مسجدِ خیف کا ذکر بھی نہیں ہے۔

۲۔ حضرت ابوسعید خدری ﷛ نے یہ حدیث اِن الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے:

عن النبی ﷺ، قال: و لا تُشَدُّ الرِّحال إلا إلی ثلاثة مساجد: مسجد الحرام، و مسجد الأقصی، و مسجدی۔(۱)

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱:۴۰۰، کتاب التطوع، رقم: ۱۱۳۹
۲۔ بخاری، الصحیح، ۲:۶۵۹، کتاب الاحصار و جزاء الصید، رقم: ۱۷۶۵
۳۔ بخاری، الصحیح، ۲:۷۰۳، کتاب الصوم، رقم: ۱۸۹۳
۴۔ مسلم، الصحیح، ۲:۹۷۶، کتاب الحج، رقم: ۱۳۳۸
۵۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۱:۳۵۸، ابواب الصلاۃ، رقم: ۳۲۶
۶۔ ابن ماجہ، السنن، ۲:۱۸۸، ۱۸۹، کتاب اِقامۃ الصلوٰۃ و السنہ فیہا، رقم: ۱۴۱۰
۷۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳:۷، ۳۴، ۴۵، ۵۱، ۵۳، ۷۱، ۷۷، ۷۸ ←

’’حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اور مسجدِ حرام، مسجدِ اقصیٰ اور میری مسجد کے سوا کے سوا کسی (اور مسجد) کی طرف (زیادہ ثواب کے حصول کی نیت سے) رَختِ سفر نہ باندھا جائے۔‘‘

حضور نبی اکرم ﷺ کے مندرجہ بالا اِرشاد کو بنیاد بنا کر بعض لوگ انبیاء و صالحین کے قبور کی زیارت حتی کہ حضور سرورِ کونین ﷺ کے روضۂ اَطہر کی بغرض زیارت حاضری کو بھی ناجائز گردانتے ہیں۔ جبکہ علمائے ربانیین ...... جنہیں اللہ ﷻ نے دین کی کامل بصیرت اور سمجھ سے نوازا، اور جن کی عظیم الشان کتب سے تا قیامت اُمتِ مسلمہ رہنمائی لیتی رہے گی ...... نے اِس اِستدلال کو غلط اور کج فہمی قرار دیا ہے۔ اُنہوں نے اپنی معتبر کتب

.... ۸۔ ابن حبان، الصحیح، ۴: ۴۹۵، ۴۹۶، رقم: ۱۶۱۷

۹۔ ابو یعلیٰ، المسند، ۲: ۳۸۸، رقم: ۱۱۶۰، ۱۱۶۷

۱۰۔ حمیدی، المسند، ۲: ۳۳۰، رقم: ۷۵۰

۱۱۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۲: ۱۵۰، رقم: ۷۵۳۸

۱۲۔ ابن حیان، طبقات المحدثین بأصبهان، ۲: ۲۲۰

۱۳۔ طحاوی، مشکل الآثار، ۱: ۲۴۲

۱۴۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۳: ۶۴، ۶۵، ۱۰۳، رقم: ۲۱۲۲، ۲۲۰۸

۱۵۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۵: ۵۱۵، رقم: ۴۹۸۰

۱۶۔ طبرانی، مسند الشامیین، ۲: ۴۵۱، رقم: ۱۶۸۴

۱۷۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۱۰: ۸۲

۱۸۔ مقدسی، فضائل بیت المقدس، ۱: ۳۹، رقم: ۱

۱۹۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۱: ۱۹۵

ان تمام کتب میں قزعہ بن یحییٰ کے طریق سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی گئی ہے۔

امام احمد بن حنبل نے ’المسند (۳: ۹۳)‘ میں، اور ابن ابی شیبہ نے ’المصنف (۳: ۴۱۹، رقم: ۴۵۷)‘ میں لیث بن ابی سلیم کے طریق سے بھی اسے روایت کیا ہے۔

میں نہایت شرح و بسط کے ساتھ حدیثِ پاک کا صحیح مطلب بیان کیا ہے۔ اِس کی روشنی میں دین کا معمولی سا فہم رکھنے والا شخص بھی سمجھ سکتا ہے کہ جو لوگ اس حدیث پاک سے اَنبیاء و صالحین کے مزارات کی زیارت کے سفر سے منع کرتے ہوئے اِسے سفرِ معصیت و گناہ کہتے ہیں وہ بلاشبہ صریح غلطی پر ہیں، اور اُن کا اِستدلال کسی بھی طرح لائقِ حجت نہیں۔

شرحِ حدیث

۱۔ اِس حدیث میں اِستثناء کے حوالے سے دو اَقوال ہیں: ایک یہ کہ اِستثناء مطلق یعنی عمومیت پر مبنی ہو، جس سے ہر قسم کا سفر ناجائز قرار پائے گا، اور یہ بات خلافِ عقل ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اِستثناء مقید ہو یعنی محض مساجد سے مختص ہو، جس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کا زیادہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے سوائے اِن تین مساجد کے کسی اور مسجد کی طرف سفر نہ کیا جائے، اور یہی قول صائب ہے۔

۲۔ حدیث پاک میں **لا تُشَدُّ الرِّحال** کے فوراً بعد **إلا إلى ثلاثة مساجد** مذکور ہے۔ اہلِ لغت کے معروف اُسلوب کے مطابق جس جملہ میں مستثنیٰ (جسے اِستثناء حاصل ہو) اور مستثنیٰ منہ (جس سے اِستثناء کیا گیا ہو) دونوں پائے جاتے ہوں تو نحوی قاعدہ یہ ہے کہ مستثنیٰ حرفِ اِستثناء کے بعد اور مستثنیٰ منہ حرفِ اِستثناء سے پہلے ہوگا، اور وُجوداً یا تقدیراً مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ دونوں کا پایا جانا ضروری ہوگا۔

مذکورہ حدیث میں '**إلا**' حرفِ اِستثناء ہے، '**ثلاثه مساجد** (تین مساجد)' مستثنیٰ ہے۔ قاعدہ کی رُو سے '**إلا**' کے بعد **ثلاثة مساجد** (تین مساجد) تو مذکور ہے لیکن مستثنیٰ منہ مذکور نہیں، جو '**إلا**' سے پہلے پایا جانا تھا۔ لہٰذا جہاں ایسی صورت ہو کہ مستثنیٰ مذکور ہو مگر مستثنیٰ منہ کا لفظی ذکر نہ ہو تو وہاں مستثنیٰ منہ مقدّر مانا جائے گا۔ اِس صورت میں مقدّر مستثنیٰ منہ کے تعین کے تین اِحتمالات ہو سکتے ہیں:

پہلا اِحتمال ...... اگر مستثنیٰ منہ ’قبر‘ کو مانا جائے:

اِس حدیث سے سفرِ زیارت کی ممانعت کا اِستدلال کرنے والوں کے مسلک کے مطابق اگر مستثنیٰ منہ لفظ ’قبر‘ کو فرض کریں تو حدیث کی عبارت تقدیری اِس طرح ہوگی:

> **لَا تُشَدُّ الرِّحال إلی قبر إلا إلی ثلاثة مساجد** (سوائے تین مساجد کے کسی قبر کی طرف رَختِ سفر نہ باندھا جائے)۔

یہاں لفظ ’قبر‘ ایسی بے بنیاد تقدیر ہے جو نہ سیاقِ کلام کے مطابق ہے اور نہ ہی اُسلوبِ زباں کے لائق۔ عربی زبان سے تھوڑی سی واقفیت رکھنے والا شخص بھی یہ غیر معتبر اور غیر معقول اسلوب قبول نہیں کرسکتا، چہ جائیکہ اِس کی نسبت اَفصحُ العرب ﷺ کی طرف کی جائے۔ لہٰذا ضابطہ کے خلاف لفظ ’قبر‘ کو مستثنیٰ منہ بنانا ہرگز درست نہیں۔

دوسرا اِحتمال ...... اگر مستثنیٰ منہ ’مکان‘ کو مانا جائے:

اگر ’مکان‘ کو مستثنیٰ منہ فرض کیا جائے تو حدیث کی عبارت تقدیری یوں ہوگی:

> **لَا تُشَدُّ الرِّحال إلی مکان إلا إلی ثلاثة مساجد** (سوائے تین مساجد کے کسی اور مقام کی طرف رَختِ سفر نہ باندھا جائے)۔

اِس کا مطلب یہ ہوگا کہ تعلیم، تجارت اور کسی بھی کارِ خیر کے لئے سفر کرنا ممنوع ہے، حالانکہ اِن اُمورِ خیر کے لئے سفر کی ممانعت باطل اور غیر معقول ہے۔ مطلق سفر کی کہیں بھی ممانعت نہیں اور نہ ہی ایسا کوئی مفہوم حدیث مذکور کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے۔ یہ مفہوم خود ہی غیر شرعی ہوگا اور بے شمار احکام اسلامی سے متصادم ہوگا۔ سو یہ تقدیر بھی قبول نہیں کی جاسکتی، اس لئے کہ:

- حضور نبی اکرم ﷺ نے خود تجارت کے لئے سفر کیا، اور متعدد اسفار کے ذریعے غزوات میں شرکت فرمائی۔
- آپ ﷺ کے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دین سیکھنے اور سکھانے کے لئے محوِ سفر رہے اور

اُنہوں نے دنیا کے دور دراز علاقوں تک دین پہنچایا۔

- ائمہ و بزرگانِ دین تحصیلِ علم اور بیعت و اِرادت کے لئے سفر کرتے رہے۔ آج بھی لوگ حصولِ علم اور تجارت اور دیگر جائز اُمور کی ادائیگی کے لئے ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک ملک سے دوسرے ملک سفر کرتے ہیں۔
- علاوہ ازیں درج ذیل مقاصد کے لئے بھی سفر کیا جاتا ہے:

۱۔ والدین، اساتذہ اور بزرگوں کی زیارت کے لئے۔
۲۔ دعوت وتبلیغِ دین کے لیے۔
۳۔ اَعزاء و اَقارب اور اَحباب سے ملاقات کے لئے۔
۴۔ کانفرنسز، سیمینارز اور دیگر خصوصی پروگراموں میں شرکت کے لئے۔
۵۔ شادی وغمی میں شرکت کے لئے۔
۶۔ کاروباری مقاصد کے لئے۔
۷۔ جہاد میں شرکت کے لئے۔
۸۔ سیر وتفریح کے لئے۔
۹۔ علاج معالجہ کے لئے۔

اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کتنے ہی سفر ہیں جو ہم روزانہ کرتے ہیں۔ اگر ہر سفر ممنوع قرار دیا جائے تو زندگی کا نظام معطل ہو کر رہ جائے گا، جو کہ منشاءِ ایزدی کے خلاف ہے۔

تیسرا اِحتمال ...... اگر مستثنیٰ منہ بھی 'مسجد' ہی کو مانا جائے:

یہ اِستثناء مفرغ ہے۔ اس میں مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ کا جنسِ واحد سے ہونا ضروری ہوتا ہے، جیسا کہ کلامِ عرب میں ہے:

ما جاءنی إلا زید (میرے پاس سوائے زید کے کوئی نہیں آیا)۔

اِس کا مطلب یہ ہے کہ میرے پاس سوائے زید کے کوئی شخص یا انسان نہیں آیا۔ اگر پرندہ یا کوئی جانور آیا ہوتو کلام غلط نہ ہوگا کیونکہ مستثنیٰ منہ پرندہ یا جانور نہیں بلکہ انسان ہے۔ وجہ یہ ہے کہ زید بھی انسان ہے، اس لئے ایک ہی جنس سے ہونے کی وجہ سے مفہوم واضح اور درست ہو جائے گا۔

لہٰذا درست بات یہی ہے کہ اِس حدیث میں بھی عربی کے اُسلوب اور قاعدہ کی رُو سے تقدیر لفظ 'مسجد' ہی ہو، یعنی جسے مستثنیٰ ٹھہرایا جا رہا ہے مستثنیٰ منہ بھی وہی جنس ہو۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر جواز کے لئے اِستثناء مساجد کا کیا جا رہا ہے تو ممانعت بھی بقیہ مساجد ہی کی طرف منسوب ہوگی، نہ کہ دیگر اُمور اور مقاصد کی طرف۔ پس اب حدیث کی تقدیری عبارت یوں ہوگی:

لَا تُشَدُّ الرِّحال إلى مسجد إلا إلى ثلاثة مساجد۔

''سوائے تین مساجد کے کسی اور مسجد کی طرف (ثواب کی زیادتی کی نیت سے) رختِ سفر نہ باندھا جائے۔''

حضور نبی اکرم ﷺ کے اِرشاد کا واضح مطلب یہ ہے کہ مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی فضیلت زیادہ ہے، باقی مساجد نماز پڑھنے کی فضیلت اور ثواب میں برابر ہیں۔ اس لئے ان تینوں مسجدوں کے علاوہ کسی اور مسجد میں ثواب کی زیادتی کی نیت سے سفر کی زحمت برداشت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اس جگہ زیادتیٔ ثواب پر کوئی شرعی دلیل مذکور نہیں۔

اس کی تصریح وتائید خود اِرشادِ نبوی ﷺ سے ہوتی ہے:

لا ينبغي للمطي أن تشد رحاله إلى مسجد ينبغي فيه الصلاة، غير المسجد الحرام، و المسجد الأقصى، و مسجدى هذا۔(۱)

---

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳:۶۴،۳۴

۲۔ ابو یعلیٰ، المسند، ۲:۴۸۹، رقم: ۱۳۲۶

←

’’کسی مسجد میں (زیادہ ثواب کے حصول کے لئے) نماز ادا کرنے کی غرض سے سواری تیار نہ کی جائے، سوائے مسجدِ حرام، مسجدِ اَقصیٰ اور میری اِس مسجد کے۔‘‘

یہ حدیث ’المنتخب من مسند عبد بن حمید (رقم:۹۴۹)‘ میں بھی نقل کی گئی ہے، اور اسے عبد بن حمید نے ابو ہارون عمارہ بن جوین عبدی کے طریق سے بھی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، جیسا کہ آغاز میں بیان کی جانے والی حدیثِ قزعہ ہے۔ ابو ہارون کو عسقلانی نے ’تقریب التہذیب (ص:۴۰۸، رقم: ۴۸۴۰)‘ میں متروک کہا ہے۔

اِس حدیث میں مستثنیٰ منہ صریحاً مذکور ہے جو کہ ’مسجد‘ ہے۔ لہٰذا شرحُ الحدیث بالحدیث کے بعد اب کوئی جواز باقی نہیں رہتا کہ کوئی شخص خواہ مخواہ اپنی طرف سے کسی ایسے لفظ کو مستثنیٰ منہ قرار دے جو نہ تو عربی لغت کے اُسلوب کے مطابق درست ہے اور نہ فصاحت و بلاغتِ نبوی کے لائق ہے، بلکہ خود تصریح و توضیحِ نبوت کے بھی خلاف ہے۔ ثانیاً حدیثِ مذکور میں واضح الفاظ میں فرمایا گیا ہے کہ نماز ادا کرنے کی غرض سے سفر نہ کیا جائے، جس کا مطلب لامحالہ یہ کیا جا سکتا ہے کہ کسی اور مقصد کے لئے سفر کیا جا سکتا ہے۔ اِس کی مزید وضاحت اِس حدیثِ نبوی ﷺ سے بھی ہو جاتی ہے:

لا تُشَدُّ رِحالُ المطی إلی مسجدٍ یُذکَر اللہ فیه إلا إلی ثلاثةِ مساجد: مسجدِ الحرام، و مسجدِ المدینة، و بیت المقدس۔(۱)

’’اللہ کا ذکر کرنے کی نیت سے کسی مسجد کی طرف رختِ سفر نہ باندھا جائے، سوائے اِن تین مساجد کے: مسجدِ حرام، مسجدِ مدینہ اور بیت المقدس۔‘‘

.... ۳۔ طحاوی، مشکل الآثار، ۱:۲۴۳

۴۔ ہیثمی نے ’مجمع الزوائد (۴:۳)‘ میں اِس حدیث کے نفسِ مضمون کو حسن قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ ’الصحیح‘ میں اِسی طرح ہے۔

۵۔ عسقلانی، فتح الباری، ۳:۶۵

(۱) ابو یعلیٰ، المسند، ۲:۴۸۹، رقم: ۱۳۲۶

اِس حدیثِ مبارکہ میں واضح الفاظ میں تین مسجدوں کے علاوہ اس نیت سے کسی اور مسجد کی طرف سفر کرنے سے منع فرمایا گیا ہے کہ اُس میں اللہ کا ذکر کر کے زیادہ ثواب حاصل کیا جائے۔

اِس کی تصریح و تائید اِس حدیثِ نبوی ﷺ سے بھی ہوتی ہے:

عن أبی هريرة أن رسول الله ﷺ قال: إنما يسافر إلی ثلاثة مساجد: مسجد الكعبة، و مسجدی، و مسجد إيلياء۔(۱)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (زیادہ ثواب کے حصول کی نیت سے) صرف اِن تین مساجد کی طرف سفر کیا جائے: مسجدِ کعبہ، میری مسجد اور مسجدِ ایلیاء (بیت المقدس)۔''

اس حدیث مبارکہ میں اُسلوبِ اِستثناء بیان نہیں کیا گیا بلکہ اُسلوبِ حصر اِختیار کیا گیا ہے۔ پچھلی احادیث میں چونکہ اُسلوبِ استثناء تھا اِس لئے یہ اَمر زیرِ بحث تھا کہ مستثنٰی منہ کیا ہے، جبکہ اِس حدیثِ مبارکہ میں اِستثناء کا اُسلوب ہی نہیں۔ لہٰذا یہ بیانِ حصر ہماری پوری بحث کی تصدیق کرتا ہے کیونکہ اِس میں حصر صرف مساجد کا ہے اور باقی مساجد کی طرف سفر کرنے سے منع نہیں فرمایا گیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے طریقِ حصر پر مشتمل ایک اور حدیث اِن الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے:

إنما تُضْرَبُ أكباد المطی إلی ثلاثة مساجد: المسجد الحرام، و مسجدی هذا، و المسجد الاقصیٰ۔(۲)

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، ۲: ۱۰۱۵، کتاب الحج، رقم: ۱۳۹۷
۲۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۵: ۲۴۴، رقم: ۱۰۰۴۴
۳۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۲: ۵۴۵

(۲) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲: ۲۷۶، ۲۷۷، رقم: ۲۱۵۹

←

''صرف تین مساجد کی طرف سفر کے لئے سواری تیار کی جائے: مسجدِ حرام، میری یہ مسجد، اور مسجدِ اقصیٰ۔''

اِن احادیثِ مبارکہ سے تصریح ہوگئی کہ تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد، مقام، شہر یا جگہ کی طرف جزاء وثواب کی نیت کے بغیر سفر کرنا ہرگز ممنوع نہیں اور نہ ہی شَدُّ الرِّحال والی حدیث کا موضوع ہے۔

اِن مساجد میں ادا کی جانے والی نمازوں پر ملنے والے غیر معمولی اَجر وثواب کے حوالے سے بھی متعدّد احادیث ہیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

صلاةٌ فی مسجدی أفضل من ألف صلاةٍ فیما سواه إلا المسجدَ الحرام، و صلاةٌ فی المسجد الحرام أفضل من مائة ألف صلاةٍ فیما سِواهُ۔(۱)

''میری مسجد میں ایک نماز ادا کرنا دوسری مساجد میں ایک ہزار نمازیں (ادا کرنے) سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے، اور مسجد حرام میں (ادا کی ہوئی) ایک نماز (دوسری مساجد میں ادا کردہ) ایک لاکھ نمازوں سے بہتر ہے۔''

یہ حدیث صحیح ہے، اس کی اِسناد صحیح اور رِجال ثقہ ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

صلاة الرجل ...... فی المسجد الأقصیٰ بخمسین ألف صلاة، و

.... ۲۔ ابو یعلیٰ، المسند، ۱۱: ۴۳۵، رقم: ۶۵۵۸

۳۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۳: ۳۷۸، رقم: ۲۸۱۱

طبرانی کی بیان کردہ روایت کی اِسناد صحیح ہے، اور ابو یعلیٰ کی بیان کردہ روایت کے رِجال ثقہ ہیں۔

(۱) ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۸۶، کتاب اِقامۃ الصلوٰۃ والسنہ فیہا، رقم: ۱۴۰۶

صلاته فی مسجدی بخمسین ألف صلاة، و صلاةٌ فی المسجد الحرام بمائة ألف صلاة۔(۱)

’’جو شخص مسجدِ اقصیٰ اور میری مسجد میں نماز پڑھے اُسے پچاس ہزار نمازوں کا اور جو مسجدِ حرام میں نماز پڑھے اسے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔‘‘

مسجد نبوی میں نماز کی فضیلت کے حوالے سے آقائے نامدار ﷺ کا اِرشاد گرامی ہے:

صلاةٌ فی مسجدی هٰذا خیرٌ من ألفِ صلاةٍ فیما سِواهُ، إلا المسجدَ الحرامِ۔(۲)

---

(۱) ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۹۰، ۱۹۱، کتاب اِقامۃ الصلوٰۃ والسنہ فیہا، رقم: ۱۴۱۳
۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۷: ۷، رقم: ۷۰۰۸
۳۔ دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، ۲: ۳۹۰، رقم: ۳۷۲۳
۴۔ مقدسی، فضائل بیت المقدس، ۱: ۵۲، رقم: ۱۹
۵۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۲: ۱۴۰، رقم: ۱۸۳۳

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۳۹۸، کتاب التطوع، رقم: ۱۱۳۳
۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، رقم: ۱۳۹۴
۳۔ نسائی، السنن، ۵: ۱۵۱، ۱۵۲، کتاب مناسک الحج، رقم: ۲۸۹۷۔۲۸۹۹
۴۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۱: ۳۵۷، ابواب الصلاۃ، رقم: ۳۲۵
۵۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۶: ۲۰۲، ابواب المناقب، رقم: ۳۹۱۶
۶۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۸۵، ۱۸۶، کتاب اِقامۃ الصلوٰۃ والسنہ فیہا، رقم: ۱۴۰۴، ۱۴۰۵
۷۔ مالک، الموطا، ۱: ۱۹۶، رقم: ۴۶۲
۸۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۸۴
۹۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۲۵۶، ۲۷۷، ۴۶۶، ۴۸۴
۱۰۔ عبدالرزاق، المصنف، ۵: ۱۲۲، رقم: ۹۱۳۸
۱۱۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۲: ۱۴۷، رقم: ۷۵۱۳ ←

’’میری اس مسجد میں (ادا کی گئی) ایک نماز مسجدِ حرام کے علاوہ دوسری مساجد کی (ادا کی گئی) ہزار نمازوں سے افضل ہے۔‘‘

اِن اَحادیث سے معلوم ہوا کہ اِرشادِ رسولِ اکرم ﷺ کا مطلب تضاعفِ ثواب ہے یعنی زیادہ ثواب کے حصول کی نیت سے سفر کرنا اِن تین مساجد کی طرف جائز ہے، لیکن اِس غرض سے اُن کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف سفر کرنا جائز نہیں۔ وجہ اِس کی یہ ہے کہ درجہ میں تمام مساجد برابر ہیں اور کسی کو کسی پر کثرتِ ثواب کے اِعتبار سے کوئی فضیلت نہیں۔ رہ گیا کسی تاریخی مسجد، مؤمن کی قبر، بزرگ کے مزار یا ثقافتی اہمیت کی جگہ کو دیکھنے (زیارت) کی نیت سے جانا، تو اس میں ہرگز کوئی ممانعت یا مضائقہ نہیں ہے۔

زیارتِ روضۂ اَطہر کی ترغیب

حضور نبی اکرم ﷺ نے مختلف طریقوں سے اَز رَہِ شان و فضیلت کہیں اپنے روضۂ اَقدس، کہیں اپنے بیت مبارک اور کہیں اپنے منبرِ اَقدس کی زیارت کی ترغیب دی ہے۔ اس شان و فضیلت کو بیان کر کے ترغیب دینے کا مقصد یہ ہے کہ اُمت میں اِن مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کا شوق اور رغبت پیدا ہو۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ما بين بيتی و منبری روضة من رياض الجنة، و منبری علی حوضی۔(۱)

.... ۱۲۔ ابو یعلیٰ، المسند، ۱۱: ۲۷، رقم: ۶۱۶۵
۱۳۔ طحاوی، مشکل الآثار، ۴: ۶۹، ۷۰
۱۴۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۵: ۲۴۶، رقم: ۱۰۰۵۶

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۳۹۹، کتاب الجمعہ، رقم: ۱۱۳۸
۲۔ بخاری، الصحیح، ۲: ۶۶۷، کتاب الحج، رقم: ۱۷۸۹
۳۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۴۰۸، کتاب الرقاق، رقم: ۶۲۱۶

←

’’میرے گھر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، اور (روزِ قیامت) میرا منبر میرے حوضِ (کوثر) پر ہو گا۔‘‘

مذکورہ حدیث کی تمام روایات عبید اللہ بن عمر عمری کے طریق سے مروی ہیں، جس نے خبیب بن عبد الرحمٰن سے روایت کیا، اُس نے حفص بن عاصم سے اور حفص بن عاصم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

بیہقی نے ’شعب الایمان (۳:۴۸۶، رقم: ۴۱۴۶)‘ میں کہا ہے کہ یہ صحیحین میں عبید اللہ بن عمر سے مروی ہے۔

عبدالرزاق نے ’المصنف (۳:۱۸۳، رقم: ۵۲۴۳)‘ میں اور امام احمد بن حنبل نے ’المسند (۲:۴۰۱)‘ میں عبید اللہ بن عمر عمری کے بھائی عبد اللہ کے طریق سے بھی روایت لی ہے۔

امام احمد بن حنبل نے ’المسند (۲:۳۹۷، ۵۲۸)‘ میں محمد بن اِسحاق کے طریق سے بھی اِسے روایت کیا ہے۔

طبرانی نے ’المعجم الصغیر (۲:۲۴۹، رقم: ۱۱۱۰)‘ میں یہ روایت یحیٰ بن عباد کے طریق سے اور اُس نے اِسے شعبہ سے اور شعبہ نے خبیب بن عبد الرحمان سے لی ہے۔

ابن ابی شیبہ نے ’المصنف (۶:۳۰۵، رقم: ۳۱۶۵۹)‘ میں، ابن ابی عاصم نے

.... ۴۔ بخاری، الصحیح، ۶:۲۶۷۲، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنہ، رقم: ۶۹۰۴

۵۔ مسلم، الصحیح، ۲:۱۰۱۱، کتاب الحج، رقم: ۱۳۹۱

۶۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲:۳۷۶، ۴۳۸

۷۔ ابن حبان، الصحیح، ۹:۶۵، رقم: ۳۷۵۰

۸۔ طحاوی، مشکل الآثار، ۴:۶۹

۹۔ ابن عبد البر، التمہید، ۲:۲۸۷

۱۰۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۲۵۳

۱۱۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۲:۵۶۴

'السنہ (ص: ۳۳۴، رقم: ۷۳۱)' میں اور بیہقی نے 'السنن الکبریٰ (۵:۲۴۶، رقم: ۱۰۰۶۱)' میں یہ روایت ما بین قبری و منبری (میری قبر اور منبر کی درمیانی جگہ) کے الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے۔

خبیب سے شعبہ کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

و منبری علی ترعة من ترع الجنة۔

''اور میرا منبر جنت کی نہروں میں سے ایک نہر (کوثر کے کنارے) پر (نصب) ہوگا۔''

ابو صالح ذکوان سمان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث اِن الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے:

منبری هذا علی تُرُعة من تُرَع الجنة، و ما بین حُجرتي و منبری روضة من ریاض الجنة۔(۱)

''میرا یہ منبر جنت کی نہروں میں سے ایک نہر (کوثر کے کنارے) پر (نصب) ہوگا، اور میرے گھر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔''

ابوسلمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے صرف یہ الفاظ لئے ہیں:

منبری هذا علی تُرُعة من تُرَع الجنة۔(۲)

---

(۱) احمد بن حنبل نے اِسے 'المسند (۲:۵۳۴)' میں روایت کیا ہے، اور اِس کی اِسناد صحیح ہے۔

(۲) ۱۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۲:۴۸۸، رقم: ۴۲۸۸
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲:۳۶۰
۳۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۵:۲۴۷، رقم: ۱۰۰۶۹
۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۲۵۳

’’میرا یہ منبر جنت کی نہروں میں سے ایک نہر (کوثر کے کنارے) پر (نصب) ہو گا۔‘‘

۲۔ عبد اللہ بن زید مازنی بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ما بین بیتی و منبری روضة من ریاض الجنة۔(۱)

’’میرے گھر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔‘‘

رویانی نے ’المسند (۲:۱۷۹، رقم: ۱۰۰۷)‘ میں یہ حدیث عبد اللہ بن زید مازنی سے محمد بن بشار کے طریق سے عبد الرحمان کے ذریعے اِن الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے:

ما بین قبری و منبری روضة من ریاض الجنة۔

’’میری قبر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔‘‘

امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کو ’المسند (۴:۴۰)‘ میں یونس بن محمد مؤدب کے طریق سے بھی روایت کیا ہے، جبکہ یونس نے اِسے فُلیح سے، اُس نے عبد اللہ بن ابی بکر سے اور اُس نے عباد بن تمیم سے اِن الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے:

ما بین هذه البیوت ...... یعنی بیوته ﷺ ...... إلی منبری روضة من ریاض الجنة، و المنبر علی ترعة من ترع الجنة۔

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱:۳۹۹، کتاب التطوع، رقم: ۱۱۳۷
۲۔ مسلم، الصحیح، ۲:۱۰۱۰، کتاب الحج، رقم: ۱۳۹۰
۳۔ نسائی، السنن، ۲:۲۷، کتاب المساجد، رقم: ۶۹۵
۴۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۱:۲۵۷، رقم: ۷۷۴
۵۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۲:۴۸۹، رقم: ۴۲۸۹
۶۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴:۴۰، ۴۱
۷۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۵:۲۴۷، رقم: ۱۰۰۶۲
۸۔ ابن عبد البر، التمہید، ۱۷:۱۷۹، ۱۸۲

’’(میرے) اِن گھروں اور میرے منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، اور (میرا) منبر جنت کی نہروں میں سے ایک نہر (کوثر کے کنارے) پر (نصب) ہوگا۔‘‘

۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ما بين قبري و منبري روضة من رياض الجنة، و منبري على حوضي۔(۱)

’’میری قبر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، اور (روزِ قیامت) میرا منبر میرے حوضِ (کوثر) پر ہوگا۔‘‘

طحاوی نے یہ حدیث محمد بن بشر عبدی کے طریق سے روایت کی ہے، جس نے عبد اللہ بن عمر عمری سے، اُس نے نافع سے اور اُس نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

طحاوی نے ’مشکل الآثار (۴:۷۰)‘ میں یہ حدیث حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن زید مازنی اور عبد اللہ بن زید خطمی سے بھی لی ہے۔

طبرانی نے ’المعجم الکبیر (۱۲:۲۹۴، رقم:۱۳۱۵۶)‘ میں یہ حدیث محمد بن بشر عبدی کے طریق سے روایت کی ہے، جس نے عبد اللہ بن عمر عمری کے بھائی عبید اللہ بن عمر سے سنی۔ اُس نے ابو بکر بن سالم سے، اُس نے سالم سے اور سالم نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث لی ہے۔

محمد بن منکدر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کو روضۂ اَطہر کے پاس روتے ہوئے دیکھا۔ وہ کہہ رہے تھے: یہی وہ جگہ ہے جہاں (محبوبِ خدا ﷺ کی یاد میں) آنسو بہائے جاتے ہیں۔ میں نے خود حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے

---

(۱) طحاوی، مشکل الآثار، ۴:۶۸، ۶۹

ہوئے سنا ہے:

ما بین قبری و منبری روضة من ریاض الجنة۔(۱)

''میری قبر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔''

۴۔ اُم المؤمنین حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

قوائم منبری رواتب فی الجنة۔(۲)

''میرے اس منبر کے پائے جنت میں جمے ہوئے ہیں۔''

۵۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

من سَرّہُ أن یُصلِی فی روضة من ریاضِ الجنة، فَلیُصَلِّ بین قبری و منبری۔(۳)

''جو یہ خواہش رکھتا ہو کہ وہ جنت کے باغوں میں سے کسی باغ میں نماز پڑھے تو وہ میری قبر اور منبر کے درمیان والی جگہ پر نماز پڑھے۔''

---

(۱) ۱۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳:۴۹۱، رقم:۴۱۶۳
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳:۳۸۹
۳۔ ابو یعلیٰ، المسند، ۲:۱۹۰، رقم: ۱۷۷۸
۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۴:۸

(۲) ۱۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۱:۲۵۷، رقم: ۷۷۵
۲۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۲:۴۸۸، رقم: ۴۲۸۷
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶:۲۸۹
۴۔ عبد الرزاق، المصنف، ۳:۱۸۲، رقم: ۵۲۴۲
۵۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶:۳۱۸، رقم: ۳۱۷۳۴
۶۔ طحاوی، مشکل الآثار، ۴:۶۸

(۳) دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، ۳:۵۳۸، رقم:۵۶۷۶

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اِمام بخاری اور اِمام مسلم جیسے اَجل اَئمہ حدیث نے اپنی کتب میں روضۂ اَطہر اور منبر مبارک کی درمیانی جگہ کی فضیلت سے متعلق اَحادیث بیان کرتے ہوئے اُس کا عنوان اِس طرح رکھا ہے:

i- اِمام بخاری نے 'الصحیح (۱:۳۹۹)' میں 'کتاب التطوع' کے باب نمبر ۱۸ کا عنوان '**فضل ما بین القبر و المنبر**' رکھا ہے۔

ii- اِمام مسلم نے 'الصحیح (۲:۱۰۱۰)' میں 'کتاب الحج' کے باب نمبر ۹۲ کا عنوان '**ما بین القبر و المنبر روضة من رياض الجنة**' رکھا ہے۔

اِن اَحادیثِ مبارکہ میں حضور ﷺ نے اپنی قبرِ انور کی نشاندہی کرتے ہوئے خود فرما دیا کہ میری قبرِ انور میری اَزواجِ مطہرات کے گھروں میں ہے، لہٰذا مَا بَيْنَ بَيْتِی کے الفاظ میں معناً قبرِ اَنور مراد ہے، جبکہ قبرِ اَنور کا ذکر لفظاً (مَا بَيْنَ قَبْرِی) بھی آیا ہے، اور اُن کی زیارت کے لئے جانا ایسا ہے جیسے کوئی شخص جنت میں جاتا ہے۔

زائرِ قبرِ اَنور کے لئے وعدۂ شفاعت

۱۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے روضۂ اَطہر کی زیارت کے حوالے سے اِرشاد فرمایا، جسے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے:

من زارَ قبری، وَجَبَتْ له شفاعتی۔(۱)

---

(۱) ۱۔ دار قطنی، السنن ۲:۲۷۸
۲۔ حکیم ترمذی، نوادر الاصول، ۲:۶۷
۳۔ دولابی، کتاب الکنی و الاسماء، ۲:۶۴
۴۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳:۴۹۰، رقم: ۴۱۵۹، ۴۱۶۰
۵۔ قاضی عیاض، الشفا، ۲:۲۶۶
۶۔ نووی، الایضاح: ۴۴۷
۷۔ سبکی، شفاء السقام فی زیارت خیر الانام: ۳

←

’’جس نے میری قبر کی زیارت کی اُس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔‘‘

ایک دوسری روایت میں ’حلت له شفاعتی‘ کے الفاظ بھی ہیں۔ امام نبہانیؒ ’شواہد الحق فی الاستغاثہ بسید الخلق (ص:۷۷)‘ میں لکھتے ہیں کہ ائمہ حدیث کی ایک جماعت نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

امام سبکیؒ اس حدیث کی چند اِسناد بیان کرنے اور جرح و تعدیل کے بعد فرماتے ہیں: ’’مذکورہ حدیث حسن کا درجہ رکھتی ہے۔ جن احادیث میں زیارتِ قبرِ انور کی ترغیب دی گئی ہے ان کی تعداد دس سے بھی زیادہ ہے، اِن احادیث سے مذکورہ حدیث کو تقویت ملتی ہے اور اِسے حسن سے صحیح کا درجہ مل جاتا ہے۔‘‘

عبد الحق اِشبیلی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ امام سیوطی نے ’مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفا (ص : ۷۱)‘ میں اسے صحیح کہا ہے۔ شیخ محمود سعید ممدوح ’رفع المنارہ (ص : ۳۱۸)‘ میں اس حدیث پاک پر بڑی مفصل تحقیق کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے اور قواعدِ حدیث بھی اِسی رائے پر اِستشہاد کرتے ہیں۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ حضور ﷺ کے روضۂ اقدس کے زائر پر نبی اکرم ﷺ کی شفاعت متحقق اور لازم ہوگئی یعنی اللہ تعالیٰ سے زائر کی معافی و درگزر کی سفارش کرنا لازم ہوگیا۔

.... ۸۔ مقریزی، امتاع الاسماع، ۱۴:۶۱۴، ۶۱۷

۹۔ ابن قدامہ، المغنی، ۳:۲۹۷

۱۰۔ ابن ملقن، خلاصۃ البدر المنیر، ۲:۲۷

۱۱۔ ذہبی نے ’میزان الاعتدال (۶:۵۶۷)‘ میں کہا ہے کہ اسے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے، اور ابن خزیمہ نے ’مختصر المختصر‘ میں نقل کیا ہے۔

۱۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۴:۲

۱۳۔ عسقلانی، تلخیص الحبیر، ۲:۲۶۷

۱۴۔ شوکانی، نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار، ۵:۱۷۹

۱۵۔ عجلونی، کشف الخفا و مزیل الالباس، ۲:۳۲۸، رقم: ۲۴۸۹

اِمام سبکی 'شفاء السقام فی زیارت خیرالانام (ص: ۱۱)' میں رقمطراز ہیں:

''روضۂ اقدس کی زیارت کرنے والے عشاق کو وہ شفاعت نصیب ہوگی جو دوسروں کے حصہ میں نہیں آئے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زائرینِ قبرِ اَنور ایک خاص شفاعت کے مستحق قرار دیئے جائیں گے اور اُنہیں بالخصوص یہ منفرد اِعزاز حاصل ہوگا۔ اس سے یہ مراد بھی لی جاسکتی ہے کہ حضور ﷺ کی قبرِ اَنور کی زیارت کی برکت کے باعث شفاعت کے حقدار ٹھہرنے والے عمومی افراد میں زائر کا شامل ہونا واجب ہوجاتا ہے، بشارت کا فائدہ یہ بھی ہوگا کہ قبرِ رسول ﷺ کا زائر اِسلام پر ہی اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گا۔ یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ فرشتے اور اللہ رب العزت کے مقرب بندے بھی شفاعت کرنے کا اعزاز رکھتے ہیں، لیکن حضور ﷺ کی قبرِ انور کی زیارت کے شرف سے مشرف ہونے والوں کا اعزاز یہ ہے کہ خود آقا ﷺ اُن کی شفاعت فرمائیں گے۔''

۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

من زارنی بالمدینة محتسباً کنت له شهيدا و شفيعا يوم القيامة۔(۱)

---

(۱) ۱۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳: ۴۹۰، رقم: ۴۱۵۷
۲۔ سبکی، شفاء السقام فی زیارت خیرالانام: ۲۸
۳۔ جرجانی، التاریخ، ۱: ۲۲۰، ۴۳۳
۴۔ مقریزی، امتاع الاسماع، ۱۴: ۶۱۴
۵۔ عسقلانی نے 'تلخیص الحبیر (۲: ۲۶۷)' میں اسے مرفوع کہا ہے۔
۶۔ سیوطی، الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور، ۱: ۲۳۷
۷۔ ہندی، کنز العمال، ۱۵: ۶۵۲، رقم: ۴۲۵۸۴
۸۔ شوکانی، نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار، ۵: ۱۷۹

''جس شخص نے خلوصِ نیت سے مدینہ منورہ حاضر ہوکر میری زیارت کا شرف حاصل کیا، میں قیامت کے دن اس کا گواہ ہوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔''

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما روایت کرتے ہیں کہ تاجدارِ کائنات ﷺ نے فرمایا:

من جاءنی زائرًا لا يعمله حاجة إلا زيارتی، کان حقا علیّ أن أکون له شفیعاً يوم القيامة۔(۱)

''جو بغیر کسی حاجت کے صرف میری زیارت کے لیے آیا اُس کا مجھ پر حق ہے کہ میں روزِ قیامت اُس کی شفاعت کروں۔''

ابن السکن نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب 'السنن الصحاح ماثورۃ عن رسول اللہ ﷺ' کے خطبہ میں اس کتاب میں نقل کردہ روایات کو بالاجماعِ ائمہ حدیث کے نزدیک صحیح قرار دیا ہے۔ اِس حدیث مبارکہ کو اُنہوں نے 'کتاب الحج' میں **باب ثواب من زار قبر رسول اللہ ﷺ** میں بھی نقل کیا ہے۔

۴۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہادئ برحق ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

من زار قبری، أو قال: من زارنی کنت له شفیعاً أو شهيداً، و من

---

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۲: ۲۲۵، رقم: ۱۳۱۴۹
۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۵: ۲۷۵، ۶: ۲۷۶، رقم: ۴۵۴۳
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۴: ۲
۴۔ سبکی، شفاء السقام فی زیارت خیر الانام: ۱۳
۵۔ ذہبی نے 'میزان الاعتدال (۶: ۴۱۵)' میں اسے مرفوع کہا ہے۔
۶۔ اندلسی، تحفۃ المحتاج، ۲: ۱۹۰
۷۔ عسقلانی نے 'لسان المیزان (۶: ۲۹)' میں اسے مرفوع قرار دیا ہے۔
۸۔ سیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، ۱: ۲۳۷

مات فی أحد الحرمين بعثه الله من الآمنين يوم القيامة۔(۱)

’’جس نے میری قبر (یا راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:) میری زیارت کی میں اس کا شفیع یا گواہ ہوں گا، اور جو کوئی دو حرموں میں سے کسی ایک میں فوت ہوا اللہ تعالیٰ اُسے روزِ قیامت ایمان والوں کے ساتھ اٹھائے گا۔‘‘

۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور سرورِ کونین ﷺ کا فرمانِ اقدس ہے:

من حج فزار قبری بعد وفاتی، فکأنما زارنی فی حیاتی۔(۲)

---

(۱) ۱۔ طیالسی، المسند، ۱۲، ۱۳، رقم: ۶۵
۲۔ دارقطنی، السنن، ۲: ۲۷۸
۳۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۵: ۲۴۵، رقم: ۱۰۰۵۳
۴۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳: ۴۸۹، رقم: ۴۱۵۳
۵۔ عسقلانی، المطالب العالیہ، ۱: ۳۷۱، رقم: ۱۲۵۳

(۲) ۱۔ دارقطنی، السنن، ۲: ۲۷۸
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۲: ۳۱۰، رقم: ۱۳۴۹۷
۳۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۴: ۲۲۳، رقم: ۳۴۰۰
۴۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۵: ۲۴۶، رقم: ۱۰۰۵۴
۵۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳: ۴۸۹، رقم: ۴۱۵۴
۶۔ خطیب تبریزی نے ’مشکوٰۃ المصابیح (۲: ۱۲۸، کتاب المناسک، رقم: ۲۷۵۶)‘ میں کہا کہ اِسے بیہقی نے ’شعب الایمان‘ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔
۷۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۴: ۲
۸۔ عسقلانی، المطالب العالیہ، ۱: ۳۷۲، رقم: ۱۲۵۴
۹۔ ابن قدامہ، المغنی، ۳: ۲۹۷
۱۰۔ سیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، ۱: ۲۳۷
۱۱۔ ہندی، کنز العمال، ۵: ۱۳۵، رقم: ۱۲۳۶۸

’’جس نے حج کیا پھر میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو گویا اُس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔‘‘

اِستطاعت کے باوُجود زیارت نہ کرنے پر وعید

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کا فرمانِ اَقدس ہے:

من حج البیت و لم یزرنی فقد جفانی۔(۱)

’’جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری (قبرِ اَنور کی) زیارت نہ کی تو اس نے میرے ساتھ جفا کی۔‘‘

ہر چند کہ اِس حدیثِ مبارکہ کے بعض رُواۃ مجروح ہیں، مگر بہت سی دیگر احادیث معناً اِس کی تصدیق کرتی ہیں، جس کی وجہ سے یہ فضائل کے باب میں قبولیت کے درجہ پر پہنچ جاتی ہے۔

حضور ﷺ کا یہ فرمان بڑا واضح ہے بلکہ اِس میں اُمتِ مسلمہ کے لئے کڑی تنبیہ بھی ہے کہ جس مسلمان نے حج کی سعادتِ عظمیٰ حاصل کرکے حضور ﷺ کی زیارت نہ کی اس نے حضور ﷺ کے ساتھ جفا کی۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو حضور ﷺ سے جفا کا مرتکب ہوا کیا اس کا ایمان سلامت رہ گیا؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور زیارتِ قبرِ اَنور

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لیھبطن عیسی ابن مریم حکما عدلا و إماما مقسطا، و لیسلکن

---

(۱) ۱۔ سبکی، شفاء السقام فی زیارت خیرالانام: ۲۱
۲۔ ابن حجر مکی، الجوہر المنظم: ۲۸
۳۔ نبہانی، شواہد الحق فی الاستغاثہ بسید الخلق: ۸۲

فجاً حاجاً أو معتمراً أو بنيتهما، و ليأتين قبری حتی يسلم عليّ و لأردن عليه۔(۱)

''حضرت عیسی بن مریم عادل حاکم اور منصف امام کے طور پر ضرور آئیں گے اور وہ فوری طور حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت سے چل پڑیں گے، اور وہ میری قبر پر ضرور آئیں گے، مجھ پر سلام بھیجیں گے اور میں اُنہیں جواب دوں گا۔''

حاکم نے اس حدیث کو صحیح الاسناد کہا ہے، جبکہ امام ذہبی نے بھی اِسے صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث اِن الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے:

و الذی نفس أبی القاسم بيده! لينزلن عيسی ابن مريم، إماما مقسطا عدلا فليكسرنَّ الصليب، و ليقتلن الخنزير، و ليصلحنَّ ذاتَ البين، و ليذهبن الشحناء و ليعرضنَّ عليه المال فلا يقبله، ثم لئن قام علی قبری، فقال: يا محمد، لأجبتُه۔(۲)

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں ابو قاسم کی جان ہے! عیسیٰ بن مریم (میری اُمت میں) عادل، منصف اور اِمام کے طور پر ضرور آئیں گے، پھر وہ صلیب توڑیں گے اور خنزیر مار دیں گے، متحارب گروہوں میں صلح کروا کر اُن کی دشمنیاں ختم کروا دیں گے۔ اُنہیں مال و دولت پیش کیا جائے گا لیکن وہ اُسے قبول نہیں کریں گے۔ پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہوکر کہیں گے: یا محمد! تو میں اُنہیں ضرور جواب دوں گا۔''

ہیثمی نے 'مجمع الزوائد (۸:۲۱۱)' میں کہا ہے کہ اس حدیث کے رِجال صحیح ہیں۔

---

(۱) حاکم، المستدرک، ۲:۵۹۵، رقم: ۴۱۶۲

(۲) ۱۔ ابو یعلیٰ، المسند، ۱۱:۴۶۲، رقم: ۶۵۸۴

۲۔ عسقلانی، المطالب العالیہ، ۴:۳۴۹، رقم: ۴۵۷۴

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور زیارتِ قبرِ انور

حضور نبی اکرم ﷺ کی قبرِ انور کی زیارت کے حوالہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معمولات درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول

۱۔ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے قربِ رسول ﷺ میں دفن ہونے کے لیے اِجازت طلب کی تاکہ ہمہ وقت قربت و زیارتِ رسول ﷺ سے سیراب ہوتے رہیں۔(۱)

۲۔ جب حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے خط پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو شام کی طرف کوچ کرنے کے لیے شہر سے باہر نکلنے کو کہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے مسجد نبوی میں حاضر ہوکر چار رکعت نماز ادا کی، پھر رسول اللہ ﷺ کے روضۂ اقدس پر حاضری دی اور (بارگاہِ نبوت میں) سلام عرض کیا۔(۲)

۳۔ کعب الاحبار کے قبولِ اسلام کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا: ''کیا آپ حضور نبی اکرم ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت اور فیوض و برکات حاصل کرنے کے لیے میرے ساتھ مدینہ منورہ چلیں گے؟'' تو انہوں نے کہا: ''جی! امیر المؤمنین۔'' پھر جب کعب الاحبار اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے تو سب سے پہلے بارگاہِ سرورِ کونین ﷺ میں حاضری دی اور سلام عرض کیا، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مدفن مبارک پر کھڑے ہوکر اُن کی خدمت میں سلام عرض کیا اور دو رکعت نماز ادا فرمائی۔(۳)

۴۔ امام بخاری روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱:۴۶۹، کتاب الجنائز، رقم: ۱۳۲۸
۲۔ بخاری، الصحیح، ۳:۱۳۵۵، کتاب فضائل الصحابہ، رقم: ۳۴۹۷

(۲) واقدی، فتوح الشام، ۱:۳۰۶، ۳۰۷

(۳) ۱۔ واقدی، فتوح الشام، ۱:۳۱۸
۲۔ ہیتمی، الجوہر المنظم: ۲۷، ۲۸

اللهم! ارزقنی شهادة فی سبیلک، و اجعل موتی فی بلد رسولک ﷺ۔(۱)

''اے اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما اور مجھے اپنے پیارے رسول ﷺ کے شہر میں موت دے۔''

علاوہ ازیں امام بخاری نے 'الصحیح' میں کتاب الجہاد کے تیسرے باب کا عنوان ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ دعا رکھی ہے۔

امام مالکؒ نے یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ بیان کی ہے:

اللهم! إنی أسألک شهادة فی سبیلک، و وفاة ببلد رسولک ﷺ۔(۲)

''اے اللہ! میں تجھ سے تیری راہ میں شہادت اور تیرے رسول ﷺ کے شہر میں فوت ہونے کا سوال کرتا ہوں۔''

۵۔ حضرت مالک دار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أصاب الناس قحط فی زمن عمر، فجآء رجل إلی قبر النبی ﷺ، فقال: یا رسول الله! استسق لأمتک فإنهم قد هلکوا، فأتی الرجل فی المنام، فقیل له: ائت عمر فأقرئه السلام وأخبره أنکم مسقیون، و قل له: علیک الکیس! علیک الکیس! فأتی عمر

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۲:۶۶۸، کتاب فضائل المدینة، رقم: ۱۷۹۱
۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۳:۳۳۱
۳۔ نووی، تہذیب الاسماء واللغات، ۲:۳۲۹
۴۔ عسقلانی، مقدمہ فتح الباری: ۳۵۸

(۲) مالک، الموطا، ۲:۴۶۲، کتاب الجہاد، رقم: ۹۸۹

فأخبره فبكى عمر، ثم قال: يا رب! لا آلو إلا ما عجزت عنه۔(۱)

''حضرت عمر (بن خطاب) رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ قحط میں مبتلا ہوگئے۔ پھر ایک صحابی حضور نبی اکرم ﷺ کی قبرِ اطہر پر آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ (اللہ تعالیٰ سے) اپنی امت کے لئے سیرابی مانگئے کیونکہ وہ ہلاک ہو رہی ہے۔ پھر خواب میں حضور ﷺ اس کے پاس آئے اور فرمایا کہ عمر کے پاس جاکر اسے میرا سلام کہو اور اسے بتاؤ کہ تم سیراب کیے جاؤ گے۔ اور عمر سے کہہ دو: عقلمندی اختیار کرو، عقلمندی اختیار کرو۔ پھر وہ صحابی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کو خبر دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ فرمایا: اے اللہ! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر یہ کہ عاجز ہوجاؤں۔''

امام ابن تیمیہ نے 'اِقتضاء الصراط المستقیم (ص: ۳۷۳)' میں اِس روایت کی تائید کی ہے۔ اِمام ذہبی نے بھی 'تاریخ الاسلام (عہد الخلفاء الراشدین:۲۷۳)' میں اِس روایت کی تائید کی ہے۔ اِمام ابن کثیر نے 'البدایہ والنہایہ (۵:۱۶۷)' میں اس روایت کے بارے میں کہا ہے کہ اس کی اسناد صحیح ہے۔ اسی سند کے ساتھ ابن ابی خیثمہ نے روایت کیا ہے جیسا کہ حافظ عسقلانی 'الاصابہ فی تمیز الصحابہ (۶:۲۷۴)' میں لکھتے ہیں، جبکہ وہ 'فتح الباری (۲:۴۹۵، ۴۹۶)' میں لکھتے ہیں: ''یہ روایت ابن ابی شیبہ نے صحیح اسناد کے ساتھ بیان کی ہے ...... اور سیف بن عمر تمیمی نے 'الفتوح الکبیر' میں یہ بھی نقل کیا ہے کہ خواب

---

(۱) ۱۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶:۳۵۶، رقم: ۳۲۰۰۲
۲۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۷:۴۷
۳۔ ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ۳:۱۱۴۹
۴۔ سبکی، شفاء السقام فی زیارت خیر الانام: ۱۳۰
۵۔ ہندی، کنز العمال، ۸:۴۳۱، رقم: ۲۳۵۳۵
۶۔ خلیلی، کتاب الارشاد فی معرفۃ علماء الحدیث، ۱:۳۱۳، ۳۱۴، بحوالہ: محمود سعید ممدوح، رفع المنارہ: ۲۶۲

دیکھنے والے ایک صحابی حضرت بلال بن حارث مزنی تھے۔ امام قسطلانی نے ’المواہب اللدنیہ (۴:۲۷۶)‘ میں کہا ہے کہ اسے ابن ابی شیبہ نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے جبکہ علامہ زرقانی نے بھی ’شرح (۱۱:۱۵۰، ۱۵۱)‘ میں امام قسطلانی کی تائید کی ہے۔

حیرت ہے کہ بعض لوگوں نے اس صحیح الاسناد قوی حدیث کو بھی ضعیف قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ اُنہوں نے مندرجہ ذیل اعتراض کئے ہیں:

پہلا اعتراض: اس کا ایک راوی ’اَعمش‘ مدلّس ہے۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ اعمش اگرچہ مدلّس ہے لیکن اس کی یہ روایت درج ذیل دو وجوہات کی بنا پر مقبول ہے چاہے اُس کا سماع ثابت ہو یا نہ ہو:

۱۔ اَعمش کا ذکر دوسرے درجے کے مدلِّسین میں کیا گیا ہے اور یہ وہ مدلِّسین ہیں جن سے ائمہ نے اپنی صحیح کتب میں روایات لی ہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ اَعمش کی یہ روایت مقبول ہے۔

۲۔ دوسرا یہ کہ اگر ہم اَعمش کا سماع ثابت ہونے پر ہی یہ روایت قبول کریں جیسا کہ تیسرے یا اس سے نچلے مدارج کے مدلِّسین کے معاملہ میں کیا جاتا ہے تو اَعمش کی یہ روایت مقبول ہوگی کیونکہ اس نے ابو صالح ذکوان سمّان سے روایت نقل کی ہے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں: ’’جب اَعمش لفظ ’عن‘ کے ساتھ روایت کرے تو اس میں احتمالِ تدلیس ہوتا ہے مگر جب اپنے بہت سارے شیوخ مثلا ابراہیم، ابن ابو وائل، ابو صالح سمّان وغیرہ سے روایت کرے تو ان کو اِتصال پر محمول کیا جائے گا۔‘‘(۱)

علاوہ ازیں امام ذہبی نے اسے ثقہ کہا ہے۔

دوسرا اعتراض: علامہ ناصر الدین البانی اپنی کتاب ’التوسُّل، أحکامه و أنواعه‘ میں لکھتے ہیں: ’’ہم اس واقعے کو مستند نہیں مانتے کیونکہ مالک دار کی ثقاہت اور ضبط معروف (known) نہیں اور اصولِ حدیث میں کسی راوی کے مستند ہونے کے لیے یہی دو بنیادی

---

(۱) ذہبی، میزان الاعتدال، ۳:۳۱۶

اصول ہیں۔ امام ابن ابی حاتم رازی نے ’کتاب الجرح و التعدیل (۴:۲۱۳)‘ میں مالک دار کو بیان کرتے ہوئے ابو صالح کے علاوہ کسی اور راوی کا ذکر نہیں کیا جس نے اس سے روایت لی ہو، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مجہول (unknown) ہے۔ اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ ابن ابی حاتم جو خود شیخ الاسلام اور حافظِ حدیث ہیں، نے کسی ایک کا بھی ذکر نہیں کیا جس نے اسے ثقہ قرار دیا ہو۔ اسی طرح حافظ منذری نے مالک دار کے بارے میں کہا ہے کہ میں اسے نہیں جانتا جبکہ امام ہیثمی نے بھی ’مجمع الزوائد‘ میں ایسا ہی کہا ہے۔ ......‘‘

<u>جواب:</u> اِس اعتراض کا بطلان مالک دار کے اُس سوانحی تذکرہ سے ثابت ہے جسے ابن سعد نے مدنی تابعین کے دوسرے طبقے میں بیان کرتے ہوئے کچھ یوں لکھا ہے: ’’مالک دار حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا آزاد کردہ غلام تھا۔ اُس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایات لے کر بیان کیں اور اس سے ابو صالح سمان نے روایات لیں۔ وہ معروف (known) تھا۔(۱)

مزید برآں یہ اعتراض حافظ خلیلی (م:۴۴۵ھ) کے مالک دار پر تبصرے سے غلط ثابت ہوتا ہے: ’’مالک دار (کی ثقاہت) متفق علیہ ہے اور تابعین (Successors) کی جماعت نے اس کی بہت تعریف کی ہے۔‘‘(۲)

اس کے علاوہ حافظ عسقلانی نے مالک دار کا جو سوانحی خاکہ بیان کیا ہے، اس سے بھی یہ اعتراض رَدّ ہوتا ہے:

’’مالک بن عیاض ...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا آزاد کردہ غلام ...... کو مالک دار کہا جاتا تھا۔ اس نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تھا اور اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حدیثیں سنی ہیں۔ اُس نے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت معاذ اور

---

(۱) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۵:۱۲

(۲) خلیلی، کتاب الارشاد فی معرفۃ علماء الحدیث، بحوالہ: غماری، اِرغام المبتدی الغبی بجوازِ التوسُّل بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:۹

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایات لی ہیں۔ اس سے ابو صالح سمان اور اس (مالک دار) کے دو بیٹوں عون اور عبداللہ نے روایات لی ہیں۔

''اور امام بخاری نے 'کتاب التاریخ الکبیر (۷:۳۰۴، ۳۰۵)' میں مالک دار سے ابو صالح ذکوان کے طریق سے روایت لی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زمانۂ قحط میں کہا: اے میرے پروردگار! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر یہ کہ عاجز ہو جاؤں۔

''ابن ابی خیثمہ نے اِنہی الفاظ کے ساتھ ایک طویل روایت نقل کی ہے (جس پر ہم بحث کر رہے ہیں) ...... اور ہم نے 'فوائدِ داؤد بن عمر رضی اللہ عنہ' اور 'الضبی' جسے امام بغوی نے جمع کیا ہے، میں مالکِ دار سے بحوالہ عبد الرحمٰن بن سعید بن یربوع مخزومی روایت نقل کی ہے۔ اس نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن مجھے بلایا، ان کے ہاتھ میں سونے کا بٹوہ تھا جس میں چار سو دینار تھے، اور اُنہوں نے مجھے حکم دیا کہ اسے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاؤں۔ پھر اُس نے بقیہ واقعہ بیان کیا۔

''ابن سعد نے مالک دار کو اہلِ مدینہ تابعین کے پہلے طبقہ میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایات لی ہیں، اور وہ معروف تھا۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُسے اپنے عیال کا نگران مقرر کیا تھا، پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو اُنہوں نے اسے وزیرِ خزانہ بنا دیا اور اِسی لیے اس کا نام مالکِ دار (گھر کا مالک) پڑ گیا۔

''اسماعیل قاضی نے علی بن مدینی سے روایت کیا ہے کہ مالکِ دار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خزانچی تھے۔''(۱)

ابن حبان نے 'الثقات (۵:۳۸۴)' میں مالکِ دار کو ثقہ قرار دیا ہے۔

اب اگر حافظ منذری اور ابن حجر ہیثمی نے مالکِ دار کے بارے میں کہا ہے کہ ہم اسے نہیں جانتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اُسے ثقہ یا غیر ثقہ کچھ بھی نہیں

---

(۱) عسقلانی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، ۶:۲۷۴

کہا۔ تاہم امام بخاری، ابن سعد، علی بن مدینی، ابن حبان اور حافظ ابن حجر عسقلانی جیسے دوسرے اجل محدثین بھی ہیں جو اُسے جانتے ہیں۔ حافظ عسقلانی نے اس کا ذکر 'تہذیب التہذیب (۷:۲۰۲؛ ۸:۱۹۴)' میں بھی کیا ہے۔

مقامِ حیرت ہے کہ علامہ ناصر الدین البانی ان کے قول کو قبول و منتخب کرتے ہیں جو مالک دار کا معاملہ نہیں جانتے اور اُسے ان لوگوں کے قول پر ترجیح دیتے ہیں جو اُسے جانتے ہیں۔ علامہ البانی نے مالک بن عیاض جوُ الدار' کے لقب سے مشہور ہے، کی روایات ردّ کی ہیں جبکہ کبار صحابہ کرام ﷺ نے اُن پر اعتماد کرتے ہوئے انہیں اپنا وزیر بنایا اور وزارتِ خزانہ جیسے اہم محکمے کی ذمہ داریاں اُنہیں تفویض کیں۔ علامہ البانی اس کے برعکس مالک دار کی نسبت کم مرتبے کے حامل لوگوں کی روایت قبول کرتے ہیں۔ ذیل میں اس کی چند مثالیں دی جاتی ہیں:

۱۔ انہوں نے یحییٰ بن عریان ہروی کو 'سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ (۱:۴۹)' میں حسن قرار دیا ہے۔ ان کی دلیل خطیب بغدادی کا 'تاریخ بغداد (۱۴:۱۶۱)' میں وہ قول ہے جس میں وہ یحی بن عریان ہروی کو بغداد کا ایک محدث قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں:

كان ببغداد محدثًا (وہ بغداد کا ایک محدث تھا)۔

یہ بیان بالکل واضح ہے۔ خطیب بغدادی نے یحی بن عریان ہروی پر کوئی جرح و تعدیل کی نہ ہی یہ ظاہر کیا کہ وہ کتنے بلند پائے کا محدث تھا، یا اس کی روایات صحیح یا حسن تھیں۔ اِس کے باوُجود علامہ البانی نے اُسے حسن قرار دیا ہے۔

۲۔ ابو سعید غفاری کو 'سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ (۲:۲۹۸)' میں حسن کہا گیا ہے۔ یہ بیان کرنے کے بعد کہ وہ مجہول (unknown) نہیں رہا چونکہ اس سے روایت لینے والے دو راوی ہیں، وہ لکھتے ہیں: ''پس وہ تابعی ہے۔ حفاظ کی ایک جماعت نے اس کی حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ لہذا حافظ عراقی کا (اس سے مروی روایت کی) اِسناد کو جیّد کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ اسی بات سے مجھے اِنشراحِ صدر حاصل ہوا اور میرا نفس اِس پر مطمئن

ہوا۔‘‘

سوال یہ ہے کہ ابو سعید غفاری اور مالکِ دار کے درمیان فرق کیوں؟

۳۔ صالح بن خوّات کو ’سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ (۲: ۴۳۶)‘ میں حسن قرار دیا ہے کیونکہ ایک جماعت نے اُس سے روایات لی ہیں اور ابن حبان نے اُس کا ذکر ’الثقات‘ میں کیا ہے۔

جبکہ ہماری تحقیق کے مطابق حافظ ابن حجر عسقلانی نے ’تقریب التہذیب (۱: ۲۷۱)‘ میں اسے مقبول کہا ہے اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ آٹھویں طبقہ میں سے تھا۔

تو کیا پہلے طبقے کا راوی مالک دار حسن نہیں ہوگا؟

لہٰذا امام ابن ابی حاتم رازی کا سکوت مالک دار کے مجہول ہونے پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ وہ اس لیے سکوت اختیار کرتے ہیں کہ وہ راوی کے بارے میں جرح و تعدیل نہیں پاتے۔ پس عدمِ جرح و تعدیل سے مراد راوی کی جہالت نہیں کیونکہ جہالت جرح ہے جس کی سکوت سے صراحت ہوتی ہے نہ اُس کی طرف اِشارہ ملتا ہے، بلکہ حقیقت میں اس طرح سے راوی کا جہل ثابت کرنے کی مخالفت کی جاتی ہے۔ کتنے ہی ایسے راوی ہیں جن کے متعلق ابن ابی حاتم رازی خاموش رہتے ہیں حالانکہ دوسرے ائمہ نے ان راویوں پر جرح و تعدیل کی ہے۔ کتبِ اَسماء الرجال اس طرح کی مثالوں سے بھری پڑی ہیں۔

تیسرا اعتراض: ابو صالح ذکوان سمان اور مالک دار کے درمیان اِنقطاع کا گمان ہے۔

جواب: یہ گمان باطل ہے جس کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں۔ اس کے بطلان کے لیے صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ ابو صالح بھی مالک دار کی طرح مدنی تھا اور اُس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث روایت کی ہیں، لہٰذا وہ مدلِّس نہیں۔

یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ کسی سند کے اِتصال کے لیے صرف معاصرت کافی ہے جیسا کہ امام مسلم نے ’الصحیح‘ کے مقدمہ میں اس بات پر اجماع کا ذکر کیا ہے۔

<u>چوتھا اعتراض</u>: اس روایت کا صحیح ہونا حجت نہیں کیونکہ اس کا دار و مدار ایک ایسے شخص پر ہے جس کا نام نہیں لیا گیا۔صرف سیف بن عمر تمیمی کی بیان کردہ روایت میں اُس کا نام 'بلال' بیان کیا گیا ہے اور سیف نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

<u>جواب</u>: یہ اعتراض باطل ہے اِس لیے کہ حجت کا دار و مدار بلال پر نہیں بلکہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عمل پر ہے۔ انہوں نے بلال کو اُس کے فعل سے روکا نہیں بلکہ اُسے تسلیم کیا اور رو دیے۔ پھر فرمایا: ''اے میرے پروردگار! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر یہ کہ عاجز ہوجاؤں۔'' لہٰذا قبرِ انور پر آنے والا شخص خواہ صحابی ہو یا تابعی، اُس کا عدمِ ذکر اِس روایت کی صحت پر اثر انداز نہیں ہوتا۔

اس بحث کا ماحصل یہ ہے کہ مالکِ دار کی بیان کردہ روایت صحیح ہے جیسا کہ ہم نے ابتداء میں بیان کیا، کیونکہ وہ ائمہ و محدثین جنہوں نے اِسے روایت کیا ہے اور کتب تصنیف فرمائی ہیں اُن میں سے کسی ایک نے بھی یہ نہیں کہا کہ یہ گمراہی و کفر ہے اور نہ ہی اُنہوں نے متنِ حدیث پر کسی قسم کا اعتراض کیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی جیسے جلیل القدر صاحبِ علم اِس کا حوالہ دیا اور کہا کہ اِس کی سند صحیح ہے۔ حفاظ حدیث میں اُن کا جو مقام و مرتبہ اور علم و فضل ہے وہ محتاج بیان نہیں۔''

<u>فوائد</u>

اِس روایت سے مندرجہ ذیل اہم نکات مستنبط ہوتے ہیں:

۱۔ توسُّل اور اِستمداد (مدد طلب کرنے) کی نیت سے زیارتِ قبور کے لیے جانا۔

۲۔ اِبتلاء و آزمائش کے وقت کسی فوت شدہ نیک ہستی کی قبر پر جاکر توسُّل کرنا اور اس سے مدد طلب کرنا جائز ہے کیونکہ اگر یہ فعل ناجائز ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس شخص کو ضرور منع فرماتے۔

۳۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبر شریف پر آنے والے شخص کے خواب میں آ کر اُسے بشارت دینا اِس بات پر دلیل ہے کہ غیر اللہ اور فوت شدگان سے مدد طلب کرنا جائز ہے

کیونکہ اگر ایسا کرنا جائز نہ ہوتا تو یہ ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ حضور ﷺ اُس شخص کو منع نہ فرماتے۔

۴۔ بعد اَز وصالِ مبارک ندائے یا رسولَ اللہ کا اِثبات۔

۵۔ صالحین اور اللہ کے مقرّب بندوں کو پکارنے، اُن سے مدد طلب کرنے اور اُنہیں وسیلہ بنانے کا عمل خیر القرون سے چلا آ رہا ہے۔

۶۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس بعد اَز وصال بھی ہدایت و رہنمائی کا منبع ہے۔

۷۔ سلطنت کا سربراہ انتظامی معاملات کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے سرورِ انبیاء ﷺ ہونے کے باوجود ریاستی چینل (channel) کو نہیں توڑا، اور در حقیقت نظم ونسق کی پاسداری کا سبق دیتے ہوئے قبر شریف پر آنے والے شخص کو سربراہِ ریاست کے پاس جانے کا حکم فرمایا۔

۸۔ قبر شریف پر آنے والے شخص نے حضور نبی اکرم ﷺ کو اُمت کا واسطہ دیا جس سے اُمت کے ساتھ حضور ﷺ کی بے پایاں محبت ظاہر ہوتی ہے۔

۹۔ اُمت، مفلوک الحال اور ضعفاء کو وسیلہ بنانے کا جواز۔

۱۰۔ نبی کے سامنے غیر نبی کو وسیلہ بنانے کا جواز۔

۱۱۔ جو شخص بھی حضور نبی اکرم ﷺ سے تعلق استوار کرے اور اپنی نسبت کو پختہ کرے تو آقائے نامدار ﷺ اپنے اُس غلام کو ضرور اپنے دیدار سے مشرف فرماتے ہیں اور اپنی عطاؤں کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے نامِ محمد ﷺ کی غلامی کا پٹہ ڈالنے والے کو فیوض و برکات سے نوازتے ہیں۔

۱۲۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو بعد اَز وصال بھی اپنی اُمت یا اِس کے کسی حکمران کی کمزوریوں کا علم ہوتا ہے اور آپ ﷺ اِن کمزوریوں کو رفع کرنے کے لیے مختلف اَحکامات صادر فرماتے ہیں۔

۱۳۔ عظیم اور اہل اللہ ہستیوں سے اُن کے وصال کے بعد راہنمائی طلب کرنا۔

۱۴۔ آقائے دو جہاں ﷺ کے بعد اَز وصال ملنے والے اَحکامات کو صحابہ کا حق و سچ ماننا۔

۱۵۔ خواب میں ملنے والے احکامات کا دوسروں پر نفاذ۔

۱۶۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے مُوَحِّد کے سامنے توسُّل و استمداد (مدد طلب کرنے) کی بات کی گئی تو آپ نے اُس سے منع نہیں فرمایا بلکہ سن کر رو پڑے اور اُسے حق جان کر جواب دیا۔

۱۷۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سرورِ دوجہاں ﷺ سے عشق کہ محبوب خدا ﷺ کا ذکر سنتے ہی آپ رضی اللہ عنہ پر رِقّت طاری ہوگئی۔

۲۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا معمول

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور نبی اکرم ﷺ کے وِصال مبارک کے بعد مسجدِ نبوی میں داخل ہوئے۔ جب حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے دولت کدہ پر نظر پڑی تو بے ساختہ رو دیے۔ پھر روضۂ اقدس پر حاضری دی اور محبوب ﷺ کی یاد میں خوب آنسو بہائے، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا:

و عليكما السلام يا أخوی و رحمة الله، قد كنتما هاديين مهديين، خرجتما من الدنيا خميصين۔(۱)

”اے میرے بھائیو! آپ پر سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو۔ آپ دونوں ہدایت دینے والے اور ہدایت یافتہ تھے (اور) آپ دنیا سے خالی ہاتھ رخصت ہوئے۔“

---

(۱) دارقطنی، السنن

....

←

۳۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے اِس ظاہری دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد اکثر روضہ مبارک پر حاضر ہوا کرتی تھیں۔(۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اہلِ مدینہ کو قحط سالی کے خاتمے کے لئے قبرِ انور پر حاضر ہو کر توسل کرنے کی تلقین فرمائی۔ امام دارِمی صحیح اسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

قحط أهل المدينة قحطًا شديدًا فشكوا إلى عائشة، فقالت: انظروا قبر النبي ﷺ فاجعلوا منه كُواً إلى السماء، حتى لا يكون بينه و بين السماء سقف، قال: ففعلوا فمطروا مطراً حتى نبت العشب، و سمنت الإبل حتى تفتقت من الشحم، فسمي ’عام الفتق‘۔(۲)

---

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶:۲۰۲
۲۔ حاکم، المستدرک، ۳:۶۱، رقم: ۴۴۰۲
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸:۲۶
۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۹:۳۷
۵۔ مقریزی، اِمتاعُ الاسماع، ۱۴:۶۰۷
ہیثمی کا کہنا ہے کہ اسے احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے رِجال صحیح ہیں۔

(۲) ۱۔ دارمی، السنن، ۱:۵۶، رقم: ۹۲
۲۔ ابن جوزی، الوفا باحوال المصطفیٰ: ۸۱۷، ۸۱۸، رقم: ۱۵۳۴
۳۔ سبکی، شفاء السقام فی زیارت خیر الانام: ۱۲۸
۴۔ مقریزی، امتاع الاسماع، ۱۴:۶۱۵
۵۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۴:۲۷۶
۶۔ سمہودی، وفاء الوفا، ۲:۵۶۰
۷۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۱۱:۱۵۰
۸۔ عبدالحق محدث دہلوی، اشعۃ اللمعات، ۴:۵۹۹

''مدینہ کے لوگ سخت قحط میں مبتلا ہوگئے تو انہوں نے حضرت عائشہ آپ رضی اللہ عنہا سے (اپنی دگرگوں حالت کی) شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: حضور ﷺ کی قبر مبارک کے پاس جاؤ اور اس سے ایک کھڑکی آسمان کی طرف اس طرح کھولو کہ قبر انور اور آسمان کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ رہے۔ راوی کہتے ہیں کہ ایسا کرنے کی دیر تھی کہ بہت زیادہ بارش ہوئی حتی کہ خوب سبزہ اُگ آیا اور اونٹ اتنے موٹے ہوگئے کہ (محسوس ہوتا تھا) جیسے وہ چربی سے پھٹ پڑیں گے۔ لہٰذا اُس سال کا نام ہی 'عامُ الفتق (سبزہ و کشادگی کا سال)' رکھ دیا گیا۔''

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مدینہ کے لوگوں کو رحمتیں اور برکتیں حاصل کرنے کے لیے حضور نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کو وسیلہ بنانے کی ہدایت فرمائی، جس سے اہل مدینہ پر طاری شدید قحط ختم ہوگیا، اور موسلا دھار بارش نے ہر طرف بہار کا سماں پیدا کردیا۔ جہاں انسانوں کو غذا ملی وہاں جانوروں کو چارا ملا، اِس بارش نے اہل مدینہ کو اتنا پر بہار بنا دیا کہ انہوں نے اس پورے سال کو **'عام الفتق** (سبزہ اور کشادگی کا سال)' کے نام سے یاد کیا۔

بعض لوگوں نے اس روایت پر اعتراضات کئے ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی سند کمزور ہے، لہٰذا یہ روایت بطور دلیل پیش نہیں کی جاسکتی۔

اس حدیث کی سند یہ ہے:

''ابونعمان نے سعید بن زید سے، اس نے عمرو بن مالک سے اور اس نے ابوالجوزاء اوس بن عبداللہ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔''

ذیل میں ان راویوں پر کئے جانے والے اعتراضات اور ان کا رَدّ پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ **ابونعمان عارم** کا نام محمد بن الفضل سدوسی تھا۔ وہ دراصل قابلِ اعتماد راوی

تھا، جیسا کہ امام ذہبی 'میزان الاعتدال (۲۹۸:٦)' میں رائے دیتے ہوئے کہتے ہیں: ''وہ امام بخاری کا شیخ اور حدیثیں یاد رکھنے والا، انتہائی راست باز تھا۔'' اس پر یہ اعتراض وارد کیا جاتا ہے کہ عمر کے آخری حصے میں مختلط ہوگیا۔ محدث برہان الدین حلبی اپنی کتاب 'المقدمہ' میں اسے ان راویوں کے ساتھ ذکر کرتے ہیں جو اواخرِ عمر میں مختلط ہوگئے۔ امام حلبی کہتے ہیں: ''ایسے راویوں کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر لوگ اُن کے اِختلاط سے قبل کی روایات لیں تو وہ قبول کی جائیں گی جبکہ اِختلاط کے بعد کی روایات قبول نہیں کی جائیں گی۔ اور اگر ایسے لوگ روایات لیں جن کے بارے ہم میں ہم یہ نہیں جانتے کہ انہوں نے اختلاط سے پہلے روایت لی ہے یا بعد میں، تو وہ روایت بھی قبول نہیں کی جائے گی۔'' معترضین کا کہنا ہے کہ چونکہ ہم نہیں جانتے کہ یہ روایت ابونعمان نے اپنی یادداشت کے اختلاط سے پہلے بیان کی ہے یا بعد میں، لہذا یہ روایت بطور استشہاد نہیں لی جاسکتی۔

یہ اعتراض در حقیقت بے وقعت اور غیر معتبر ہے کیونکہ جو کچھ ابونعمان کی روایت سے آگے بیان کیا گیا ہے، اس کے اختلاط نے اُسے متاثر نہیں کیا۔ جیسا کہ امام ذہبی 'میزان الاعتدال (۲۹۸:٦)' میں لکھتے ہیں: ''دارقطنی کہتے ہیں کہ وہ عمر کے آخری حصے میں مختلط ہوگیا لیکن اِختلاط کے بعد کوئی منکر حدیث اس سے ظاہر نہیں ہوئی اور وہ ثقہ راوی ہے۔ میں کہتا ہوں یہ اس حافظِ عصر کا قول ہے کہ جن جیسا عبقری امام نسائی کے بعد کوئی نہیں آیا۔'' ابن حبان کا کہنا ہے کہ اختلاط کے بعد ابونعمان کی روایات میں بہت سی مناکیر واقع ہوئی ہیں۔ امام ذہبی نے اس قول کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ابن حبان کوئی ایک بھی منکر حدیث بطور حوالہ پیش کرنے سے قاصر رہے ہیں اور حقیقت وہی ہے جو امام دارقطنی نے بیان کی ہے۔

حافظ عراقی نے 'التقیید و الایضاح (ص:۴٦۱)' میں اقرار کیا ہے کہ امام ذہبی نے ابن حبان کے اس قول کا رد کیا ہے۔ امام ذہبی نے 'الکاشف (۲۱۰:۲)' میں وضاحت کی ہے کہ تغیر موت سے پہلے واقع ہوا مگر پھر اس نے حدیث روایت نہیں کی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی 'تقریب التہذیب (۵۰۲:۱)' میں فرماتے ہیں کہ ابو

نعمان کا ثقہ ہونا ثابت ہے جبکہ تغیر اَواخرِ عمر میں واقع ہوا۔

ہماری تحقیق کے مطابق ابونعمان کا اختلاط اس کے لئے نقصان دہ ہے نہ اُس کی ثقاہت پر طعن کا سبب ہے کیونکہ امام بخاری نے 'الصحیح' میں ایک سو (۱۰۰) کے قریب روایات اس سے لی ہیں اور اس کے اختلاط کے بعد اس سے کوئی روایت نہیں لی گئی جیسا کہ امام دارقطنی نے کہا ہے۔(۱)

امام بخاری کے علاوہ امام احمد بن حنبل، عبداللہ بن محمد مسندی، ابن ابو حاتم رازی اور ابوعلی محمد بن احمد بن خالد زریقی نے بھی ابونعمان کے اختلاط سے قبل اس سے روایات سنی ہیں۔(۲)

امام دارمی اجل حفاظِ حدیث اور امام بخاری و ذہلی کے شیوخ میں سے ہیں۔ لہذا یہ ناممکن ہے کہ وہ ابونعمان کے اختلاط کے بعد اس سے روایت لیں۔

۲۔ **سعید بن زید ابوالحسن بصری** جو کہ حماد بن زید کا بھائی ہے، پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ کسی حد تک ضعیف ہے، کیونکہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس کے بارے میں 'تقریب التہذیب (۱:۲۳۶)' میں کہا ہے: 'صدوق له أوهام' یعنی ہے تو انتہائی راست باز لیکن بعض اوقات غلطی کر جاتا ہے۔ امام ذہبی 'میزان الاعتدال (۳:۲۰۳)' میں لکھتے ہیں: ''یحی بن سعید نے اسے ضعیف کہا ہے، سعدی کا کہنا ہے کہ وہ حجت نہیں بلکہ اس کی

---

(۱) اِس کے چند حوالہ جات درج ذیل ہیں:
۱۔ بخاری، الصحیح، ۱:۳۳، کتاب العلم، رقم: ۶۰
۲۔ بخاری، الصحیح، ۱:۹۶، کتاب الوضوء، رقم: ۲۴۱
۳۔ بخاری، الصحیح، ۱:۱۰۵، کتاب الغسل، رقم: ۲۶۷
۴۔ بخاری، الصحیح، ۱:۱۱۵، کتاب الحیض، رقم: ۲۹۷
۵۔ بخاری، الصحیح، ۱:۱۷۸، کتاب المساجد، رقم: ۴۵۶
۶۔ بخاری، الصحیح، ۱:۱۸۰، کتاب المساجد، رقم: ۴۶۱

(۲) عراقی، التقیید والایضاح:۴۶۲

احادیث ضعیف ہیں اور امام نسائی وغیرہ نے کہا ہے کہ وہ قوی نہیں ہے۔''

معترضین کا مذکورہ بیانات کا حوالہ دینا جزوی اور تعصب پر مبنی ہے اوران کی دلیل صرف اپنے تصورات کے مطابق ہے۔ ذیل میں اس اعتراض کا تفصیل وار جواب دیا جاتا ہے:

امام ذہبی 'الکاشف (۱:۴۳۶)' میں لکھتے ہیں کہ سعید بن زید پر ضعف کا الزام لگانا صحیح نہیں کیونکہ امام مسلم نے اس سے روایات لی ہیں اور ابن معین نے اسے ثقہ کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے مفصل بیان کیا ہے:

''امام بخاری نے کہا کہ مسلم بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن زید ابو الحسن 'صدوق (انتہائی راست باز)' اور 'حافظ' ہے۔(۱)

''امام دوری نے ابن معین سے روایت کیا کہ سعید بن زید ثقہ راوی ہے۔

''ابن سعد نے اسے ثقہ راوی کہا ہے۔(۲)

''امام عجلی نے کہا کہ وہ بصرہ سے تعلق رکھتا ہے اور وہ ثقہ راوی ہے۔

''ابو زرعہ نے کہا کہ میں نے سلیمان بن حرب کو کہتے سنا کہ سعید بن زید ثقہ ہے۔

''ابو جعفر دارمی نے کہا: حبان بن ہلال نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن زید نے ہمیں روایت بیان کی اور وہ صدوق و حافظ ہے۔

''ابن عدی نے 'الکامل (۳:۳۷۶، ۳۷۷)' میں کہا ہے کہ سعید بن زید صدوق اور حافظ ہے۔ اس نے کوئی منکر روایت بیان نہیں کی سوائے اس کے کہ کوئی اور اسے بیان

---

(۱) بخاری، التاریخ الکبیر، ۳:۲:۴۷۲

(۲) ابن سعد، الطبقات الکبری، ۷:۲۸۷

کرے اور وہ میرے نزدیک صدق کی قسم (راست بازوں) کے راویوں میں سے ہے۔'' (۱)

مراکش کے مشہور محدث عبداللہ بن محمد غماری اپنی کتاب 'اِرغام المبتدی الغبی بجواز التوسُّل بالنبی ﷺ' میں لکھتے ہیں: ''امام احمد بن حنبل نے سعید بن زید کے متعلق 'لَیْسَ بِهٖ بَأسٌ' کہا ہے جس کا معنی ہے کہ اس پر کوئی اعتراض نہیں یعنی وہ بالکل صحیح ہے(۲)۔ امام احمد کی یہ اصطلاح معناً ثقہ کے ساتھ متماثل ہے جو کہ مستند راویانِ حدیث کے اعلیٰ درجوں میں سے ایک درجہ ہے۔''

ابن معین بھی لیس به بأس سے مراد ثقہ لیتے ہیں۔(۳)

محدث ابن صلاح نے 'المقدمہ' میں، امام سخاوی نے 'فتح المغیث' میں، حافظ عسقلانی نے 'ہدی الساری مقدمہ فتح الباری' میں اور امام نووی کی 'التقریب والتیسیر' کے مؤلف نے لیس به بأس اور ثقہ کی اصطلاحوں کو یکساں قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ تیسری صدی ہجری کے بہت سے محدثین مثلاً ابن معین، ابن المدینی، امام احمد، ابوزرعہ، ابن ابی حاتم رازی اور یعقوب بن سفیان فساوی وغیرہ نے بھی لیس به بأس کو ثقہ کے درجہ کے برابر قرار دیا ہے۔

۳۔ **عمرو بن مالک نکری** کو ابن حبان نے ثقہ کہا ہے، جیسا کہ حافظ عسقلانی اس کے بارے میں 'تہذیب التہذیب (۸:۸۴)' میں لکھتے ہیں: ''ابن حبان نے اسے اپنی کتاب 'الثقات' میں ذکر کیا ہے۔'' لہٰذا ابن حبان کا اس کی ثقاہت قبول کرنا برحق ہے اور اس میں کوئی شک نہیں اور اس پر اعتماد کرتے ہوئے حافظ ابن حجر عسقلانی نے 'تقریب التہذیب (۱:۴۲۶)' میں عمرو بن مالک نکری کے بارے میں 'صدوق له أوهام' کہا ہے۔

---

(۱) عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۴:۲۹

(۲) امام احمد کا یہ قول امام ذہبی نے 'میزان الاعتدال (۲:۲۰۳)' میں اور حافظ عسقلانی نے 'تہذیب التہذیب (۴:۲۹)' میں بیان کیا ہے۔

(۳) عسقلانی، لسان المیزان، ۱:۱۳

حافظ ابن حجر کے قول 'صدوق' سے عمرو بن مالک نکری کے صواب کا پتہ چلتا ہے اور انہوں نے اس لفظ کو مقدم بھی کیا ہے۔ شیخ محمود سعید ممدوح اپنی کتاب 'رفع المنارہ (ص:۲۵۸)' میں اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن احمد نے اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے: ''أنه كأنه ضعفه''، انہوں نے اسے ضعیف کہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ لفظ 'کأنّ' ظن وگمان ہے، اس سے حجت قائم نہیں ہوسکتی۔''

حسن بن موسی اشیب کے بارے میں جب عبداللہ بن علی بن مدینی نے 'و كأنه ضعفه' کہا تو حافظ عسقلانی نے 'ہدی الساری مقدمہ فتح الباری (ص:۳۹۷)' یہی کہا: ''هذا ظن، لا تقوم به حجة (یہ گمان ہے، اس لیے اس سے حجت قائم نہیں ہوسکتی)۔''

پس عمرو بن مالک نکری کی ثقاہت میں اس بیان کے بعد کوئی شک وشبہ نہیں، اسی کی توضیح امام ذہبی نے 'میزان الاعتدال (۵:۳۴۲)' اور 'المغنی (۲:۴۸۸)' میں کی ہے۔ شیخ محمود سعید ممدوح لکھتے ہیں:

''ابن عدی نے 'الکامل (۵:۱۵۰)' میں عمرو بن مالک نکری کو عمرو بن مالک راسبی کے ساتھ ملا دیا ہے اور اسے منکر الحدیث کہا ہے۔ اس بات کی وضاحت امام ذہبی نے 'میزان الاعتدال (۵:۳۴۲)' اور 'المغنی (۲:۴۸۸)' میں جبکہ حافظ عسقلانی نے 'تہذیب التہذیب (۸:۸۴)' میں کی ہے اور عمرو بن مالک نکری کو عمرو بن مالک راسبی سے الگ بیان کیا ہے اور ابن عدی کے اختلاط کی وضاحت بھی کی ہے جس کی وجہ سے بعض محدثین نے عمرو بن مالک نکری کو ضعیف کہا اور انہوں نے ایسا صرف ابن عدی کی تقلید میں بغیر غلطی کے کیا ہے، جیسا کہ محدث ابن جوزی نے 'کتاب الموضوعات (۲:۱۴۵)' اور امام ابن تیمیہ نے 'التوسُّل والوسیلۃ' میں کیا۔''

علامہ ناصر الدین البانی نے 'تعليق على فضل الصلاة على النبی ﷺ (ص:۸۸)' میں لکھا ہے: ''عمرو بن مالک نکری ثقہ ہے جیسا کہ امام ذہبی نے کہا ہے۔'' انہوں نے اپنی ایک اور کتاب 'سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ (۵:۶۰۸)' میں بھی اسے ثقہ کہا ہے۔

۴۔ **ابو الجوزاء اوس بن عبداللہ** سے کثیر لوگوں نے روایات لی ہیں اور اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا سماع بھی ثابت شدہ امر ہے۔ دلیل کے لیے صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ امام مسلم نے ابو الجوزاء کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث بیان کی ہے۔ اِمام بخاری فرماتے ہیں:

و قال لنا مسدد، عن جعفر ابن سليمان، عن عمرو بن مالك النكرى، عن أبى الجوزاء، قال: أقمت مع ابن عباس و عائشة اثنتى عشرة سنة، ليس من القرآن آية إلا سألتهم عنها۔(۱)

''ہمیں مسدد نے کہا، اس نے جعفر بن سلیمان سے، اس نے عمرو بن مالک نکری سے اور اس نے ابو الجوزاء سے روایت کیا: میں حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بارہ سال تک رہا اور قرآن کی کوئی آیت ایسی نہ تھی جس کے بارے میں میں نے ان سے نہ پوچھا ہو۔''

پس جب ابو الجوزاء کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ملاقات یقین کے ساتھ ثابت ہوگئی تو وہ مدلّس نہ رہا۔ لہٰذا اُس کی روایت کو سماع پر محمول کیا جائے گا جو نہ صرف امام مسلم بلکہ جمہور کا بھی مذہب ہے۔

ابو نعیم اصبہانی نے 'حلیۃ الاولیاء' میں 'عن عائشة' کے الفاظ کے ساتھ ابو الجوزاء کی کافی روایات صحیح قرار دی ہیں۔

ابن قیسرانی نے 'سَمِع عائشة' کے الفاظ کے ساتھ ابو الجوزاء سے مروی روایت بیان کی ہے۔(۲)

پس اس مفصل بحث سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اِسناد حسن یا صحیح ہے۔ علماء نے

---

(۱) بخاری، التاریخ الکبیر، ۲:۱۶، ۱۷

(۲) ابن قیسرانی، الجمع بين الصحيحين، ۱:۴۶، بحوالہ: محمود سعید ممدوح، رفع المنارہ: ۲۶۱

اِسے قبول کیا اور بہت سی ایسی اسناد سے استشہاد کیا ہے جو اس جیسی ہیں یا اس سے کم مضبوط ہیں۔ لہٰذا اس روایت کو بطور دلیل لیا جائے گا کیونکہ امام نسائی کا مسلک تھا کہ جب تک تمام محدثین ایک راوی کی حدیث کے ترک پر متفق نہ ہوں، اس کی حدیث ترک نہ کی جائے۔(۱)

ایک اور اعتراض اس روایت پر یہ کیا جاتا ہے کہ یہ موقوف ہے یعنی صرف صحابیہ تک پہنچتی ہے، اور یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے، حضورﷺ کا فرمان نہیں ہے۔ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک اس کی اسناد صحیح بھی ہوں تو یہ دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ یہ ذاتی رائے پر مبنی ہے اور بعض اوقات صحابہ کی ذاتی رائے صحیح ہوتی ہے اور بعض اوقات غلط بھی ہوتی ہے، لہذا ہم اس پر عمل کرنے کے پابند نہیں۔

اس بے بنیاد اعتراض کا سادہ لفظوں میں جواب یہ ہے کہ نہ صرف اس روایت کی اسناد صحیح اور مستند ہیں بلکہ کسی بھی صحابی نے نہ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تجویز کردہ عمل پر اعتراض کیا اور نہ ہی ایسا کوئی اعتراض مروی ہے جس طرح حضرت مالک دار رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت میں اس آدمی پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا جو قبرِ مصطفیٰ ﷺ پر آ کر بارش کے لیے دعا کرتا ہے۔ یہ روایتیں صحابہ کا اجماع ظاہر کرتی ہیں اور ایسا اجماع بہرطور واثق و لازم ہوتا ہے۔ کوئی شخص اس عمل کو ناجائز یا بدعت نہیں کہہ سکتا کہ جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سکوت نے جائز یا مستحب قرار دیا ہو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کے لزوم کے بارے میں امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

رأيهم لنا خير من رأينا لأنفسنا۔(۲)

”ہمارے لیے ان کی رائے ہمارے بارے میں ہماری اپنی رائے سے بہتر ہے۔“

---

(۱) عسقلانی، شرح نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر: ۲۳۳

(۲) ابن قیم، اعلام الموقعین عن رب العالمین، ۲: ۱۸۶

امام ابن تیمیہ نے اس روایت پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ جھوٹ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پوری زندگی میں روضۂ اقدس کی چھت میں اس طرح کا کوئی سوراخ موجود نہیں تھا۔ یہ اعتراض کمزور ہے کیونکہ امام دارمی اور ان کے بعد آنے والے ائمہ و علماء اس طرح کی تفصیل متأخرین سے زیادہ بہتر جانتے تھے۔ مثال کے طور پر مدنی محدث و مؤرخ امام علی بن احمد سمہودی نے امام ابن تیمیہ کے اعتراض کا ردّ اور امام دارمی کی تصدیق کرتے ہوئے 'وفاء الوفاء (۲:۵۶۰)' میں لکھا ہے:

''زین المراغی نے کہا: 'جان لیجئے کہ مدینہ کی لوگوں کی آج کے دن تک یہ سنت ہے کہ وہ قحط کے زمانہ میں روضۂ رسول کے گنبد ...... جو کہ گنبدِ خضریٰ ہے ...... کی تہہ میں قبلہ رُخ ایک کھڑکی کھولتے اگرچہ قبر مبارک اور آسمان کے درمیان چھت حائل رہتی۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارے دور میں بھی مقصورہ شریف، جس نے روضہ مبارک کو گھیر رکھا ہے، کا باب المواجہ یعنی چہرۂ اقدس کی جانب کھلنے والا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور لوگ وہاں (دعا کے لیے) جمع ہوتے ہیں۔''

حضور ﷺ کی قبرِ انور کے پاس جاکر حضور ﷺ کے توسُّل سے دعا کرنے کا معمول عثمانی ترکوں کے زمانے یعنی بیسویں صدی کے اوائل دور تک رائج رہا، وہ یوں کہ کہ جب قحط ہوتا اور بارش نہ ہوتی تو اہلِ مدینہ کسی کم عمر سید زادہ کو وضو کروا کر اوپر چڑھاتے اور وہ بچہ اس رسی کو کھینچتا جو قبرِ انور کے اوپر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مطابق سوراخ کے ڈھکنے کو بند کرنے کے لئے لٹکائی ہوئی تھی۔ اس طرح جب قبرِ انور اور آسمان کے درمیان کوئی پردہ نہ رہتا تو بارانِ رحمت کا نزول ہوتا۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام نافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب بھی سفر سے واپس لوٹتے تو حضور ﷺ کے روضۂ اقدس پر حاضری دیتے اور عرض کرتے:

السلام علیک یا رسول اللہ! السلام علیک یا أبا بکر! السلام علیک یا أبتاہ!(۱)

''اے اللہ کے (پیارے) رسول! آپ پر سلامتی ہو، اے ابوبکر! آپ پر سلامتی ہو، اے ابا جان! آپ پر سلامتی ہو۔''

قاضی عیاض نے 'الشفا (۲:۶۷۱)' میں جو روایت نقل کی ہے اس میں ہے کہ حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سو (۱۰۰) سے زائد مرتبہ قبرِ انور پر حاضری دیتے ہوئے دیکھا ہے اور مقریزی نے بھی 'اِمتاع الاسماع (۱۴:۶۱۸)' میں یہی نقل کیا ہے۔ ابن الحاج مالکی نے 'المدخل (۱:۲۶۱)' میں اِس کی تائید کی ہے۔ علاوہ ازیں ابن حجر مکی نے 'الجوہر المنظم (ص:۲۸)' اور زرقانی نے 'شرح المواہب اللدنیہ (۱۲:۱۹۸)' میں یہ روایت نقل کی ہے۔

عبداللہ بن دینار بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ جب سفر سے واپس لوٹتے تو مسجد (نبوی) میں داخل ہوتے اور عرض کرتے:

السلام علیک یا رسول اللہ! السلام علی أبی بکر! السلام علی أبی۔

---

(۱) ۱۔ عبدالرزاق، المصنف، ۳:۵۷۶، رقم: ۶۷۲۴
۲۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۳:۲۸، رقم: ۱۱۷۹۳
۳۔ ابن اسحاق ازدی، فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ: ۹۱، رقم: ۹۹
۴۔ ابن اسحاق ازدی نے 'فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ (ص:۹۲، رقم:۱۰۰)' میں حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری سند سے بھی اِسے روایت کیا ہے۔
۵۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۵:۲۴۵، رقم: ۱۰۰۵۱
۶۔ نووی، الایضاح: ۴۵۳
۷۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۴:۵۸۲
عبدالزاق کی بیان کردہ رِوایت کی اِسناد شیخین کی شرائط کے مطابق صحیح ہیں۔

’’اے اللہ کے (پیارے) رسول! آپ پر سلامتی ہو، ابوبکر پر سلامتی ہو (اور) میرے والد پر بھی سلامتی ہو۔‘‘

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر دو رکعات نماز ادا فرماتے۔(۱)

۵۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

حضرت ابو اِمامہ بیان کرتے ہیں:

’’میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو قبرِ مبارک پر آتے دیکھا، انہوں نے (وہاں آ کر) توقف کیا، اپنے ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ نماز ادا کرنے لگے ہیں۔ پھر انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کیا، اور واپس چلے آئے۔‘‘(۲)

اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم صرف بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں سلام عرض کرنے کا شرف حاصل کرنے کے لئے مسجدِ نبوی میں آتے۔

۶۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

محمد بن منکدر روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب روتے ہوئے دیکھا۔ وہ کہہ رہے تھے:

هٰهنا تسكب العبرات، سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول: ما بين

---

(۱) ۱۔ ابن اسحاق ازدی، فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۹۰، ۹۱، رقم: ۹۷، ۹۸

۲۔ ابن حجر عسقلانی نے ’المطالب العالیہ (۱:۳۷۱، رقم: ۱۲۵۰)‘ میں عمر بن محمد کی اپنے والد سے نقل کردہ روایت بیان کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہیں۔

(۲) ۱۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳:۴۹۱، رقم: ۴۱۶۴

۲۔ قاضی عیاض، الشفا، ۲:۶۷۱

۳۔ مقریزی، اِمتاع الاسماع، ۱۴:۶۱۸

قبری و منبری روضة من ریاض الجنة۔(۱)

''یہی وہ جگہ ہے جہاں (فراقِ مصطفیٰ ﷺ) میں آنسو بہائے جاتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میری قبر اور منبر کے درمیان والی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔''

۷۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ

عاشقِ مصطفیٰ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے وِصال مبارک کے بعد یہ خیال کر کے شہرِ دلبر...... مدینہ منورہ...... سے شام چلے گئے کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ ہی نہ رہے تو پھر اِس شہر میں کیا رہنا! حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس فتح کیا تو سرورِ دو عالم ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے خواب میں آئے اور فرمایا:

ما هذه الجفوة، یا بلال؟ أما آن لک أن تزورني؟ یا بلال!

''اے بلال! یہ فرقت کیوں ہے؟ اے بلال! کیا تو ہم سے ملاقات نہیں چاہتا؟''

اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ اَشک بار ہو گئے۔ انہوں نے مدینے کی طرف رختِ سفر باندھا، روضۂ مصطفیٰ ﷺ پر حاضری دی اور بے چین ہوکر غمِ فراق میں رونے اور اپنے چہرے کو روضۂ رسول ﷺ پر ملنے لگے۔(۲)

---

(۱) ا۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳: ۴۹۱، رقم: ۴۱۶۳
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۳۸۹
۳۔ ابو یعلی، المسند، ۲: ۱۹۰، رقم: ۱۷۷۸
۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۴: ۸

(۲) ا۔ سبکی، شفاء السقام فی زیارت خیر الانام: ۳۹
۲۔ ابن حجر مکی، الجوہر المنظم: ۲۷

۸۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ

حضرت داؤد بن صالح سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز خلیفہ مروان بن الحکم آیا اور اس نے دیکھا کہ ایک آدمی حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہے تو مروان نے اسے کہا: کیا تو جانتا ہے کہ تو یہ کیا کر رہا ہے؟ جب مروان اس کی طرف بڑھا تو دیکھا کہ وہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں، انہوں نے جواب دیا:

نعم، جئت رسول الله صلی الله علیه وسلم و لم آت الحجر۔ (۱)

''ہاں (میں جانتا ہوں کہ میں کیا کر رہا ہوں)، میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا۔''

امام احمد بن حنبلؒ کی بیان کردہ روایت کی اِسناد صحیح ہیں۔ حاکم نے اسے شیخین (بخاری و مسلم) کی شرائط پر صحیح قرار دیا ہے جبکہ ذہبی نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۹۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا بارگاہِ نبوت میں سلام

یزید بن ابی سعید مقبری بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ جب میں نے انہیں الوداع کہا تو انہوں نے فرمایا: مجھے آپ سے ایک

---

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۴۲۲
۲۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۵۱۵، رقم: ۸۵۷۱
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۴: ۱۵۸، رقم: ۳۹۹۹
۴۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۱: ۱۹۹، ۲۰۰، رقم: ۲۸۶
۵۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۱۰: ۱۶۹، رقم: ۹۳۶۲
۶۔ سبکی، شفاء السقام فی زیارت خیر الانام: ۱۱۳
۷۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۴: ۲
۸۔ ہیثمی مجمع الزوائد، ۵: ۲۴۵
۹۔ ہندی، کنز العمال، ۶: ۸۸، رقم: ۱۴۹۶۷

ضروری کام ہے۔ پھر فرمایا:

إذا أتيت المدينة ستری قبر النبیﷺ، فأقرئه منّی السلام۔(۱)

’’جب آپ مدینہ منورہ حاضر ہوں تو حضور نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک پر حاضری دے کر میری طرف سے (آپ ﷺ کی خدمت میں) سلام (کا تحفہ و نذرانہ) پیش کر دیجئے گا۔‘‘

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ آپ ایک قاصد کو شام سے بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں اپنی طرف سے درود و سلام کا ہدیہ پیش کرنے کے لیے بھیجا کرتے تھے۔(۲)

۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک صحابیہ آئی جو حضور ﷺ کے فراق میں گھائل تھی۔ اُس نے آپ ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کرنے کی درخواست کی۔ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضری کے وقت وہ عورت اِتنا روئی کہ اُس نے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔(۳)

---

(۱) ۱۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳:۴۹۲، رقم: ۴۱۶۶، ۴۱۶۷

۲۔ قاضی عیاض، الشفا، ۲:۶۷۰

۳۔ مقریزی، اِمتاع الاسماع، ۱۴:۶۱۸

۴۔ ابن حاج، المدخل، ۱:۲۶۱

۵۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۴:۵۷۳

۶۔ ابن حجر مکی، الجوہر المنظم: ۲۷

۷۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۱۲:۱۸۴

(۲) ۱۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳:۴۹۱، ۴۹۲، رقم: ۴۱۶۶

۲۔ ابن حاج، المدخل، ۱:۲۶۱

(۳) ۱۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۴:۵۸۱

۲۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۱۲:۱۹۶

زیارتِ قبرِ انور کے آداب

۱۔ ابن الحاج مالکی اپنی کتاب 'المدخل' میں لکھتے ہیں:

''جب زائرِ مدینہ مکہ معظّمہ سے زیارتِ نبوی کی نیت سے نکلے تو اُس کی ساری توجہ زیارتِ نبوی اور مسجدِ نبوی میں ادائیگیٔ نماز کی طرف ہو، لیکن ان مقاصدِ جلیلہ کے ساتھ دیگر مقاصد کو شامل نہ کرے کیونکہ آقائے نامدار ﷺ متبوع ہیں تابع نہیں۔ اُنہی کی ذاتِ اقدس سفر کا مرکز و محور ہے، جب شہرِ مدینہ میں داخلہ کی سعادت حاصل ہو تو بہتر یہی ہے کہ مدینہ منورہ سے باہر مسافروں کے اُترنے کا جو مقام مقرر ہے اُسی مقام پر اُترے اور جب شہرِ حضور ﷺ میں داخلہ کا وقت آئے تو غسل اور وضو کرے، اچھی سے اچھی پوشاک پہنے، نوافل ادا کرے، توبہ کی تجدید کرے اور پیدل چلتا ہوا اندر داخل ہو کر تصویرِ عجز بن جائے کہ وہ شہنشاہِ کونین ﷺ کے دربارِ اقدس میں حاضری کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

''تاریخ بتاتی ہے کہ جب وفدِ عبدالقیس بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا تو وفد کے اراکین بے تابی سے سرکار ﷺ کے قدموں پر جا گرے اور شمعِ رسالت کے گرد پروانہ وار رقص کرنے لگے، جبکہ اُن کے سردار نے وقار کا مظاہرہ کیا، پہلے غُسل کیا، عمدہ لباس زیب تن کیا اور پھر بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں حاضر ہو کر ہدیۂ سلام پیش کیا۔ اِس پر آقا ﷺ نے فرمایا: تمہارے اندر دو عادتیں ایسی ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کے نزدیک پسندیدہ ہیں، وہ 'حلم' اور 'حوصلہ' ہیں۔''

۲۔ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب 'الغنیہ لطالبی طریق الحق' میں زیارت النبی ﷺ کے آداب بھی تفصیل سے بیان کئے ہیں۔ اِختصار کے ساتھ ذیل میں ان آداب کا ذکر کیا جا رہا ہے:

’’زائرِ مدینہ بارگاہِ نبوی میں اِستغاثہ پیش کرے، اللہ کی بارگاہ میں حضور ﷺ کے وسیلۂ جلیلہ سے دعا کرے۔ الوداعی زیارت کے وقت (یوں) سلامِ شوق پیش کرے: ’الوداع، یا رسولَ اللہ! الوداع۔‘ اللہ کی بارگاہ میں اپنی حاجات پیش کرنے کے بعد اپنی حاضری کی قبولیت کی بھی دعا مانگے اور التجا کرے کہ مولا! یہ زیارت آخری نہ ہو۔‘‘

۳۔ امام نووی نے اپنی کتاب ’الایضاح (ص:۴۴۶)‘ کے باب ششم میں حضور نبی اکرم ﷺ کے روضۂ اَطہر کی زیارت کے آداب بالتفصیل ذکر کئے ہیں۔

۴۔ کمال الدین بن ہمام حنفی نے ’فتح القدیر‘ میں ’کتاب الحج‘ کے آخر میں (۳:۹۴) اِس موضوع پر تفصیلی بحث کی ہے۔

۵۔ اِمام ابنِ قیم نے اپنے شہرۂ آفاق ’القصیدة النونیة‘ میں زیارتِ نبوی ﷺ کے آداب بیان کئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں:

فإذا أتينا المسجد النبوی صلينا التحية أولا ثنتان

(جب ہم مسجدِ نبوی میں حاضر ہوں تو سب سے پہلے دو رکعت نمازِ تحیۃ المسجد ادا کریں۔)

ثم انثنينا للزيارة نقصد القبر الشريف و لو على الأجفان

(پھر روضۂ اَنور کی زیارت کا قصد کریں، چاہے پلکوں پر چل کر ہی حاضری کا شرف کیوں نہ حاصل کرنا پڑے۔)

فنقوم دون القبر وقفة خاضع متذلل فی السر و الإعلان

(پھر باطناً و ظاہراً اِنتہائی عاجزی و اِنکساری کے ساتھ (حضوری کی تمام تر کیفیتوں میں ڈوب کر) قبرِ اَنور کے پاس کھڑے ہوں۔)

فكأنه فی القبر حیّ ناطق فالواقفون نواكس الأذقان

(یہ اِحساس دل میں جاگزیں رہے کہ حضور ﷺ اپنی قبرِ اَنور میں زندہ ہیں اور کلام فرماتے ہیں، پس (وہاں) کھڑے ہونے والوں کا سر (اَدباً وتعظیماً) جھکا رہے۔)

ملکتھم تلک المھابة فاعترت تلک القوآئم کثرة الرجفان

(بارگاہِ نبوی میں یوں کھڑے ہوں کہ رُعبِ مصطفیٰ ﷺ سے پاؤں تھرتھر کانپ رہے ہوں۔)

وتفجرت تلک العیون بمائھا و لطالما غاضت علی الأزمان

(اور آنکھیں بارگاہِ حضور ﷺ میں اَشکِ مسلسل کا نذرانہ پیش کرتی رہیں، اور وہ طویل زمانوں کی مسافت طے کر کے حضور ﷺ کے زمانے میں کھو جائیں۔)

و أتی المسلم بالسلام بھیبة و وقار ذی علم و ذی إیمان

(پھر مسلمان حضور ﷺ کی بارگاہ میں وقار و اَدب کے ساتھ ہدیۂ سلام پیش کرتے ہوئے آئے جیسا کہ صاحبانِ ایمان اور صاحبانِ علم کا شیوہ ہے۔)

لم یرفع الأصوات حول ضریحه کلا! و لم یسجد علی الأذقان

(حضور ﷺ کی قبرِ اَنور کے قریب آواز بھی بلند نہ کرے، خبردار! اور نہ ہی سجدہ ریز ہو۔)

من أفضل الأعمال ھاتیک الزیا رة و ھی یوم الحشر فی المیزان(۱)

(یہی زیارت اَفضل اعمال میں سے ہے اور روزِ حشر اسے میزانِ حسنات میں رکھا جائے گا۔)

۶۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے 'ما ثبت من السنہ (ص: ۱۱۴۔۱۱۶)' میں زیارتِ قبرِ اَنور کے آداب بالتفصیل ذکر کئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

---

(۱) ابن قیم، القصیدة النونیة: ۱۸۱

”زائر کو چاہئے کہ گھر سے روانہ ہوتے وقت مدینہ منورہ کی جانب متوجہ ہو اور راستہ میں حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود شریف پڑھے، کیونکہ اس راہ کے مسافر کے لئے فرض عبادات کے بعد درود شریف پڑھنا ہی افضل ترین عبادت ہے۔ جب زائر مدینہ منورہ کا کوئی درخت دیکھے یا اُسے حرم پاک نظر آئے تو بے اِنتہا درود شریف پڑھے، دِل میں اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگے کہ روضۂ انور کی زیارت بابرکت سے اُسے فائدہ ہو اور دُنیا و آخرت میں سعادت مندی حاصل ہو۔ اُسے چاہئے کہ زبان سے یہ کہے:

اَللّٰھُمَّ! إِنَّ هٰذا حَرَمُ رَسُوْلِکَ، فَاجْعَلْهُ لِي وِقَايَةً مِّنَ النَّارِ وَ اَمَاناً مِّنَ الْعَذَابِ وَ سُوْءِ الْحِسَابِ۔

”اے اللہ! یہ تیرے محبوب رسول ﷺ کا حرم محترم ہے، اِسے میرے لئے آتشِ دوزخ سے پناہ گاہ بنا دے، عذابِ آخرت اور برے حساب سے محفوظ رکھنے والا اور جائے اَمن بنا دے۔“

”مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرنا، عمدہ کپڑے پہننا، خوشبو لگانا اور سہولت کے ساتھ جتنا ہو سکے صدقہ کرنا مستحب ہے۔ زائر مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللهِ وَ عَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، رَبِّ اَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّي مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَاناً نَّصِيْرًا۔

”اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور میں اللہ کے رسول ﷺ کی ملت پر ہوں۔ اے اللہ! مجھے مقامِ صداقت میں داخل فرما اور صداقت کے مقام پر مجھے نکال، اور مجھے اپنی جانب سے مددگار غلبہ وقوت عطا فرما۔“

جب وہ مسجدِ نبوی ﷺ کے دروازہ پر پہنچے تو اپنا داہنا پاؤں دروازہ میں رکھ کر یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی ذُنُوْبِیْ وَ افْتَحْ لِی أَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَ فَضْلِکَ۔

’’اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما دے اور مجھ پر اپنے فضل و کرم کے دروازے کھول دے۔‘‘

’’زائر جب روضۂ اَقدس کا رُخ کرے تو حتی المقدور کوشش کرے کہ تحیۃ المسجد (کے نوافل) مُصلیٔ نبوی ﷺ پر ادا کرے۔ اگر ممکن نہ ہو تو روضۂ اقدس کے کسی حصہ میں یا مسجدِ نبوی میں کسی مقام پر نماز تحیۃ المسجد پڑھے اور پھر بقعۂ مبارک تک پہنچنے سے پہلے سجدۂ شکر ادا کرے (بعض علماء نماز و تلاوت کے علاوہ سجدہ شکر بجا لانے کے بارے میں مختلف الرائے ہیں)۔ اس کے بعد قبولِ زیارت کی دُعا کے ساتھ مزید نعمتوں کے حصول کی بھی دُعا کرے۔ پھر روضۂ اقدس کے پاس اس طرح حاضری دے کہ آپ ﷺ کے سر مبارک کی طرف منہ کرے اور قبلہ کی جانب پیٹھ کر کے کھڑا ہو۔ روضۂ مبارک کی جالی کو نہ چھوئے اور اِسے بوسہ بھی نہ دے، کیونکہ یہ دونوں کام اور اس کے علاوہ دوسری حرکتیں جاہلوں اور ناواقفوں کے طور طریق ہیں، اور سلف صالحین کا یہ طرزِ عمل کبھی نہیں رہا۔ نیز زائر کے لئے لازمی ہے کہ ادباً جالی سے چپک کر کھڑا نہ ہو بلکہ جالی سے تین یا چار ہاتھ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو۔ پھر حضور نبی اکرم ﷺ، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں اِنتہائی خشوع و خضوع (و عاجزی اِنکساری) کے ساتھ پرسکون انداز میں پست آواز میں عرض کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا قَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ اَرْسَلَهُ اللهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَ عَلٰی أَهْلِ بَیْتِکَ وَ أَزْوَاجِکَ وَ أَصْحَابِکَ أَجْمَعِیْنَ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ أَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَکَاتُهٗ! أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّکَ عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ، وَ أَمِیْنُهٗ وَ خِیَرَتُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ، وَ أَشْهَدُ أَنَّکَ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ

وَ أَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ، وَ جَاهَدْتَ فِي سَبِيْلِ اللهِ حَقَّ جِهَادِهٖ وَ عَبَدْتَ رَبَّکَ حَتّٰی أَتَاکَ الْيَقِيْنُ، فَجَزَاکَ اللهُ عَنَّا يَا رَسُوْلَ اللهِ أَفْضَلَ مَا جَزٰی نَبِيًّا عَنْ أُمَّتِهٖ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰی آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّکَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، وَ بَارِکْ عَلٰی سَيِّدِنَا مَحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰی آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّکَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اَللّٰهُمَّ! إِنَّکَ قُلْتَ وَ قَوْلُکَ الْحَقُّ: ﴿وَ لَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾۔

''اے رسولوں کے سردار! آپ پر سلام ہو، اے سب انبیاء سے آخر میں آنے والے! آپ پر سلام ہو، اے درخشاں حسینوں کے قائد و رہبر! آپ پر سلام ہو، اے وہ رسول جسے اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا! آپ پر سلام ہو، آپ کے اہلِ بیت، اَزواجِ مطہرات اور تمام صحابہ کرام ﷡ پر سلام ہو، اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں، برکتیں نازل ہوتی رہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے، اُس کے رسول، اُس کے امین اور اُس کی مخلوقات میں بہترین و برگزیدہ ہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے رِسالت کی تبلیغ فرمائی، حقِ اَمانت ادا کیا، اللہ کی راہ میں پوری طرح حقِ جہاد ادا فرمایا، اور آپ نے (اپنی شان کے لائق) مقامِ یقین (یعنی اِنشراحِ کامل نصیب ہونے یا لمحۂ وِصالِ حق) ملنے تک اپنے پروردگار کی عبادت کی۔ ہماری اِستدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو وہ بہترین جزا مرحمت فرمائے جو کسی نبی کو اس کی اُمت کی طرف

سے جزا دیتا ہے۔

''اے اللہ! ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور اُن کی آل پر رحمتیں نازل فرما، جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کی آل کو نوازا۔ بے شک تو ہی لائقِ حمد (اور) بزرگ و برتر ہے۔ اے اللہ! ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر برکتیں نازل فرما جیسی کہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد پر برکتیں نازل فرمائیں، یقیناً تو ہی لائقِ حمد (اور) بزرگ و برتر ہے۔

''اے اللہ! تو نے ہی فرمایا ہے اور تیرا یہ فرمان بالکل صحیح ہے: ''اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہوجاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (ﷺ) بھی ان کے لیے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اِس وسیلہ اور شفاعت کی بناء پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے۔''

اِس کے بعد زائر یہ دعا کرے:

اَللّٰھُمَّ! قَدْ سَمِعْنَا قَوْلَکَ وَ أَطَعْنَا أَمْرَکَ وَ قَصَدْنَا نَبِیَّکَ مُسْتَشْفِعِیْنَ بِہٖ إِلَیْکَ مِنْ ذُنُوْبِنَا، اَللّٰھُمَّ! فَتُبْ عَلَیْنَا وَ اسْعَدْنَا بِزِیَارَتِہٖ وَ ادْخِلْنَا فِی شَفَاعَتِہٖ، وَ قَدْ جِئْنَاکَ یَا رَسُوْلَ اللهِ ظَالِمِیْنَ أَنْفُسَنَا مُسْتَغْفِرِیْنَ لِذُنُوْبِنَا، وَ قَدْ سَمَّاکَ اللهُ تَعَالٰی بِالرَّءُوْفِ الرَّحِیْمِ، فَاشْفَعْ لِمَنْ جَاءَکَ ظَالِمًا لِنَفْسِہٖ مُعْتَرِفًا بِذَنْبِہٖ تَائِبًا إِلٰی رَبِّہٖ۔

''اے اللہ! ہم نے تیرا فرمان سنا اور تیرے احکام کی تعمیل میں تیرے حبیب ﷺ کے بارگاہ میں حاضر ہیں، جو تیری بارگاہ میں ہمارے گناہوں کی شفاعت کریں گے۔ اے اللہ! ہم پر رحم و کرم فرما اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی زیارت کی برکت سے خوش بخت بنا اور آپ ﷺ کی شفاعت ہمیں نصیب فرما۔ یا رسول اللہ

صلی اللہ علیك و سلم! ہم آپ کی بارگاہ میں اپنی جانوں پرظلم کرتے ہوئے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے حاضر ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رَءُوفٌ رَّحِیُم بنایا ہے۔ پس وہ جو اپنی جان پرظلم کر کے اپنے رب کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کا اِقرار کر کے اُس سے معافی مانگتے ہوئے آپ کے حضور حاضر ہوا اُس کی شفاعت فرمایئے۔''

''علاوہ اَزیں زائر پر لازم ہے کہ وہ اپنے والدین، اَعزاء و اَحباب وغیرہ کے لئے بھی دُعا مانگے، کیونکہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں ہر دُعا قبول ہوتی ہے۔''

کتب ومصادرِ علمیہ

اَئمہ وعلماء کرام نے زیارتِ نبی ﷺ کے بے شمار فضائل و برکات اورفوائد بیان کئے ہیں اور کتبِ فقہ، مناسکِ حج اور کتبِ مناقب و خصائص میں سیر حاصل بحث کی ہے۔ اِن کتب میں مکمل یا جزوی طور پر اَبواب کی صورت میں زیارتِ روضۂ رسول ﷺ کے اَحکام، فضائل اور آداب جمع ہیں۔ جن سے قارئین مزید اِستفادہ کر سکتے ہیں۔ ہم ان کتب کو درج ذیل چار حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

۱۔ کتبِ زیارت

وہ اَئمہ و محدثین کرام جنہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت کے فضائل و برکات بیان کئے، اس کے حق میں فتاویٰ دیئے اور اِس موضوع پر کتب لکھیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ علامہ تقی الدین سبکی نے زیارت کے موضوع پر جامع کتاب '**شفاء السقام فی زیارة خیر الأنام**' تالیف کی ہے۔

۲۔ ابن عساکر نے ایک کتاب '**إتحاف الزائر و إطراف المقیم السائر فی زیارة النبی ﷺ**' تالیف کی۔

۳۔ ابن حجر ہیتمی مکی نے اِس موضوع پر دو کتب ’الجوهر المنظم فی زيارة القبر النبوی الشريف المكرم‘ اور ’تحفة الزوار إلی قبر النبی المختار‘ تالیف کی ہیں۔

۴۔ محمود سعید ممودح نے چار سو صفحات پر مشتمل ضخیم کتاب ’رفع المِنارة لتخريج أحاديث التوسل و الزيارة‘ رقم کی ہے۔

۵۔ شیخ محمد فقی نے دو سو صفحات پر مشتمل کتاب ’التوسل و الزيارة‘ تالیف کی۔

۶۔ شیخ حسن عدوی مالکی نے ’مشارق الأنوار فی زيارة النبی المختار‘ لکھی۔

۷۔ احمد بن محمد حضراوی مکی نے چودہویں صدی ہجری کے اوائل میں ’نفحات الرضا و القبول فی فضائل المدينة و زيارة سيدنا الرسول ﷺ‘ لکھی۔

۸۔ عبد الحمید بن محمد علی مکی نے ’الذخائر القدسية فی زيارة خير البرية‘ لکھی۔

۹۔ احمد انصاری تنتاشی نے نہایت خوبصورت کتاب ’الدرة الثمينة فيما الزار النبی ﷺ إلی المدينة‘ لکھی ہے۔

۲۔ کتبِ خصائص و مناقب

اِن کتب میں زیارتِ روضۂ اَقدس کے موضوع پر اَبواب ہیں:

۱۔ ضیاء مقدسی، کتاب فضائل الأعمال

۲۔ احمد بن حسین بیہقی، شعب الإيمان، ۳: ۴۸۸

۳۔ قاضی عیاض، الشفا بتعريف حقوق المصطفیٰ

۴۔ احمد بن محمد قسطلانی، المواهب اللدنية بالمنح المحمدية

۵۔ محمد بن یعقوب فیروز آبادی، الصلات و البُشر فی الصلاة علی خير البشر

۶۔ ابن حجر ہیتمی مکی، الدر المنضود فی الصلاة و السلام علی صاحب المقام

المحمود

۷۔ محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی، القول البديع فی الصلاة علی الحبيب الشفيع

۸۔ محمد بن عبد الباقی زرقانی، شرح المواهب اللدنية

۹۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ما ثبت من السنة

۱۰۔ حسین بن حسین حلیمی، المنهاج فی شعب الإيمان

۳۔ کتبِ مذاہبِ اَربعہ

۱۔ کمال الدین بن ہمام حنفی نے 'فتح القدير (۹۴:۳)' میں زیارت پر ایک مفصل باب باندھا ہے۔

۲۔ ابن عابدین شامی نے 'رد المختار علی در المختار' میں زیارت کے موضوع پر بحث کی ہے۔

۳۔ نووی، المجموع

۴۔ نووی کی کتاب 'المنهاج' پر امام جلال الدین محلی کی 'شرح'

۵۔ 'منهج الطلاب' کے حاشیہ پر اِمام ابو یحیی زکریا انصاری کی کتاب 'فتح الوهاب'

۶۔ ابن حجر ہیتمی مکی کی 'تحفة المحتاج'

۷۔ شیخ ابوالعباس محمد بن احمد رملی کی 'نهاية المحتاج'

۸۔ شہاب الدین احمد بن ادریس قرافی کی 'الذخيرة' (جلد: ۳، باب: ۱۲)

۹۔ عبدالحق صقلی مالکی کی 'تهذيب المطالب'

۱۰۔ احمد بن محمد الدردیر کی کتاب 'الشرح الصغير علی أقرب المسالک إلی مذهب الإمام مالک' (۳۸۱:۲)

۱۱۔ علامہ محمد بن احمد بن جزری غرناطی کی کتاب 'قوانین الأحکام الشرعیة و مسائل الفروع الفقهیة (ص:۱۳۶)'

۱۲۔ شیخ ابوبکر حسن کشناوی کی کتاب 'أسهل المدارک شرح إرشاد السالک فی فقه إمام الأئمة مالک (۱:۵۲۱)'

۱۳۔ ابن حزم، المحلی،۵:۱۹۸

۱۴۔ خطیب شربینی، مغنی المحتاج،۱:۵۱۲

۱۵۔ عبداللہ بن قدامہ، المغنی،۳:۵۵۶

۱۶۔ ابوالفرج بن قدامہ،الشرح الکبیر،۳:۴۹۵

۱۷۔ منصور بن یونس بہوتی، کشاف القناع،۲:۵۹۸

۱۸۔ مرعی بن یوسف، دلیل الطالب:۸۸

۱۹۔ محمد بن مفلح مقدسی، الفروع،۳:۵۲۳

۴۔کتبِ مناسک

۱۔ عز الدین بن جماعہ کنانی، هدایة السالک إلی المذاهب الأربعة فی المناسک (جلد:۳، باب:۶)

۲۔ امام نووی، الإیضاح:۴۴۶

۳۔ وہبی سلیمان غاوجی، الحج وأحکامه

وہ مسئلہ زیارت میں لکھتے ہیں کہ قبرِ رسول ﷺ کی زیارت کرنا سُنت ہے، قرآن وسنت فعلِ صحابہ، اجماع، عرفِ عام اور قیاس سے ثابت شدہ ہے۔

شمعِ رسالت کے پروانوں کا رقصِ مستانہ آج بھی جاری ہے، جاں نثاروں کے والہانہ عشق و محبت کا جذبہ آج بھی زندہ و تابندہ ہے بلکہ عشاقِ مصطفیٰ نے اس جذبۂ جاں

نثاری کو ایک تحریک بنا دیا ہے۔ بعد اَز وِصال بھی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر لمحۂ موجود تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روضۂ اَطہر مرجعِ خلائق بنا ہوا ہے، درِ آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر لمحہ صلِ علیٰ کے سرمدی پھولوں کی بہار دِلوں کے غنچے کھلاتی رہتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا در آج بھی کھلا ہے اور قیامت تک کُھلا رہے گا، اگر آج کا انسان امن، سکون اور عافیت کی تلاش میں ہے اور اُفقِ عالم پر دائمی امن کی بشارتیں تحریر کرنے کا داعی ہے تو اُسے دہلیزِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک جانا ہو گا، اس لئے کہ گنبدِ خضرا کو اپنی سوچوں کا مرکز و محور بنائے بغیر باغِ طیبہ کے شاداب موسموں اور مخمور ساعتوں کو اپنے ویران آنگن کا مقدر نہیں بنایا جا سکتا، امن کی خیرات اسی در سے ملے گی، اس لئے کہ ذہنوں کی تہذیب و تطہیر کا شعور اُسی دَرِ پاک کی عطائے دلنواز ہے۔

مآخذ و مراجع

۱۔ **القرآن الحکیم**

۲۔ **آلوسی**، محمود بن عبد اللہ حسینی (۱۲۱۷۔۱۲۷۰ھ/ ۱۸۰۲۔۱۸۵۴ء)۔ **روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۳۔ **آلوسی**، محمود بن عبد اللہ حسینی (۱۲۱۷۔۱۲۷۰ھ/ ۱۸۰۲۔۱۸۵۴ء)۔ **روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی**۔ ملتان، پاکستان: مکتبہ اِمدایہ۔

۴۔ **ابن ابی حاتم رازی**، ابو محمد عبد الرحمن (۲۴۰۔۳۲۷ھ/ ۸۵۴۔۹۳۸)۔ **کتاب الجرح و التعدیل**۔ حیدر آباد، بھارت: مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ۔

۵۔ **ابن ابی شیبہ**، ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان کوفی (۱۵۹۔۲۳۵ھ/ ۷۷۶۔۸۴۹ء)۔ **المصنف**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد، ۱۴۰۹ھ۔

۶۔ **ابن اسحاق ازدی**، اسماعیل بن اسحاق مالکی (۱۹۹۔۲۸۲ھ)۔ **فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: دار المدینۃ المنورہ، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء۔

۷۔ **ابن تیمیہ**، احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام حرانی (۶۶۱۔۷۲۸ھ/ ۱۲۶۳۔۱۳۲۸ء)۔ **اقتضاء الصراط المستقیم بمخالفۃ اصحاب الجحیم**۔ لاہور، پاکستان: المکتبۃ السّلفیہ، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۸۔ **ابن تیمیہ**، احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام حرانی (۶۶۱۔۷۲۸ھ/ ۱۲۶۳۔۱۳۲۸ء)۔ **قاعدہ جلیلہ فی التوسل والوسیلہ**۔ لاہور، پاکستان: ادارہ ترجمان السنہ۔

۹۔ **ابن جعد**، ابو الحسن علی بن جعد بن عبید ہاشمی (۱۳۳۔۲۳۰ھ/ ۷۵۰۔۸۴۵ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: مؤسسہ نادر، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۱۰۔ **ابن جوزی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۷۹ھ/ ۱۱۱۶۔۱۲۰۱ء)۔ **کتاب الموضوعات**۔ کراچی، پاکستان: محمد سعید اینڈ سنز، ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء۔

۱۱۔ **ابن جوزی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۷۹ھ/ ۱۱۱۶۔۱۲۰۱ء)۔ **مولد العروس**۔ بیروت، لبنان: المتکبۃ الثقافیہ۔

۱۲۔ **ابن جوزی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۷۹ھ/ ۱۱۱۶۔۱۲۰۱ء)۔ **الوفا بِاَحوال المصطفیٰ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء۔

۱۳۔ **ابن حاج**، ابو عبداللہ محمد بن محمد بن محمد عبدری فاسی مالکی (م۷۳۷ھ)۔ **المدخل**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۱/ ۱۹۸۱ء۔

۱۴۔ **ابن حبان**، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/۸۸۴۔۹۶۵ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ،۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء۔

۱۵۔ **ابن حجر مکی**، ابو العباس احمد بن محمد بن محمد بن علی بن محمد بن علی بن حجر (۹۰۹۔۹۷۳ھ/ ۱۵۰۳۔۱۵۶۶ء)۔ **الجوہر المنظم**۔ مطبعۃ الخیریہ، ۱۲۳۱ھ۔

۱۶۔ **ابن حجر مکی**، ابو العباس احمد بن محمد بن محمد بن علی بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی (۹۰۹۔ ۹۷۳ھ/ ۱۵۰۳۔۱۵۶۶ء)۔ **الدر المنضود فی الصلوۃ و السلام علی الحبیب الشفیع**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: دار المدینۃ المنورہ، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء۔

۱۷۔ **ابن حجر مکی**، ابو العباس احمد بن محمد بن محمد بن علی بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی (۹۰۹۔ ۹۷۳ھ/ ۱۵۰۳۔۱۵۶۶ء)۔ **الفتاویٰ الحدیثیہ**۔ مصر: مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء۔

۱۸۔ **ابن حیان**، ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن جعفر انصاری اصبہانی، (۲۷۴۔۳۶۹ھ)۔ **طبقات المحدثین بأصبھان**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ،۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء۔

۱۹۔ **ابن حیان**، ابو محمد عبداللہ بن محمد بن جعفر انصاری اصبہانی (۲۷۴۔۳۶۹ھ)۔ **العظمہ**۔

ریاض، سعودی عرب: دار العاصمہ، ۱۴۰۸ھ۔

۲۰۔ **ابن سعد**، ابو عبد اللہ محمد (۱۶۸۔۲۳۰ھ/۷۸۴۔۸۴۵ء)۔ **الطبقات الکبریٰ**۔ بیروت، لبنان: دار بیروت، ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء۔

۲۱۔ **ابن سیرین**، محمد بن سیرین بصری انصاری (۳۳۔۱۱۰ھ/ ۶۵۳۔ ۷۲۹ء)۔ **تعبیر الرؤیا**۔ لاہور، پاکستان: تعبیر الرؤیا، ۱۹۹۵ء۔

۲۲۔ **ابن سیرین**، محمد بن سیرین بصری انصاری (۳۳۔۱۱۰ھ/۶۵۳۔۷۲۹ء)۔ **تفسیر الاحلام بر حاشیہ تعطیر الانام از نابلسی**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔

۲۳۔ **ابن عبد البر**، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸۔۴۶۳ھ/۹۷۹۔۱۰۷۱ء)۔ **الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب**۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۲ھ۔

۲۴۔ **ابن عبد البر**، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸۔۴۶۳ھ/۹۷۹۔۱۰۷۱ء)۔ **التمہید**۔ مغرب (مراکش): وزات عموم الأوقاف والشؤون الإسلامیہ، ۱۳۸۷ھ۔

۲۵۔ **ابن عدی**، عبداللہ بن عدی بن عبداللہ محمد بن المبارک، ابو احمد جرجانی، (۲۷۷۔ ۳۶۵ھ)۔ **الکامل فی معرفۃ ضعفاء المحدثین**۔ قاہرہ، مصر: مکتبۃ ابن تیمیہ، ۱۹۹۳ء۔

۲۶۔ **ابن قدامہ**، ابو محمد عبداللہ بن احمد مقدسی (م ۶۲۰ھ)۔ **المغنی فی فقہ الامام احمد بن حنبل شیبانی**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۵ھ۔

۲۷۔ **ابن قیسرانی**، ابو الفضل محمد بن طاہر بن علی بن احمد مقدسی (۴۴۸۔۵۰۷ھ/۱۰۵۶۔ ۱۱۱۳ء)۔ **تذکرۃ الحفاظ**۔ ریاض، سعودی عرب: دار الصمیعی، ۱۴۱۵ھ۔

۲۸۔ **ابن قیم**، ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر ایوب جوزیہ (۶۹۱۔۷۵۱ھ/ ۱۲۹۲۔۱۳۵۰ء)۔ **اعلام الموقعین عن رب العلمین**۔ مصر: مطبعۃ السعادہ، ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۵ء۔

۲۹۔ **ابن قیم**، ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر ایوب جوزیہ (۶۹۱۔۷۵۱ھ/ ۱۲۹۲۔۱۳۵۰ء)۔ **جلاء الافہام**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۳۰۔ **ابن قیم**، ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر ایوب جوزیہ (۶۹۱۔۷۵۱ھ/ ۱۲۹۲۔۱۳۵۰ء)۔

القصیدۃ النونیۃ۔ لاہور، پاکستان: ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء۔

۳۱۔ **ابن کثیر**، ابو الفداء اسماعیل بن عمر (۷۰۱۔۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ **البدایہ و النہایہ**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۳۲۔ **ابن کثیر**، ابو الفداء اسماعیل بن عمر (۷۰۱۔۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ **تفسیر القرآن العظیم**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔

۳۳۔ **ابن ماجہ**، ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (۲۰۹۔۲۷۳ھ/ ۸۲۴۔۸۸۷ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء۔

۳۴۔ **ابن ماجہ**، ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (۲۰۹۔۲۷۳ھ/ ۸۲۴۔۸۸۷ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۳۵۔ **ابن مبارک**، ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن واضح مروزی (۱۱۸۔۱۸۱ھ/ ۷۳۶۔۷۹۸ء)۔ **کتاب الزہد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۳۶۔ **ابن ملقن**، عمر بن علی الانصاری (۷۲۳ ۔۸۰۴ھ)۔ **خلاصۃ البدر المنیر فی تخریج کتاب الشرح الکبیر للرافعی**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشید، ۱۴۱۰ھ۔

۳۷۔ **ابن مندہ**، ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن یحیی (۳۱۰۔۳۹۵ھ/ ۹۲۲۔۱۰۰۵ء)۔ **الایمان**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۶ھ۔

۳۸۔ **ابن الوردی**، زین الدین عمر بن مظفر (م ۷۴۹ھ)۔ **التاریخ**۔ بیروت، لبنان: ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء۔

۳۹۔ **ابن ہشام**، ابو محمد عبد الملک حمیری (م ۲۱۳ھ/ ۸۲۸ء)۔ **السیرۃ النبویہ**۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۱ھ۔

۴۰۔ **ابن ہمام**، کمال الدین بن محمد بن عبد الواحد (م ۶۸۱ھ)۔ **فتح القدیر**۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ رشیدیہ۔

۴۱۔ **ابو بکر بغدادی**، احمد بن علی بن ثابت (۳۹۲۔۴۶۳ھ)۔ **الفصل للموصل المدرج فی النقل**۔ ریاض، سعودی عرب: دار الہجرہ، ۴۶۳ھ۔

۴۲۔ **ابو داؤد**، سلیمان بن اشعث سجستانی (۲۰۲۔۲۷۵ھ/ ۸۱۷۔۸۸۹ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۴۳۔ **ابو داؤد**، سلیمان بن اشعث سجستانی (۲۰۲۔۲۷۵ھ/ ۸۱۷۔۸۸۹ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء۔

۴۴۔ **ابو عبد اللہ**، محمد بن سلیمان جزولی (م ۸۷۰ھ)۔ **دلائل الخیرات**۔ پاکپتن، پاکستان: زیرِ اہتمام: دربار عالیہ نقشبندیہ اکبریہ۔

۴۵۔ **ابو عوانہ**، یعقوب بن اسحاق (۲۳۰۔۳۱۶ھ/ ۸۴۵۔۹۲۸ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۹۹۸ء۔

۴۶۔ **ابو نعیم**، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶۔۴۳۰ھ/ ۹۴۸۔۱۰۳۸ء)۔ **حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔

۴۷۔ **ابو یعلی**، احمد بن علی بن مثنی بن یحیی بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (۲۱۰۔۳۰۷ھ/ ۸۲۵۔۹۱۹ء)۔ **المسند**۔ دمشق، شام: دار المأمون للتراث، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء۔

۴۸۔ **احمد بن حنبل**، ابو عبد اللہ بن محمد (۱۶۴۔۲۴۱ھ/ ۷۸۰۔۸۵۵ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۴۹۔ **البانی**، محمد ناصر الدین (۱۳۳۳۔۱۴۲۰ھ/ ۱۹۱۴۔۱۹۹۹ء)۔ **سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۵۰۔ **البانی**، محمد ناصر الدین (۱۳۳۳۔۱۴۲۰ھ/ ۱۹۱۴۔۱۹۹۹ء)۔ **تعلیق علی فضل الصلوۃ علی النبی ﷺ**۔

۵۱۔ **اندلسی**، عمر بن علی بن احمد وادیاشی (۷۲۳۔۸۰۴ھ)۔ **تحفۃ المحتاج إلی ادلۃ المحتاج**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: دار حراء، ۱۴۰۶ھ۔

۵۲۔ **انور شاہ کاشمیری**، محمد انور بن مولانا محمد معظم شاہ کشمیری (۱۲۹۲۔۱۳۵۲ھ)۔ **العرف الشذی برحاشیہ جامع الترمذی**۔ ملتان، پاکستان: فاروقی کتب خانہ۔

۵۳۔ **انور شاہ کشمیری**، محمد انور بن مولانا محمد معظم شاہ کشمیری (۱۲۹۲۔۱۳۵۲ھ)۔ **فیض الباری علی صحیح البخاری**۔ قاہرہ، مصر: مطبعہ حجازی، ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء۔

۵۴۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/ ۸۱۰۔ ۸۷۰ء)۔ **الادب المفرد**۔ بیروت، لبنان: دار البشائر الاسلامیہ، ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء۔

۵۵۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/ ۸۱۰۔ ۸۷۰ء)۔ **التاریخ الکبیر**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۵۶۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/ ۸۱۰۔ ۸۷۰ء)۔ **الصحیح**، بیروت، لبنان + دمشق، شام: دار القلم، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۵۷۔ **بزار**، ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بصری (۲۱۰۔۲۹۲ھ/ ۸۲۵۔۹۰۵ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: ۱۴۰۹ھ۔

۵۸۔ **بغدادی**، ابو عبد اللہ احمد بن ابراہیم بن کثیر دورقی (۱۶۸۔۲۴۶ھ)۔ **مسند سعد بن ابی وقاص**۔ بیروت، لبنان: دار البشائر الاسلامیہ، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۵۹۔ **بغوی**، ابو محمد حسین بن مسعود (۴۳۶۔۵۱۶ھ/ ۱۰۴۴۔۱۱۲۲ء)۔ **شرح السنہ**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء۔

۶۰۔ **بوصیری**، ابو عبد اللہ شرف الدین محمد (۶۰۸۔۶۹۶ھ/ ۱۲۱۲۔۱۲۹۶ یا ۱۲۹۷ء)۔ **قصیدہ بردہ شریف**۔

۶۱۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/ ۹۹۴۔ ۱۰۶۶ء)۔ **دلائل النبوہ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۶۲۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/ ۹۹۴۔ ۱۰۶۶ء)۔ **شعب الایمان**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۶۳۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/ ۹۹۴۔ ۱۰۶۶ء)۔ **السنن الصغیر**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء۔

۶۴۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔ ۱۰۶۶ء)۔ **السنن الکبریٰ**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبہ دار الباز، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۶۵۔ **ترمذی**، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی (۲۱۰۔۲۷۹ھ/ ۸۲۵۔ ۸۹۲ء)۔ **الجامع الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۶۶۔ **ترمذی**، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی (۲۱۰۔۲۷۹ھ/ ۸۲۵۔ ۸۹۲ء)۔ **الجامع الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء۔

۶۷۔ **جرجانی**، ابو قاسم حمزہ یوسف (۴۲۸۔۳۴۵ھ)۔ **تاریخ جرجان**۔ بیروت، لبنان: عالم الکتب، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۶۸۔ **جندی**، ابو سعید مفضل بن محمد بن ابراہیم (۳۰۸ھ)۔ **فضائل المدینہ**۔ دمشق، شام: دار الفکر، ۱۴۰۷ھ۔

۶۹۔ **حاکم**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۲۱۔۴۰۵ھ/۹۳۳۔۱۰۱۴ء)۔ **المستدرک علی الصحیحین**۔ بیروت۔ لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱/۱۹۹۰ء۔

۷۰۔ **حاکم**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۲۱۔۴۰۵ھ/۹۳۳۔۱۰۱۴ء)۔ **المستدرک علی الصحیحین**۔ مکہ، سعودی عرب: دار الباز للنشر و التوزیع۔

۷۱۔ **حسینی**، ابراہیم بن محمد (۱۰۵۴۔۱۱۲۰ھ)۔ **البیان و التعریف**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۱ھ۔

۷۲۔ **حکیم ترمذی**، ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حسن بن بشیر(۱)۔ **نوادر الاصول فی احادیث الرسول**۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۹۹۲ء۔

۷۳۔ **حمیدی**، ابو بکر عبداللہ بن زبیر (م۲۱۹ھ/۸۳۴ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ + قاہرہ، مصر: مکتبۃ المتنبی۔

۷۴۔ **خطیب بغدادی**، ابو بکر احمد بن علی (۳۹۲۔۴۶۳ھ/۱۰۰۲۔۱۰۷۱ء)۔ **تاریخ بغداد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی۔

۷۵۔ **خطیب تبریزی**، محمد بن عبد اللہ (م۷۴۲ھ)۔ **مشکوٰۃ المصابیح**۔ بیروت، لبنان: دارالفکر، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء۔

۷۶۔ **خفاجی**، ابوعباس احمد بن محمد بن عمر (۹۷۹۔۱۰۶۹ھ/۱۵۷۱۔۱۶۵۹ء)۔ **نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۱ء۔

۷۷۔ **دارقطنی**، ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان (۳۰۶۔۳۸۵ھ/ ۹۱۸۔۹۹۵ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء۔

۷۸۔ **دارمی**، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن (۱۸۱۔۲۵۵ھ/ ۷۹۷۔۸۶۹ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ۔

۷۹۔ **دانی**، ابوعمرو عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر اُموی مقری (۳۷۱۔۴۴۴ھ/ ۹۸۱۔۱۰۵۲ء)۔ **السنن الواردہ فی الفتن**۔ ریاض، سعودی عرب: دار العاصمہ، ۱۴۱۶ھ۔

۸۰۔ **دولابی**، ابو بشر محمد بن احمد بن حماد (۲۲۴۔۳۱۰ھ)۔ **الذریۃ الطاہرۃ النبویۃ**۔ کویت: الدار السلفیۃ، ۱۴۰۷

۸۱۔ **دولابی**، ابو بشر محمد بن احمد بن حماد (۲۲۴۔۳۱۰ھ)۔ **کتاب الکنی و الاسماء**۔ شیخوپورہ، پاکستان: المکتبۃ الاثریہ۔

۸۲۔ **دیلمی**، ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ بن فناخسرو ہمذانی (۴۴۵۔۵۰۹ھ/ ۱۰۵۳۔۱۱۱۵ء)۔ **الفردوس بمأثور الخطاب**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۶ء۔

۸۳۔ **ذہبی شمس الدین** محمد بن احمد بن عثمان (۶۷۳۔۷۴۸ھ/۱۲۷۴۔۱۳۴۸ء)۔ **تاریخ الاسلام و وفیات المشاہیر و الاعلام**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

(۱) حکیم ترمذی ۳۱۸ھ/۹۳۰ء میں زندہ تھے مگر اُن کی تاریخ وفات معلوم نہیں۔

۸۴۔ ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (۶۷۳۔۷۴۸ھ/ ۱۲۷۴۔۱۳۴۸ء)۔ **الکاشف**۔ جدہ، سعودی عرب، دار القبلۃ للثقافۃ الاسلامیہ،۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۲ء۔

۸۵۔ ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (۶۷۳۔۷۴۸ھ/ ۱۲۷۴۔۱۳۴۸ء)۔ **المغنی**۔ مکتبہ حدیثیہ۔

۸۶۔ ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (۶۷۳۔۷۴۸ھ/ ۱۲۷۴۔۱۳۴۸ء)۔ **میزان الاعتدال فی نقد الرجال**، بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۵ء۔

۸۷۔ **رویانی**، ابو بکر ٹی بن ہارون (م ۳۰۷ھ)۔ **المسند**۔ قاہرہ، مصر: مؤسسہ قرطبہ، ۱۴۱۶ھ۔

۸۸۔ **زرقانی**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف بن احمد بن علوان مصری ازہری مالکی (۱۰۵۵۔۱۱۲۲ھ/ ۱۶۴۵۔۱۷۱۰ء)۔ **شرح المواہب اللدنیہ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء۔

۸۹۔ **زرقانی**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف بن احمد بن علوان مصری ازہری مالکی (۱۰۵۵۔۱۱۲۲ھ/ ۱۶۴۵۔۱۷۱۰ء)۔ **شرح الموطا**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ۔

۹۰۔ **سبکی**، تقی الدین ابو الحسن علی بن عبد الکافی بن علی بن تمام بن یوسف بن موسیٰ بن تمام انصاری (۶۸۳۔۷۵۶ھ/۱۲۸۴۔۱۳۵۵ء)۔ **شفاء السقام فی زیارت خیر الانام**۔ حیدر آباد، بھارت: دائرہ معارف نظامیہ، ۱۳۱۵ھ۔

۹۱۔ **سمہودی**، نور الدین علی بن احمد مصری (م ۹۱۱ھ)۔ **وفاء الوفا باخبار دار المصطفی ﷺ**۔ مصر: مطبعۃ السعادہ، ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۴ء۔

۹۲۔ **سندی**، ابو الحسن نور الدین بن عبد الہادی (م ۱۱۳۸ھ)۔ **حاشیہ علی سنن النسائی**۔ حلب: مکتبۃ المطبوعات الاسلامیہ، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۹۳۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان

(۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ **تنویر الحوالک شرح موطا مالک**۔ مصر : المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء۔

۹۴۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ **الحاوی للفتاویٰ**۔ مصر: مطبعۃ السعادہ، ۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۹ء۔

۹۵۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ **الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

۹۶۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ **لباب النقول فی اسباب النزول**۔ قاہرہ، مصر: مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء۔

۹۷۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ **مسند ابی بکر الصدیق**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبہ و مطبعہ النہضہ الحدیثہ۔

۹۸۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ **مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفا**۔

۹۹۔ **شاہ ولی اللہ محدث دہلوی** (۱۱۱۴۔۱۱۷۴ھ/۱۷۰۳۔۱۷۶۲ء)۔ **الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین**۔ دہلی، بھارت: الکرک پرنٹنگ ورکس۔

۱۰۰۔ **شعرانی**، عبدالوہاب بن احمد بن علی بن احمد بن محمد بن موسیٰ انصاری شافعی شاذلی مصری (۸۹۸۔۹۷۳ھ/ ۱۴۹۳۔۱۶۶۵ء)۔ **الطبقات الکبریٰ**۔ مصر: مکتبۃ عبدالحمید احمد حنفی۔

۱۰۱۔ **شوکانی**، محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳۔۱۲۵۰ھ/ ۱۷۶۰۔۱۸۳۴ء)۔ **نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء۔

۱۰۲۔ **شیبانی**، ابوبکر احمد بن عمرو بن ضحاک بن مخلد (۲۰۶۔۲۸۷ھ/۸۲۲۔۹۰۰ء)۔ **الآحاد و المثانی**۔ ریاض، سعودی عرب: دار الرایہ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء۔

۱۰۳۔ **صالحی**، ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن علی بن یوسف شامی (م۹۴۲ھ/۱۵۳۶ء)۔ **سبل الهدیٰ والرشاد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء۔

۱۰۴۔ **صیداوی**، ابو الحسین محمد بن احمد بن جمیع (۳۰۵۔۴۰۲ھ)۔ **معجم الشیوخ**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ۔

۱۰۵۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **مسند الشامیین**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۴ء۔

۱۰۶۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الاوسط**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ المعارف، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔

۱۰۷۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الاوسط**۔ قاہرہ، مصر: دار الحرمین، ۱۴۱۵ھ۔

۱۰۸۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الصغیر**، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔

۱۰۹۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الصغیر**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی + عمان: دار عمار، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۱۱۰۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الکبیر**۔ قاہرہ، مصر: مکتبہ ابن تیمیہ۔

۱۱۱۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الکبیر**، موصل، عراق: مطبعۃ الزہراء الحدیثہ۔

۱۱۲۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الکبیر**۔ موصل، عراق: مکتبۃ العلوم والحکم، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۳ء۔

۱۱۳۔ **طحاوی**، ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبد الملک بن سلمہ (۲۲۹۔۳۲۱ھ/ ۸۵۳۔۹۳۳ء)۔ **شرح معانی الآثار**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۹ھ۔

۱۱۴۔ **طحاوی**، ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبد الملک بن سلمہ (۲۲۹۔۳۲۱ھ/ ۸۵۳۔۹۳۳ء)۔ **مشکل الآثار**۔ بیروت، لبنان: دار صادر۔

۱۱۵۔ **طیالسی**، ابو داؤد سلیمان بن داؤد جارود (۱۳۳۔۲۰۴ھ/۷۵۱۔۸۱۹ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

۱۱۶۔ **عبد بن حمید**، ابو محمد بن نصر الکسی (م ۲۴۹ھ/۸۶۳ء)۔ **المسند**۔ قاہرہ، مصر: مکتبۃ السنہ، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء۔

۱۱۷۔ **عبد الحق محدث دہلوی**، شیخ (۹۵۸۔۱۰۵۲ھ/ ۱۵۵۱۔۱۶۴۲ء)۔ **اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ المصابیح**۔ سکھر، پاکستان: مکتبہ نوریہ رضویہ، ۱۹۷۶ء۔

۱۱۸۔ **عبد الحق محدث دہلوی**، شیخ (۹۵۸۔۱۰۵۲ھ/ ۱۵۵۱۔۱۶۴۲ء)۔ **جذب القلوب اِلٰی دیارِ المحبوب**۔ لکھنؤ، بھارت: مطبع منشی نولکشور۔

۱۱۹۔ **عبد الحق محدث دہلوی**، شیخ (۹۵۸۔۱۰۵۲ھ/ ۱۵۵۱۔۱۶۴۲ء)۔ **ماثبت من السنہ**۔ لاہور، پاکستان: ادارہ نعیمیہ رضویہ۔

۱۲۰۔ **عبد الحق محدث دہلوی**، شیخ (۹۵۸۔۱۰۵۲ھ/ ۱۵۵۱۔۱۶۴۲ء)۔ **مدارج النبوہ**۔ کانپور، بھارت: مطبع منشی نولکشور۔

۱۲۱۔ **عبد الرزاق**، ابو بکر بن ہمام بن نافع صنعانی (۱۲۶۔۲۱۱ھ/۷۴۴۔۸۲۶ء)۔ **المصنف**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ۔

۱۲۲۔ **عجلونی**، ابو الفداء اسماعیل بن محمد بن عبد الہادی بن عبد الغنی جراحی (۱۰۸۷۔۱۱۶۲ھ/ ۱۶۷۶۔۱۷۴۹ء)۔ **کشف الخفا و مزیل الالباس**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ۔

۱۲۳۔ **عراقی**، حافظ زین الدین عبد الرحیم بن حسین (۷۲۵۔۸۰۶ھ/ ۱۳۲۵۔۱۴۰۴ء)۔ **التقیید و الایضاح**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبہ سلفیہ، ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء۔

۱۲۴۔ **عراقی**، حافظ زین الدین عبد الرحیم بن حسین (۷۲۵۔۸۰۶ھ/ ۱۳۲۵۔۱۴۰۴ء)۔

طرح التثریب فی شرح التقریب۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۱۲۵۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **الاصابہ فی تمییز الصحابہ**۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء۔

۱۲۶۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **تقریب التہذیب**۔ شام: دار الرشید، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۱۲۷۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **تلخیص الحبیر** ۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: ۱۳۸۴ھ/ ۱۹۶۴ء۔

۱۲۸۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **تہذیب التہذیب**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء۔

۱۲۹۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **شرح نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۱۳۰۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **فتح الباری**۔ لاہور، پاکستان: دار نشر الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۱۳۱۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **لسان المیزان**۔ بیروت، لبنان، مؤسسۃ الأعلمی للمطبوعات، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۱۳۲۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **المطالب العالیہ**۔ ریاض، سعودی عرب: دار العاصمہ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۱۳۳۔ **عسقلانی،** احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **مقدمہ فتح الباری۔** بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۳۷۹ء۔

۱۳۴۔ **فاکہی،** ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن عباس (۲۱۷۔۲۷۵ھ)۔ **اخبارِ مکہ۔** بیروت، لبنان: دار خضر، ۱۴۱۴ء۔

۱۳۵۔ **قاضی عیاض،** ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن موسیٰ بن عیاض بن محمد بن موسیٰ بن عیاض یحصبی (۴۷۶۔۵۴۴ھ/۱۰۸۳۔۱۱۴۹ء)۔ **الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ۔** بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی۔

۱۳۶۔ **قاضی عیاض،** ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن موسیٰ بن عیاض بن محمد بن موسیٰ بن عیاض یحصبی (۴۷۶۔۵۴۴ھ/۱۰۸۳۔۱۱۴۹ء)۔ **الشفا۔** ملتان، پاکستان: عبدالتواب اکیڈمی۔

۱۳۷۔ **قرطبی،** ابو عبد اللہ محمد بن احمد (۲۸۴۔۳۸۰ھ/۸۹۷۔۹۹۰ء)۔ **الجامع لاحکام القرآن۔** بیروت، لبنان: دار اِحیاء التراث العربی۔

۱۳۸۔ **قسطلانی،** ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک بن احمد بن محمد بن محمد بن حسین بن علی (۸۵۱۔۹۲۳ھ/ ۱۴۴۸۔۱۵۱۷ء)۔ **المواھب اللدنیہ۔** بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۱۳۹۔ **مالک،** ابن انس بن مالک رضی اللہ عنہ بن ابی عامر بن عمرو بن حارث اصبحی (۹۳۔۱۷۹ھ/ ۷۱۲۔۷۹۵ء)۔ **الموطا۔ بیروت،** لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۱۴۰۔ **مالکی،** السید محمد بن علوی بن السید عباس المالکی الحسینی۔ **شفاء الفواء الفواد بزیارۃ خیر العباد۔** سعودی عرب: ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۱۴۱۔ **مالکی،** السید محمد بن علوی بن السید عباس المالکی الحسینی۔ **الزیارۃ النبویہ۔ بیروت،** لبنان: مطبعہ کلیۃ الدعوۃ الاسلامیہ، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء۔

۱۴۲۔ **مسلم،** ابو الحسین بن حجاج بن مسلم بن ورد قشیری (۲۰۶۔ ۲۶۱ھ/ ۸۲۱۔۸۷۵ء)۔

الصحیح۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۱۴۳۔ **مقدسی**، محمد بن عبد الواحد حنبلی (م ۶۴۳ھ)۔ **الاحادیث المختارہ**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبۃ النہضۃ الحدیثیہ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۱۴۴۔ **مقدسی**، محمد بن عبد الواحد حنبلی (م ۶۴۳ھ)۔ **فضائل بیت المقدس**۔ شام: دار الفکر، ۱۴۰۵ھ۔

۱۴۵۔ **مقریزی**، ابو العباس احمد بن علی بن عبد القادر بن محمد بن ابراہیم بن محمد بن تمیم بن عبد الصمد (۷۶۹۔۸۴۵ھ/ ۱۳۶۷۔۱۴۴۱ء)۔ **اِمتاعُ الاَسماع**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء۔

۱۴۶۔ **ممدوح**، محمود سعید۔ **رفع المنارہ**۔ قاہرہ، مصر: دار الامام الترمذی، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء۔

۱۴۷۔ **مناوی**، عبد الرؤف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین (۹۵۲۔۱۰۳۱ھ/ ۱۵۴۵۔۱۶۲۱ء)۔ **فیض القدیر شرح الجامع الصغیر**۔ مصر: مکتبہ تجاریہ کبریٰ، ۱۳۵۶ھ۔

۱۴۸۔ **منذری**، ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی بن عبد اللہ بن سلامہ بن سعد (۵۸۱۔۶۵۶ھ/ ۱۱۸۵۔ ۱۲۵۸ء)۔ **الترغیب و الترہیب**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ۔

۱۴۹۔ **نبہانی**، یوسف بن اسماعیل بن یوسف (۱۲۶۵۔۱۳۵۰ھ/ ۱۸۴۹۔۱۹۳۲ء)۔ **جامع کرامات الاولیاء**۔ مصر: مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۲ء۔

۱۵۰۔ **نبہانی**، یوسف بن اسماعیل بن یوسف (۱۲۶۵۔۱۳۵۰ھ/ ۱۸۴۹۔۱۹۳۲ء)۔ **شواہد الحق فی الاستغاثہ بسید الخلق**۔ مصر: مطبعہ مصطفیٰ البابی۔

۱۵۱۔ **نسائی**، ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار (۲۱۵۔۳۰۳ھ/ ۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء۔

۱۵۲۔ **نسائی**، ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار (۲۱۵۔۳۰۳ھ/ ۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ **السنن الکبریٰ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۱۵۳۔ **نسائی**، ابوعبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار (۲۱۵۔۳۰۳ھ/ ۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ ***عمل الیوم و اللیلہ***۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۱۵۴۔ **نووی**، ابو زکریا، یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱۔۶۷۷ھ/۱۲۳۳۔۱۲۷۸ء)۔ **الاذکار**۔ المطبعۃ الخیریہ، ۱۳۲۳ھ۔

۱۵۵۔ **نووی**، ابو زکریا، یحیی بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱۔۶۷۷ھ/۱۲۳۳۔۱۲۷۸ء)۔ **الایضاح**۔ بیروت، لبنان: دار البشائر الاسلامیہ + مکہ مکرمہ، سعودی عرب: المکتبۃ الامدادیہ، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء۔

۱۵۶۔ **نووی**، ابو زکریا، یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱۔۶۷۷ھ/۱۲۳۳۔۱۲۷۸ء)۔ ***تہذیب الاسماء و اللغات***۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۱۵۷۔ **واقدی**، ابوعبد اللہ محمد بن عمر بن واقد سہمی اسلمی (۱۳۰۔۲۰۷ھ/ ۷۴۷۔۸۲۳ء)۔ **فتوح الشام**۔ اسکندریہ، مصر: دار ابن خلدون۔

۱۵۸۔ **ہندی**، علاء الدین علی المتقی (م ۹۷۵)۔ ***کنز العمال***۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۱۵۹۔ **ہیثمی**، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵۔۸۰۷ھ/ ۱۳۳۵۔۱۴۰۵ء)۔ ***مجمع الزوائد***۔ قاہرہ، مصر: دار الریان للتراث + بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۱۶۰۔ **یاقوت حموی**، شہاب الدین ابوعبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ بغدادی (م ۶۲۶ھ)۔ ***معجم البلدان***۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء۔